

دو سسر دو داماد رضی اللہ تعالیٰ عنہم

سیرتِ خلفائے راشدینؓ پر پہلی غیر منقوط کتاب

ابو محمد
محمد عظیم رائی

تقریظ
حضرت مولانا محمد اسلم صاحب شیخوپوری دامت برکاتہم العالیہ

ادارہ اساس العلم کراچی

سیرتِ خلفائے راشدینؓ پر پہلی غیر منقوط کتاب

دو سسر دو داماد
رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

محرّر

والدِ محمّد رائی

ادارہ اساسِ العلم

جامعہ احتشامیہ، تھانوی مسجد، جیکب لائن کراچی

موبائل: 0300-2832857,0345-3033109

نام کتاب: دوسسر دو داماد

مؤلف : ابو محمد، محمد عظیم رائی

کمپوزنگ: غازی گرافکس

تعداد : گیارہ سو

سن طباعت: ۱۴۳۲ھ بمطابق ۲۰۱۱ء

ناشر : ادارۃ اساس العلم کراچی

اسٹاکسٹ

ادارۃ اساس العلم کراچی

جامعہ احتشامیہ نزد تھانوی مسجد، جیکب لائن کراچی

موبائل: 0300-2832857,0345-3033109

ملنے کے پتے

☆ ادارۃ الانوار بنوری ٹاؤن کراچی

☆ اسلامی کتب خانہ بنوریؒ ٹاؤن کراچی

☆ زمزم پبلشرز اردو بازار کراچی

☆ مکتبہ انعامیہ، اردو بازار کراچی

☆ مکتبہ لدھیانوی بنوری ٹاؤن کراچی

☆ جامعہ احتشامیہ نزد تھانوی مسجد جیکب لائن کراچی

ماں کے نام

جسے آخری سانسوں تک اپنے لخت جگر کی جدائی محض اس لئے گوارا ہوئی کہ وہ اللہ کا دین سیکھے۔

تحصیل علم کی پر خار وادیوں کی انجانی راہوں کا مسافر بیٹا جب تھک ہار کر ماں سے ملنے آتا تو وہ کھل اٹھتی، مگر عارضی دنیا کی ملاقاتوں کو بھلا کہاں داوام؟ مقصد کی طرف پلٹتا تو سالہا سال سے ماں کے سینے میں پنہاں، ممتا کا بحرِ بے کراں، پلکوں کے کمزور سے بند کو بآسانی توڑ دیتا، منہ موڑ کر بیٹھ جاتی اور دوپٹے سے آنسوؤں کے سیل رواں کو روکنے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے ،گھٹی گھٹی سی آواز میں کہتی: ''جا بچہ اللہ دے حوالے، اللہ کامیاب کریگا''۔

ماں کو اس طرح روتا دیکھ کر بیٹے کے پائے استقلال ڈگمگانے لگتے تو محتاجِ تسلی ماں، تسلیاں دینے کے انداز میں بیٹے سے کہتی: ''جا بچہ اللہ دے حوالے، اللہ کامیاب کریگا''۔

ماں! میں جو کچھ بھی ہوں، تیری سحر گاہی دعاؤں کی بدولت ہوں۔

ماں! تیری دعا نہ ہوتی تو کچھ بھی نہ ہوتا، کچھ بھی نہیں۔۔۔۔۔۔

در مدح خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم

از شیخ المشائخ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی نور اللہ مرقدہ

شہسوارانِ جہاں مردانِ دین — چار یار مصطفیٰ اہلِ یقین

اولاً ابوبکر صدیق! اہلِ دین — دوسرے عادل عمر والا یقین

تیسرے عثمان با حلم و حیاء — چوتھے ہیں حضرت علی شیر خدا

اور سب اصحاب اس کے ذی علوم — ہیں ہدایت کے فلک پر دے نجوم

صدق اور عدل اور شجاعت اور حیاء — ہے انہی چاروں سے دین کو ارتقاء

ان سے راضی ہے خدائے دوسرا — اور خوش ہیں ان سے مصطفیٰ

تو بھی جان و دل سے اے امداد اب — رہ فدا ان پر سدا ہر روز وشب

جو کوئی بد اعتقاد ان سے ہے ہوا — وہ مردودِ جنابِ کبریا

(منقول از غذائے روح)

نکتہ: بعض علمائے کرام نے حضرات خلفائے راشدینؓ کی فضیلت۔ اور ترتیب کے متعلق ایک عجیب نکتہ بیان فرمایا ہے، وہ یہ کہ حدیث شریف میں آیا ہے: ''**خیر القرون قرنی**'' سو اس حدیث میں خلفائے اربعہؓ کے نام کے آخری حروف بہ ترتیب آئے ہیں یعنی ''ق'' صدیق کا اور ''راء'' عمر کی اور ''ن'' عثمان کی اور ''ی'' علی کی۔

کسی باریک بیں، اعلیٰ ذوق کے حامل شاعر نے اس کو یوں نظم کیا ہے:

ابوبکر یک سو علی ایک جانب — خلافت کو گھیرے ہیں باصد صفائی

الف اور یے کی طرح ان کو جانو — کہ محصور ہے جن میں ساری خدائی

یہ تشبیہ ہے واقعی تو جگہ بھی — الف اور یے نے یہ ترتیب پائی

وہ اول خلیفہ کے اول میں آیا — یہ آخر خلیفہ کے آخر میں آئی

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس اللہ سرہ اس شعر کو پڑھتے اور فرماتے:

''بھلا کوئی شعر کہے تو ایسے کہے''

تقریظ

مفسر قرآن حضرت مولانا محمد اسلم شیخو پوری صاحب کثر اللہ فیوضہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے جس نے قلم کو عزت وحرمت عطا فرمائی اور درود وسلام اس نبی امی پر جو لکھنا نہ جانتے تھے مگر کروڑں لکھنے والوں نے ان کے دم قدم سے لکھنا سیکھا۔

امابعد!

جب مولانا محمد عظیم صاحب نے اپنی کتاب ''دوسسر دو داماد'' کے بارے میں اپنے تاثرات لکھنے کے لیے مجھ سے کہا تو خیال آیا کہ اس غیر منقوط کتاب پر تقریظ بھی غیر منقوط ہی ہونی چاہیے، مگر سچی بات یہ ہے کہ مجھے اس خیال سے جھرجھری سی آگئی اور میں ایک سطر بھی اردوئے معرا میں لکھنے میں کامیاب نہ ہوسکا۔

حیرت ہوئی کہ ایک نو آموز قلمکار جس نے اس سے قبل کتاب تو کیا کوئی رسالہ بھی نہیں لکھا تھا وہ ایک ایسی کتاب لکھنے میں کیسے کامیاب ہوگیا جس میں خلفائے راشدینؓ کے حالات، ولادت سے وفات تک جمع کیے گئے ہیں؟ یقیناً اس کتاب سے قارئین کی معلومات میں تو اضافہ نہ ہوگا کہ اس موضوع پر پہلے سے اسلامی کتب خانوں میں بیشمار کتابیں موجود ہیں۔

البتہ اس میں شک نہیں کہ جس اسلوب میں مؤلف زید مجدہ نے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے چاروں خلفاء کو خراجِ عقیدت پیش کیا ہے، کم از کم میرے مطالعہ کی حد تک اردو زبان میں اس کی کوئی مثال موجود نہیں۔

اردوئے معرا میں لکھنے کی سب سے کامیاب کوشش حضرت مولانا محمد ولی رازی زید مجدھم نے کی تھی جن کی سیرت پر لکھی گئی کتاب ''ہادیٔ عالم'' کو صداتی ایوارڈ عطا کر کے صدارتی

ایوارڈ کو معتبر بنانے کی سنجیدہ کوشش کی گئی، عوام اور خواص نے بھی اس لاجواب کتاب کو بہت پسند کیا تھا۔

''دوسسر دو داماد'' کے مؤلف ''ہادئ عالم'' کے مصنف کے مقابلے میں اس چھوٹے بچے کی حیثیت رکھتے ہیں جو اپنے پیروں پر کھڑا ہونے کی کوشش کر رہا ہے، اس لیے لازما ان کی تصنیف میں کچھ کمزوریاں بھی ہونگی، زبان کی جس صنف کا انہوں نے انتخاب کیا ہے اس میں کمزوریوں کا ہونا کوئی انہونی بات نہیں۔

مجموعی طور پر مولانا محمد عظیم صاحب اپنی کوشش میں کامیاب ثابت ہوئے ہیں۔

اللہ تعالی ان کی کاوش اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے!

محتاجِ دعا:

(حضرت مولانا) محمد اسلم شیخوپوری

۱۴۳۲/۴/۱۷ھ

باسمہٖ سبحانہٗ وتعالیٰ

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین

امابعد!

سطریں دو یا سو، مگر معریٰ لکھنا آسان نہیں ہے الا یہ کہ حق تعالیٰ شانہ جس کو توفیق عطا فرمائیں۔

باری تعالیٰ نے یہ سعادت عزیزم برخوردار حضرت مولانا محمد عظیم صاحب سلمہ نوابشاہی کے مقدر میں لکھی تھی۔

اس سے قبل اکبر کے زمانہ میں ''فیضی'' نے عربی میں ''سواطع الالھام'' نامی بے نقط تفسیر لکھنے کی کوشش کی تھی اور اپنے زمانے میں بڑی شہرت بھی حاصل کی تھی، لیکن غلط نظریات کا حامل ہونے کی وجہ سے اس کی تفسیر کو قابل اعتناء نہیں سمجھا گیا۔

اس کے بعد اردو میں حضرت مولانا محمد ولی رازی صاحب نے سیرت طیبہ کے خوبصورت عنوان پر ''ھادی عالم'' صلی اللہ علیہ وسلم نامی بے نقط کتاب لکھ کر دنیا کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا۔

میری دانست کے مطابق مولانا محمد عظیم سلمہ اس فہرست میں تیسرے نمبر پر حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنھم اجمعین کی سیرت مبارکہ پر ''دو سسر دو داماد'' نامی کتاب لکھنے میں کامیاب ہوئے ہیں۔

مزید حیرت کی بات یہ ہے کہ عزیز موصوف نے اس سے قبل کوئی تصنیف و تالیف کا کام نہیں کیا اور یہ ان کی پہلی کاوش ہے جو کہ یقیناً ایک بھرپور کامیاب کوشش ہے، جو تصنیف وتالیف کی پر پیچ وادی میں قدم رکھنے کے لیے موصوف کے نام کی طرح ایک ''عظیم'' سنگ میل ثابت ہوگی۔

حق تعالیٰ شانہ سے دعا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ موصوف کی اس تحقیقی کاوش کو اپنی بارگاہ عالیہ میں شرف قبولیت سے سرفراز فرمائے اور مزید آگے بڑھنے کا ذریعہ بنائے اور موصوف اور ان کے والدین، اساتذۂ کرام اور جملہ معاونین کے لیے صدقۂ جاریہ بنائے۔آمین بحرمت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

دعاگو

(حضرت مولانا مفتی) محمد یونس غفرلہ

استاذ الحدیث جامعہ دار العلوم نواب شاہ

خطیب وامام جامع مکی مسجد مریم روڈ نواب شاہ

۱۴۳۲/۵/۲۴ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ مؤلف

یہ محض خالقِ کائنات کا فضل و احسان ہے کہ اس نے مجھ جیسے معدوم العلم والعمل انسان کو، حضرات کو خلفائے رشدینؓ کی سیرت مبارکہ کو غیر منقوط اردو میں لکھنے کی سعادت نصیب فرمائی۔ فللہ الحمد

میرے لئے یہ امر انتہائی خوش کن ہے کہ ''دو سسر دو داماد'' بندہ کی پہلی تالیف ہے جو بفضلہٖ تعالیٰ وصفِ غیر منقوط سے متصف ہے۔

احقر نے یہ کتاب اگست 2007ء میں شروع کی مگر چند صفحات کے بعد ہی ہمت جواب دے گئی اور تصنیف و تالیف کا کام ایک سال سے زائد عرصے تک موقوف رہا، دریں اثناء اس کام کا تذکرہ استاذ محترم مولانا کلیم اللہ (سندھی، لغاری، مدظلہ العالی، سابق استاد جامعہ احتشامیہ کراچی) کے سامنے کیا تو موصوف نے خوب حوصلہ افزائی فرمائی اور فرمایا کہ اس کام کو جلد پایۂ تکمیل تک پہنچاؤ اور مفید مشوروں سے نوزا۔

استاذ محترم کی حوصلہ افزائی سے ہمت بڑھی اور اللہ کا نام لے کر پھر سے کام شروع کردیا، مگر حوادثاتِ زمانہ اور نوع درنوع مصائب، سد راہ ہوئے، حوصلہ سرد ہوگیا اور ایک بار پھر یہ مبارک کام تعطل کا شکار ہوگیا۔

مگر اللہ رب العزت کا ارادہ، اس ناکارہ سے حضراتِ خلفائے راشدینؓ کی سیرتِ مبارکہ کی خدمت کا کام لینے کا ہی تھا، اس لیے میرے ایک مہربان دوست، جامعہ احتشامیہ کراچی کے نرم مزاج استاذ اور ہر دل عزیز شخصیت؛ مولانا ارشد محمود صاحب کو وسیلہ بنایا۔ موصوف کی دامے، درمے، سخنے معاونت رہی اور بالآخر دس، مئی، دو ہزار دس کو یہ کام پایۂ تکمیل

تک پہنچا، بندہ دل کی گہرائیوں سے مذکورہ دونوں حضرات کا ممنون ہے۔

میں اپنی رفیقۂ حیات کا بھی بے حد مشکور ہوں جس نے ہمیشہ کی طرح قدم بقدم مفید مشوروں اور دعاؤں سے میرا ساتھ دیا اور روز اول سے اس کتاب کے منصۂ شہود پہ آنے تک میری حوصلہ افزائی کی۔

میں اپنی ہمشیرہ کا بھی مشکور ہوں جس نے حوالہ جات کی تخریج اور مسودے کے لیے صفحات پر حاشیہ کشی کر کے میرا بہت سا وقت بچایا۔(جزاهم الله احسن الجزاء في الدنيا والاخرة)

آج جب یہ سطور لکھ رہا ہوں، مسودے کو مکمل ہوئے ایک سال کا عرصہ بیت چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو مقبولیت عامہ عطا فرما کر مؤلف اور اس کے اساتذہ، والدین، جملہ معاونین اور قارئین کرام کے لیے باعث فلاح دارین بنائے اور صحابۂ کرام کی سچی اتباع نصیب فرمائے۔ آمین

ابو محمد

محمد عظیم رائی عفی عنہ

خادم تدریس جامعہ احتشامیہ جیکب لائن کراچی

۲۰۱۱/۵/۱۳

03002832857

اہم کردار کے حامل

گو کہ ہر کتاب کے صفحہ اول پر مصنف یا مؤلف کا نام ہی مکتوب ہوتا ہے اور فی زمانہ یہی رائج ہے، مگر کتاب کو آپ تک پہنچانے میں کچھ لوگ اہم کردار کے حامل ہوتے ہیں، میں ایسے تمام حضرات کا تذکرہ نہایت ضروری سمجھتا ہوں۔

میں استادِ محترم مولانا کلیم اللہ سندھی لغاری مدظلہ العالی، مولانا ارشد محمود صاحب کشمیری کے علاوہ محترم جناب مفتی عبداللہ حسن زئی صاحب کا تہہ دل سے مشکور ہوں جن کی رہنمائی سے تقاریظ کا مرحلہ طے ہوا۔

میں اپنے ہونہار اور محنتی شاگردانِ عزیز، عبدالاحد، نالوی اور محمد عباسی اور رحمت اللہ ارکانی (متعلمینِ درجہ سابعہ) کا بے حد مشکور ہوں، جنہوں نے اپنے قیمتی لمحات اس کتاب کے لیے صرف کیے۔

میں عزیزم بھائی محمد شکیل انجم (بہاولپور) کا بھی بے حد مشکور ہوں، جن کی معاونت سے آج یہ کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

(جزاهم الله احسن الجزاء فى الدنيا والاخرة)

ایک نظر ادھر بھی

☆......زیرِ نظر کتاب میں تمام تر آیات و احادیث کے لفظی ترجمے اردوئے معرا میں مشکل تھے، اس لیے مفہومی اور مرادی معنی لکھے گئے ہیں۔

☆......زبان کی سلاست وروانی کو برقرار رکھنے کے لیے کوشش کی گئی ہے کہ نادر الوقوع الفاظ کا استعمال کم سے کم ہو، اگر کہیں ایسا ہوا ہے تو حاشیہ میں اس کی تشریح کر دی گئی ہے۔

☆......اصطلاحات جدیدہ کی وضاحت اور حوالوں کا خصوصی اہتمام کیا گیا ہے۔

☆......اٹھارہ حرفی، تنگ دارے میں مقیدرہ کر غیر منقوط کتاب لکھنے کا مقصد ''خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین'' کو خراجِ عقیدت پیش کرنا اور عوام الناس کے دلوں میں حضراتِ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی محبت کو اجاگر کرنا ہے۔

☆......زبان کی جس صنف کا انتخاب کیا گیا ہے اس میں کمزوریوں کا ہونا کوئی انہونی بات نہیں، لہٰذا اگر کہیں کوئی قابلِ اصلاح بات نظر آئے تو ضرور مطلع فرمائیں۔

اللہ سارُوں سے مسرور ہوا

دو سُسر دو داماد

رسول اللہؐ کے دو سُسر دو داماد کے احوال سے معمور عام اردو
سے ہٹ کر اردوئے معرا سے لکھا ہوا اک اہم رسالہ

والدِ محمدؐ رائی

ادارہ اساسِ العلم

اللہ کے اسم سے کہ وہ عمومی رحم و کرم والا ہے

ساحلِ مراد

اعداد	حالِ اوّل	حوالے
۱	صدائے دل	۲۷
۲	ہمدموں کے اکرام سے معمور، کلام الٰہی کے حصے	۳۱
۳	ہمدموں کے اکرام سے معمور، کلام رسول کے حصے	۳۴
۴	اک مکروہ گو حاسد کی روئداد	۳۸
۵	حاصلِ کلام	۳۹
۶	حصۂ اول	۴۱
۷	رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے دوسسر	۴۱
۸	ہمدم مکرم اور عمر مکرم (اللہ ہر دو سے مسرور ہو)	۴۱
۹	مطالعہ سسرِ رسول، مسلم اول	۴۲
۱۰	سسرِ رسول کا اصل اسم	۴۳
۱۱	عالم مادی کو آمد	۴۳
۱۲	مولودی سلسلہ	۴۳
۱۳	رسول اکرمؐ کے عطا کردہ اسماء	۴۳
۱۴	دوسرا اسم	۴۴
۱۵	سسرِ رسول کے والد	۴۴
۱۶	سسر رسول، حاکمِ اول کی والدہ	۴۵
۱۷	دورِ لاعلمی کے احوال	۴۵
۱۸	دورِ اسلام کے احوال	۴۶

نمبر	عنوان	صفحہ
۱۹	اعلائے اسلام	۴۷
۲۰	مکی دور	۴۹
۲۱	حاکم اول کے لئے اک اہم اکرام	۵۱
۲۲	رحلۂ اول کا ارادہ	۵۱
۲۳	معاہدہ عدم سلوک اور مسلم اول کی ہمدمی	۵۴
۲۴	رسول اللہ کا اسراء سماوی اور سسر رسول	۵۵
۲۵	وداع مکہ اور اکرام رسول	۵۶
۲۶	رحلۂ مسلم اول اور اسماء کا کردار	۵۹
۲۷	ہمدم مکرم کی حوصلہ وری	۵۹
۲۸	مسلم اول کا لڑکے کو حکم	۶۲
۲۹	مسلم اول کا راعی عامر کو حکم	۶۲
۳۰	مسلمِ اول کا طے کردہ راہ داں	۶۲
۳۱	راہ کے مراحل	۶۳
۳۲	اک گھوڑے سوار کی آمد اور مسلم اول کو صدمہ	۶۴
۳۳	معمورۂ رسول کی ہوا اور ماحول	۶۶
۳۴	معاہدہ عمدہ سلوک	۶۷
۳۵	حرم رسول کی معماری اور مسلم اول کے مال سے ادائے گی	۶۷
۳۶	معرکے	۶۹
۳۷	معرکۂ اول اور سسر رسول مسلم اول	۶۹
۳۸	محصوروں کا معاملہ اور مسلم اول کی رائے	۷۲
۳۹	معرکۂ احد اور مسلم اول	۷۲
۴۰	گمراہوں کی گواہی	۷۳

۴۱	معرکہ حمراء الاسد اور مسلم اول	۷۴
۴۲	اسرائلی گروہ سے معرکہ	۷۴
۴۳	کھائی والا معرکہ	۷۴
۴۴	عروس مطہرہ کے لئے مکاروں کی مکروہ کاروائی اور مسلم اول کا حلم	۷۵
۴۵	معاہدہ صلح اور مسلم اول	۷۷
۴۶	اسرائلی گروہ سے اک اور معرکہ	۷۹
۴۷	مسلم اول کی اک مہم	۷۹
۴۸	مسلم اول کی دوسری مہم	۷۹
۴۹	معرکہ مکرمہ اور مسلم اول	۷۹
۵۰	معرکہ وادی واوطاس اور مسلم اول	۸۰
۵۱	اہل کہسار کا محاصرہ	۸۰
۵۲	معرکۂ عسرہ اور مسلم اول	۸۱
۵۳	موسم احرام کی سرداری	۸۲
۵۴	ہادی اکرم کا وصال مسعود اور اسلام کا اول امام و حاکم	۸۳
۵۵	ہمدم مکرم کی دلداری کے لئے اللہ کے رسول کا کلام	۸۴
۵۶	عالم اسلام کی سرداری کا اہم معاملہ	۸۶
۵۷	داماد رسول علی کرمہ اللہ کا سسر رسول مسلم اول سے عہد	۹۰
۵۸	حاکم اول کا کارِ اول	۹۱
۵۹	امر وحی کے دعوے داروں سے معرکہ آرائی	۹۴
۶۰	محروموں کے حصے سے روگرد گروہ سے معرکہ آرائی	۹۹
۶۱	کلام الٰہی اور حاکم اول	۱۰۰
۶۲	اس معاملے کی اہم سطور	۱۰۰

نمبر	عنوان	صفحہ
۶۳	روم وکسریٰ سے معرکہ آرائی	۱۰۱
۶۴	مہم ملک کسریٰ	۱۰۲
۶۵	ملک کسریٰ کے اہم حصے کی کامگاری	۱۰۳
۶۶	ملک روم کے اہم حصے کی لڑائی	۱۰۴
۶۷	وصال حاکم اول اور حاکم دوم کے لئے لوگوں سے رائے	۱۰۸
۶۸	مطالعہ سسرِ رسولؐ، داماد علی، عمر مکرم (اللہ اس سے مسرور ہو)	۱۱۳
۶۹	اسم مسعود	۱۱۳
۷۰	مولودی سلسلہ	۱۱۳
۷۱	حاکم دوم کے گھر والے	۱۱۳
۷۲	عالم مادی کو آمد	۱۱۳
۷۳	رسول اللہؐ کا عطا کردہ اسم	۱۱۳
۷۴	دور لاعلمی کے احوال	۱۱۴
۷۵	مالی آسودگی کی راہ	۱۱۴
۷۶	رسول اللہؐ کی آمد اور عمر مکرم	۱۱۴
۷۷	سسر رسول عمر مکرم کا اسلام	۱۱۵
۷۸	وداع مکہ	۱۲۰
۷۹	معاہدۂ ہمدردی	۱۲۱
۸۰	صدائے عماد اسلام کے لئے عمر مکرم کی رائے	۱۲۱
۸۱	معرکے اور دوسرے احوال	۱۲۲
۸۲	معرکہ اول اور عمر مکرم	۱۲۲
۸۳	لڑائی کا اک اہم مرحلہ	۱۲۲
۸۴	محصوروں کے لئے عمر مکرم کی رائے	۱۲۳

۸۵	اللہ مالک الملک کا دھمکی والا کلام	۱۲۴
۸۶	معمورۂ رسول کے اسرائلی گروہ سے معرکہ	۱۲۴
۸۷	معرکۂ احد اور عمر مکرم	۱۲۵
۸۸	عمر مکرم کے لئے اک اہم اکرام	۱۲۸
۸۹	دوسرے اسرائلی گروہ سے معرکہ	۱۲۸
۹۰	معرکہ موعد اور عمر مکرم کا کردار	۱۲۹
۹۱	گمراہوں سے اک معرکہ اور عمر مکرم	۱۳۰
۹۲	مکاروں کے سردار کی مکروہ کلامی اور عمر مکرم	۱۳۰
۹۳	مکاروں کی عروس مطہرہ کے لئے مکروہ کاروائی اور عمر مکرم کی رائے	۱۳۱
۹۴	کھائی والا معرکہ اور عمر مکرم	۱۳۱
۹۵	معاہدۂ صلح اور عمر مکرم	۱۳۱
۹۶	اسرائلی گروہ سے معرکہ اور عمر مکرم	۱۳۴
۹۷	معرکۂ مکہ مکرمہ اور عمر مکرم	۱۳۵
۹۸	معرکہ وادی واوطاس	۱۳۸
۹۹	معرکہ عسرہ	۱۳۹
۱۰۰	وصالِ رسولؐ اور حالِ عمر	۱۳۹
۱۰۱	عمر مکرم، اسلام کے دوسرے حاکم	۱۴۰
۱۰۲	ملک کسریٰ اور دوسرے ملکوں کی کامگاری	۱۴۰
۱۰۳	کالی سواری والا معرکہ	۱۵۰
۱۰۴	اک اہم معاملہ	۱۵۴
۱۰۵	اک دوسری لڑائی	۱۵۵
۱۰۶	ملکِ حمص کے معرکے	۱۵۷

۱۰۷	حمص کی کامگاری	۱۵۹
۱۰۸	دارالمطہر کی کامگاری	۱۵۹
۱۰۹	عمر مکرم کا رحلۂ دارالمطہر	۱۶۰
۱۱۰	دوسرے معرکوں کے احوال	۱۶۱
۱۱۱	مصر کی کامگاری	۱۶۲
۱۱۲	گواہی (رحلۂ دارالسلام)	۱۶۲
۱۱۳	حصہ دوم	۱۶۶
۱۱۴	رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے دو داماد	۱۶۶
۱۱۵	دہرا دامادِ رسول اور ہمدم علی (اللہ ہر دو سے مسرور ہو)	۱۶۶
۱۱۶	مطالعہ والدِ عمرو، رسول اللہؐ کا دہرا داماد، اسلام کا حاکم سوم	۱۶۷
۱۱۷	مولودی سلسلہ	۱۶۷
۱۱۸	عالم مادی کو آمد	۱۶۷
۱۲۹	حاکم سوم کا اسلام	۱۶۸
۱۲۰	اک اہم کلام	۱۶۸
۱۲۱	دامادیٔ رسولؐ کا عالی اکرام	۱۶۹
۱۲۲	رحلۂ اول	۱۶۹
۱۲۳	رحلۂ دوم	۱۷۰
۱۲۴	ماء رومہ اور دامادِ رسول	۱۷۱
۱۲۵	معرکے اور دوسرے احوال	۱۷۲
۱۲۶	اسلام کا معرکہ اول اور اسلام کے حاکم سوم	۱۷۲
۱۲۷	دامادیٔ رسول کا دہرا اکرام	۱۷۴
۱۲۸	معرکہ احد	۱۷۴

نمبر	عنوان	صفحہ
۱۲۹	دوسرے معرکے	۱۷۶
۱۳۰	معاہدہ صلح اور حاکم سوم	۱۷۶
۱۳۱	حاکم سوم کے صلۂ دم کے واسطے اہل اسلام کا رسول اللہؐ سے عہد	۱۷۷
۱۳۲	معرکہ عسرہ اور اسلام کے حاکم سوم کی داد و عطا	۱۷۹
۱۳۳	ہادی اکرمؐ کا رحلۂ وداع اور رسول اللہؐ کا دہرا داماد	۱۸۰
۱۳۴	دہرے دامادِ رسول کی مدح سسر رسول سے	۱۸۱
۱۳۵	اسلام کے حاکم سوم کی درگاہ کا اول معاملہ	۱۸۳
۱۳۶	علو اسلام اور کامگاری کے احوال	۱۸۵
۱۳۷	اگلے سال کے معرکے	۱۸۶
۱۳۸	اہل روم سے معرکہ	۱۸۶
۱۳۹	اہل رے و ہمداں کی حکم عدولی	۱۸۷
۱۴۰	عسکر روم سے معرکہ اور کامگاری	۱۸۷
۱۴۱	مصر کے احوال	۱۸۸
۱۴۲	اک صحرائی ملک کی کامگاری	۱۹۱
۱۴۳	رومی لوگوں سے معرکہ	۱۹۱
۱۴۴	اک اور ملک کی کامگاری	۱۹۱
۱۴۵	ساگر کی مہموں کے احوال	۱۹۲
۱۴۶	روڈس اور اس سے ملے ہوئے ملک کی کامگاری	۱۹۲
۱۴۷	والد موسیٰ کی معطلی	۱۹۴
۱۴۸	موسم احرام	۱۹۴
۱۴۹	اک حاکم کو کوڑے اور اس کی معطلی	۱۹۶
۱۵۰	اک کسروی ملک کی کامگاری	۱۹۷

۱۵۱	اک ہمدم رسول کا حال	۱۹۸
۱۵۲	رسول اللہ صلی اللہ علیٰ کل رسلہ وسلم کی مُہر	۱۹۸
۱۵۳	اس سال کے دوسرے احوال	۱۹۹
۱۵۴	کلام اللہ کا معاملہ	۲۰۰
۱۵۵	کسریٰ کی ہلاکی	۲۰۰
۱۵۶	دورمکارہ	۲۰۱
۱۵۷	ولدسوداء	۲۰۳
۱۵۸	ہمدم طلحہ کی رائے	۲۰۵
۱۵۹	روگردوں کی مکروہ سعی	۲۰۵
۱۶۰	محاصرہ	۲۰۷
۱۶۱	حاکم سوم کا روگردوں سے کلام	۲۰۸
۱۶۲	دل دادوں کی رائے	۲۱۰
۱۶۳	گواہی (رحلۂ دارالسلام)	۲۱۲
۱۶۴	حاکم سوم کی گواہی اور اہل اسلام کا ردعمل	۲۱۳
۱۶۵	مطالعہ دامادِ رسول، مسلم اول، علی کرمہ اللہ	۲۱۵
۱۶۶	اسم واسرہ	۲۱۵
۱۶۷	ہمدم علی کرمہ اللہ کے والد	۲۱۵
۱۶۸	والدہ علی کرمہ اللہ	۲۱۶
۱۶۹	عالم مادی کو آمد	۲۱۶
۱۷۰	رسول اللہؐ کی ہمراہی	۲۱۶
۱۷۱	اسلام	۲۱۷
۱۷۲	مکی دور	۲۱۸

۱۷۳	اہم امور کی حوالگی	۲۱۸
۱۷۴	وداع مکہ	۲۲۰
۱۷۵	علی کرمہ اللہ کی دلدادگی	۲۲۱
۱۷۶	اللہ کے گھر کے معماری	۲۲۳
۱۷۷	معرکوں اور مہموں کے احوال	۲۲۴
۱۷۸	اسلام کا معرکہ اول اور ہمدم علی کرمہ اللہ	۲۲۴
۱۷۹	علم رسول	۲۲۷
۱۸۰	دامادیٔ رسول کا عالی اکرام	۲۲۷
۱۸۱	معرکہ احد اور داماد رسول علی کرمہ اللہ	۲۲۹
۱۸۲	اک اسرائلی گروہ سے معرکہ	۲۳۰
۱۸۳	کھائی والا معرکہ	۲۳۱
۱۸۴	دوسرے اسرائلی گروہ سے معرکہ	۲۳۲
۱۸۵	اولا دسعد کے لئے علی کرمہ اللہ کی مہم	۲۳۳
۱۸۶	معاہدہ صلح اور داماد رسول علی کرمہ اللہ	۲۳۴
۱۸۷	اسرائلی گروہ سے اک اہم معرکہ	۲۳۵
۱۸۸	معرکہ مکہ مکرمہ	۲۳۸
۱۸۹	مہم حسام اللہ اور علی کرمہ اللہ	۲۴۰
۱۹۰	معرکہ وادی واوطاس	۲۴۱
۱۹۱	معرکہ عسرہ اور علی کرمہ اللہ کا اکرام	۲۴۲
۱۹۲	ہمسائے ملک کے لئے مہم علی کرمہ اللہ	۲۴۳
۱۹۳	گروہ طے کے لئے مہم علی کرمہ اللہ	۲۴۳
۱۹۴	احکام الٰہی کی اطلاع رسائی	۲۴۳

۱۹۵	احرام الوداع اور علی کرمہ اللہ	۲۴۴
۱۹۶	رسول اللہ کا وصال مسعود اور علی کرمہ اللہ	۲۴۵
۱۹۷	حاکم اول ہمدم مکرم اور علی کرمہ اللہ	۲۴۶
۱۹۸	ہمدم مکرم سے علی کرمہ اللہ کا لگاؤ	۲۴۶
۱۹۹	عمر مکرم اور علی کرمہ اللہ	۲۴۷
۲۰۰	عہد عمر اور عہدۂ علی کرمہ اللہ	۲۴۸
۲۰۱	اہم امور کے لئے علی کرمہ اللہ سے رائے	۲۴۸
۲۰۲	عمر مکرم کی ولی عہدی	۲۴۸
۲۰۳	علی کرمہ اللہ عمر مکرم کے سسر	۲۴۸
۲۰۴	وصال عمر اور ولی عہدی کے لئے اسم علی کرمہ اللہ	۲۴۹
۲۰۵	عمر مکرم کی علی کرمہ اللہ کو داد و عطا	۲۴۹
۲۰۶	علی کرمہ اللہ کے موں سے عمر مکرم کے رسالۂ اعمال کی مدح سرائی	۲۴۹
۲۰۷	لحدِ عمر مکرم کے لئے علی کرمہ اللہ کی مددگاری	۲۴۹
۲۰۸	دورِ عمر کے واسطے علی کرمہ اللہ کا کلام	۲۴۹
۲۰۹	دامادِ رسول حاکم سوم اور علی کرمہ اللہ	۲۵۰
۲۱۰	اسروی واسطہ	۲۵۰
۲۱۱	حاکم سوم سے عہد	۲۵۰
۲۱۲	علی کرمہ اللہ، حاکم سوم کے مددگار	۲۵۰
۲۱۳	محاصرۂ حاکم سوم اور علی کرمہ اللہ کا کردار	۲۵۰
۲۱۴	حاکم سوم کی گواہی اور علی کرمہ اللہ کا ردعمل	۲۵۱
۲۱۵	حاکم سوم کے امور لحد علی کے حکم سے	۲۵۱
۲۱۶	عہد علوی	۲۵۱

۲۱۷	اول معاملہ	۲۵۱
۲۱۸	عمال و حکام کی معطلی	۲۵۲
۲۱۹	علی کرمہ اللہ، مجروحی کے ہاں	۲۵۳
۲۲۰	ہمدم طلحہ و ولد عوام کا مکے کا ارادہ	۲۵۴
۲۲۱	عروس مطہرہ اصلاح احوال کے ارادہ سے ہمراہ ہوئی	۲۵۴
۲۲۲	اسی ملک کے لئے رحلۂ علی کرمہ اللہ	۲۵۵
۲۲۳	عروس مطہرہ کا اکرام	۲۵۶
۲۲۴	روگرددوں مکاروں کی مکروہ کاروائی	۲۵۷
۲۲۵	سواری والا معرکہ	۲۵۷
۲۲۶	عروس رسول کا اکرام	۲۵۹
۲۲۷	سوئے معرکہ گاہ	۲۶۰
۲۲۸	مدعائے علی و محروحی	۲۶۱
۲۲۹	اہل اسلام سے معرکہ دوم	۲۶۱
۲۳۰	صلح کے لئے علی کرمہ اللہ کی اک اور سعی	۲۶۲
۲۳۱	اک ہمدم رسول ہمراہئ علی کا معاملہ	۲۶۲
۲۳۲	دو حکموں کا مسئلہ	۲۶۳
۲۳۳	الحکم للہ کی صدا	۲۶۳
۲۳۴	مراسلہ علی کرمہ اللہ	۲۶۵
۲۳۵	محروحی کا کلام	۲۶۵
۲۳۶	الحکم للہ والوں کا معاملہ	۲۶۶
۲۳۷	عمدہ کلمہ کھوٹی مراد	۲۶۶
۲۳۸	معرکہ آرائی سے اول	۲۶۷

۲۳۹	الحکم للہ والوں سے معرکہ	۲۶۷
۲۴۰	لوگوں کا وسوسہ اور اس کا حل	۲۶۸
۲۴۱	ملکی امور	۲۶۸
۲۴۲	کسروی روگردوں سے معرکے	۲۶۹
۲۴۳	مکہ اور معمورۂ رسول	۲۷۰
۲۴۴	علی کرمہ اللہ دو ملکوں کے اولوالامر	۲۷۱
۲۴۵	ولدام اور ولدعم روٹھ گئے	۲۷۱
۲۴۶	گواہیٔ علی کا حال	۲۷۲
۲۴۷	مرادی کا مآل	۲۷۵
۲۴۸	امور لحد	۲۷۵
۲۴۹	سراسر کھوٹا کلام	۲۷۶
۲۵۰	اے اہل علم! رائے دو	۲۷۶
۲۵۱	اردوئے معرا سے عام اردو کلمے	۲۷۶
۲۵۲	رسائل ومصادر	۲۸۴

اللہ کے اسم سے کہ وہ عمومی رحم و کرم والا ہے

حمد اللہ کے لئے ، سلام رسول اللہ اور اس کے ہمدموں کے لئے

صدائے دل

رسولوں کے علاوہ اس عالم کے سارے لوگوں سے مکرم گروہ ، رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے ہمدموں[۱] کا ہے اور سارے ہمدموں سے سوا مکرم رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے دو سسر اور دو داماد رہے۔

رسول اللہؐ کے ہمدم ، ہمراہئ رسول[۲] کی رو سے اس اکرام کے حامل ہو گئے کہ سارے عالم کے لوگوں کے عمدہ اعمال اس اکرام کے آگے رال[۳] کی طرح رہے۔

مصلحِ اہلِ اسلام ، امام احمد[۴] رحمہ اللہ کا کلام ہے :

''محال ہے کہ کوئی ولی کسی ہمدم رسول کا ہمسر ہو۔ ولیٔ کامل ، امام اہلِ اسلام ؛ ولد عامرؒ[۵] درگاہِ رسول سے دور رہے ، اسی لئے محروم رہے کہ وہ کسی ہمدمِ رسول کے ہمسر ہوں۔''

اک عالم کہ اس کے اسم کی مراد مملوکِ اللہ[۶] ہے ، اس سے کوئی سائل ہوا کہ ہم کو آگاہ کرو کہ محررِ وحی ، اہلِ اسلام کا ماموںؓ[۷] ، مکرم ہے کہ عمرؒ[۸] دوم ؟ کہا : ''وہ مٹی کہ محررِ وحی کے گھوڑے کے موں کو لگی ہو اور محررِ وحی رسول اللہ کے ہمراہ رہے ہوں ، وہ مٹی ہی عمر دوم سے سوا مکرم ہے''۔[۹]

اے اہلِ اسلام ! اک لمحہ ٹھہر کر دل سے دہراؤ کہ رسول اللہؐ کے ہمدموں کی اک وہ عمادِ اسلام[۱۰] کہ رسول اللہؐ اس کے امام ہوئے ہوں ، سارے عالمِ اسلام کی عمادِ اسلام اس کے

---

[۱] اصحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین ۔ [۲] رسول اللہؐ کی صحبت ۔ [۳] یعنی کمتر ۔ [۴] امام ربانی مجدد الف ثانیؒ ۔ [۵] اویس قرنی بن عامرؒ نے رسول اللہؐ کا زمانہ پایا تھا مگر زیارتِ رسولؐ سے محروم رہے ۔ [۶] امام المجاہدین عبد اللہ بن مبارکؒ ۔ [۷] سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ۔ [۸] عمر بن عبد العزیز عدل و انصاف کی بناء پر عمر ثانی کے لقب سے مشہور تھے ۔ [۹] اختلافِ امت اور صراطِ مستقیم ، ص : ۱۲۷ ، بحوالہ مکتوبات دفتر اول ، مکتوب نمبر ۲۰۷ ۔ [۱۰] نماز

مساوی ہو سکے گی؟

وہ اکرام کہ رسول اللہؐ کے ہمدموں کو معمولی سے طعام کے واسطے رسول اللہؐ کو مدعو کر کے حاصل ہوا، سارا عالمِ اسلام اگر کروڑوں درہم کا طعام اور کوہ کے مساوی طلائی مال اللہ کی راہ دے دے، کہو کہ وہ اس اکرام کو حاصل کر سکے گا؟ اسی طرح دوسرے عمدہ اعمال کا معاملہ ہے۔

اس کے علاوہ رسول اللہؐ کے ہمدموں کے گروہ کو وہ لامعدوم ولامحدود اکرام حاصل ہے کہ وہ رسول اللہؐ کے مدرسے سے علم حاصل کردہ ہوئے اور رسول اکرمؐ، ہمدموں کے معلم وھادی ہوئے۔

اس گروہ کے لئے اطوارِ علم، ملأ اعلیٰ سے آئے، اس گروہ کے علم وعمل واصلاح کی رکھوالی وحی سماوی سے ہوئی، اس عالی گروہ کے دلوں کے احوال، اللہ، علاّم الاسرار کو معلوم رہے کہ ہر ہمدمِ رسول، کامل واکمل، طاہر ومطہر ہے، اس لئے اس عالی گروہ کو اللہ کے ہاں سے:

''مسرور رہوا اللہ اس گروہ سے اور وہ اللہ سے[1]''

کی اعلیٰ ڈگری عطا ہوئی، اس سے اطلاع ملی کہ وہ گروہ سارے عالم کے لوگوں کا امام، معلم اور مصلح ہوگا۔

مگر ملحدوں[2] گمراہوں کا اک ٹولہ سدا سے ساعی رہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے ہمدموں کو لوگوں کے آگے رسوا کرے اور کسی طرح لوگوں کو آگاہ کرے کہ ہمدموں کا وہ عالی گروہ عام لوگوں کی طرح کا ہی ہے اور عام لوگوں ہی کی طرح اس گروہ سے معاصی کا صدور رہا ہے۔ اس لئے ادھر اُدھر کی معدوم سلسلۂ راوی[3] والی مروی اکٹھی کر کے عوام کے آگے لا رکھی اور دعوے دار رہا کہ وہ اس مسئلے کے لئے ہر طرح کے کھوٹ سے دور ہے، مگر سطحی دعوے کے علی العکس،

---

[1] رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ۔ [2] یہودی مستشرقین اس کام پر لگے ہوئے ہیں اور بزعم خود تاریخ کے منتشر ٹکڑوں کو جوڑ کر ایک فرضی تصویریں تیار کرتے ہیں اور دنیا کو باور کراتے ہیں کہ وہ پوری غیر جانب داری کے ساتھ اور کسی قسم کے تعصب کی آمیزش کے بغیر تاریخی حقائق دنیا کے سامنے لا رہے ہیں۔ (اختلافِ امت، ص:۱۲۹) [3] مجہول روایت۔

ملحدوں اور گمراہوں کا ٹولہ اہم مسلمہ اصولوں سے روگرداں رہا اور اس طرح سے رائی کا کہسار کر کے رہا کہ اک معمولی سے معمولی علم والے کو معلوم ہوگا کہ وہ ٹولہ دل کا کھوٹا، ہمدموں سے حاسد اور عدوِ اسلام ہے۔

اک کھرے مسلم سے اس کی آس کہاں کہ وہ ملحدوں اور گمراہوں کے ٹولے کو امام کر کے مکمل طور سے اس کی راہ لگے گا، مگر سوءِ مآل کہ کئی لوگ ملحدوں اور گمراہوں کی راہ کے راہی ہوئے، حالاں کہ وہ اسلام کے دعوے دار رہے اور اس طرح کے کئی رسالے لکھ دئے کہ ہر اک رسالے کا مطالعہ کر کے عوام کے دل رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے ہمدموں کے اکرام سے مکمل طور سے عاری ہوں گے اور اہلِ مطالعہ کو لگے گا کہ اس رسالے کا محرر ہر طرح کے رکھ رکھاؤ سے کلی طور سے الگ ہے کہ کس طرح معمولی سے معمولی مسئلے کو کھول کھول کر لکھا ہے، مگر عوام اہلِ مطالعہ لاعلم ہوں گے کہ اس رسالے کا محرر کس راہ کا راہی ہے؟ اور اس کا دل رسول اللہؐ کے ہمدموں کے حسد سے معمور ہے اور کس طرح اصل کلام سے موں موڑ کر ادھر ادھر کے لا اصل ولا حاصل دلائل اور سلسلۂ راوی سے معدوم کلام کا سہارا لے کر وہ اس واہی رسالے کا محرر ہوا ہے۔

اس طرح کے رسالوں کے محرروں اور مداحوں کا کلام ہے:

''مآل کار رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے ہمدم آدمی ہی رہے، ملائک کہاں کہ معاصی سے معصوم ہوں؟ اور معلوم ہے کہ ہمدموں سے مکروہ عملی اور معاصی کا صدور ہوا ہے، وہ کہاں کا اسلام ہے کہ دوسرے لوگوں کے معاصی کو معاصی کہو اور رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے ہمدموں کے معاصی کے لئے کہو کہ اس سے دور رہو کہ رسول اللہؐ کے ہمدموں کے معاصی کو معاصی کہو''؟

اس کا حل اس طرح ہے کہ معلوم رہے کہ اللہ علام الاسرار کو رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے گروہ کے دلی احوال معلوم رہے اور معلوم رہا کہ ہر ہمدمِ رسول آدمی ہی ہے اور وہ

معاصی سے معصوم کہاں؟ اور معلوم رہا کہ آگے اس گروہ سے کس کس طرح کی مکروہ عملی ہوگی، مگر سارے امور کا علم رکھ کر، اللہ علام الاسرار کے ہاں سے اس گروہ کو:

''اللہ مسرور رہوا اس گروہ سے اور وہ مسرور رہوا اللہ سے[۱]''

کا اہم اکرام عطا ہوا، اس سے اس عالی گروہ کی مکروہ عملی، عمدہ عملی ہوگئی۔ حالاً کس کے لئے روا[۲] ہے کہ وہ اس عالی گروہ[۳] کے لئے مکروہ کلامی کرے۔

کلامِ الٰہی سے معلوم ہوا کہ اللہ مالک الملک، رسول اللہؐ کے ہمدموں سے سدا کے لئے مسرور رہوا۔

مگر حاسدوں، ملحدوں اور گمراہوں کا ٹولہ سوءِ مآلی کی رو سے محروم ہے کہ وہ اس عالی گروہ سے مسرور ہو، اس لئے وہ ساعی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے ہمدموں کے معمولی سے معمولی مسئلے کو کوہِ گراں کر کے لوگوں کو دکھائے کہ لوگوں کے دل ہمدموں کے اکرام سے عاری ہوں اور رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے ہمدم لوگوں کے آگے عام لوگوں کی طرح ہوں اور مدعیٰ وہ رہا کہ کسی طرح اسلام کی اساس کھوکھلی ہو۔

معلوم رہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے ہمدموں کو اللہ کے ہاں سے وہ اکرام ملا ہے کہ اس اکرام سے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے ہمدم سارے عالم کے لوگوں کے امام، ہادی، اور مصلح ہوگئے۔ اللہ اور اس کے رسولؐ کا حکم ہے:

''لوگو! رسول اللہؐ کے ہمدموں کی راہ لگو! اور اس گروہ کو مکرم رکھو''!

اور کہا:

''حرام ہے کہ کوئی اس عالی گروہ کی مکروہ عملی کو ٹٹولے، اگر کوئی اس طرح کرے گا وہ اللہ کے کرم سے دور[۴] ہوگا''۔

---

[۱] رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ۔ [۲] جائز۔ [۳] صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ [۴] (اختلاف امت اور صراطِ مستقیم، ص:۱۳۳)

اہلِ علم کومعلوم ہوگا کہ کلامِ الٰہی اور کلامِ رسول کے کئی حصے رسول اللہ صلی اللہ علیٰ کل رسلہ وسلم کے ہمدموں کے اکرام کے لئے وارد ہوئے، اس لئے دل کہہ رہا ہے کلامِ الٰہی وکلام رسول سے وہ دس دس حصے ادھر لکھوں کہ وہ ہمدموں کے اکرام سے معمور رہے۔ اس سے اہلِ مطالعہ کومعلوم ہوگا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیٰ کل رسلہ وسلم کے ہمدموں کا وہ گروہ کہ اس کے لئے مکروہ کلامی کر کے کئی لوگ دارالآلام کے راہی ہوئے وہ اللہ اور اس کے رسول کے ہاں کس طرح مکرم ہے۔

ہمدموں کے اکرام سے معمور، کلامِ الٰہی کے حصے

۱...... رسول اللہ کے ہمدموں! عمدگی اور کمال والے ہو کہ لوگوں کی اصلاح کے لئے لائے گئے ہو[۱]

۲...... رسول اللہ کے ہمدموں! اللہ کے حکم سے اوسط روی والے ہو اور گواہ ہو گے لوگوں کے لئے[۲]

۳...... محمد، اللہ کا رسول ہے اور وہ لوگ کہ ہمراہیٔ رسول رہے، وہ گمراہوں کے واسطے کڑے اور اک دوسرے کے لئے رحم والے رہے۔ معلوم ہوگا کہ وہ گاہے رکوع کر رہے ہوں گے اور گاہے اللہ کے آگے سر ٹکائے ہوں گے۔ وہ اللہ کے کرم اور آمادگی کے لئے ساعی ہوں گے۔ سر ٹکائی کا علم[۳] ہر کسی کے موں[۴] سے دکھے گا۔[۵]

علماءِ کرام سے مروی ہے کہ کلامِ الٰہی کے اس حصے سے سارے ہمدموں کی مدح، اللہ

---

[۱] کنتم خیر امۃٍ أخرجت للناس. الأیۃ (آلِ عمران:۱۱۰) [۲] وکذلک جعلنکم أمۃً وسطاً لتکونوا شھداء علی الناس. الأیۃ (البقرۃ:۱۴۳) [۳] علامت۔ [۴] چہرہ۔

[۵] محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم تراھم رکعا سجدا یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود. (الفتح:۲۹)

(مقامِ صحابہ،ص:۳۴)

کے ہاں سے آ گئی ہے۔

۴......دل سے دہراؤ اس گھڑی کو کہ اللہ، رسولِ اکرمؐ اور اس کے ہمدموں کو رسوائی سے دور رکھے گا![1]

۵......اور وہ ہمدم[2] و مددگار[3] کہ اول اول اسلام لائے اور وہ لوگ کہ اللہ ہی کے لئے ہمدموں اور مددگاروں کی راہ لگے، اللہ ساروں سے مسرور ہوا اور وہ سارے اللہ سے مسرور ہوئے۔ اللہ ساروں کو اس طرح کے گل کدے عطا کرے گا کہ وہاں ماءِ طاہر رواں ہوگا۔[4]

۶......اے محمد! کہہ دو! کہ اسی طرح کی ہے مری راہ، اللہ کے لئے عمدہ طور سے داعی ہوں، محمد اور اس کے مامور۔[5]

اور معلوم ہے کہ سارے ہمدم، رسول اللہ صلی اللہ علیٰ کل رسلہ وسلم کے مامور و محکوم رہے۔

۷......اے محمد! کہہ دو! حمد اللہ ہی کے لئے ہے اور سلام والے وہ لوگ ہوئے کہ اللہ کے ہاں مکرم ہوئے (اور کہا) ہمارے حکم سے رسول اللہ کے ہمدم کلامِ الٰہی کے مالک ہوئے کہ وہ اللہ کے ہاں مکرم رہے۔ کئی ہلاکی والے اعمال کے عامل ہوئے اور کئی اوسط روی والے رہے اور کئی عمدہ عملی کی رو سے ساروں سے آگے ہوگئے، وہ اللہ ہی کا اعلیٰ کرم ہے۔[6]

کلامِ الٰہی کا مسطورہ حصہ گواہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیٰ کل رسلہ وسلم کے ہمدم اکرام

---

[1] یوم لا یخزی اللہ النبی والذین امنوا معه. الأیة (التحریم:۸) [2] مہاجرین [3] انصار۔

[4] والسابقون الاولون من المهاجرین والانصار والذین اتبعواهم باحسان رضی اللہ عنهم ورضوا عنه وأعد لهم جنّٰت تجری من تحت الانهار. الأیة (التوبہ:۱۰۰)

[5] قل هٰذهٖ سبیلی أدعوا إلی اللہ علٰی بصیرة أنا و من اتبعنی. الایة (یوسف:۱۰۸) [6] قل الحمد للہ وسلام علی عباده الذین اصطفٰی (النمل:۵۹) اور: ثم أورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا فمنهم ظالم لنفسه ومنهم مقتصد و منهم سابق با لخیرات بإذن اللہ ذالک هو الفضل الکبیر (الفاطر:۳۲)

والے اور عمدگی والے رہے، اگر کسی ہمدمِ رسول سے سوءِ عملی ہوئی، وہ اللہ کے کرم سے محو کردی گئی، اس لئے کہ وہ اللہ کے ہاں مکرم رہے۔

۸......وہی لوگ کھرے رہے[۱]

۹......وہی لوگ کامگار و کامراں ہوئے[۲]

۱۰......مگر اللہ کے حکم سے رسول اللہ کے ہمدم، اسلام کے دلدادہ ہوئے اور سارے ہمدموں کا اسلام سے دلی لگاؤ ہوا اور اسلام سے روگردی، لڑائی اور معاصی، ساروں کے لئے مکروہ ہوگئی، وہی لوگ اللہ کے کرم سے مہدی ہوئے اور اللہ عالم و حاکم ہے[۳]

کلامِ الٰہی کا مسطورہ حصہ گواہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے سارے ہمدم، اسلام کو سدا گلے لگا کر رہے اور اسلام سے روگردی، لڑائی اور ہر طرح کے معاصی سے سدا دور رہے۔

مسطورہ کلام، اللہ کا کلام ہے اور اللہ ہر آدمی کے کئے ہوئے اور وہ اعمال کہ آدمی آگے کرے گا، ساروں کا عالم ہے۔ اس لمحے کہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے ہمدموں کے لئے اللہ کی آمادگی کا اعلام ہوا، اللہ علام الاسرار کو معلوم رہا کہ کس ہمدمِ رسول سے کس طرح کے اعمال صادر ہوں گے۔

محررِ ''الصارم المسلول[۴]'' کا کلام ہے: اللہ اسی آدمی سے مسرور ہوگا کہ اس کے لئے اللہ کو معلوم ہو کہ وہ آدمی ساری عمر اللہ کی آمادگی والے اصولوں کو مکمل کرے گا اور وہ آدمی کہ اللہ

---

[۱] أولئک هم الصّدقون (الحشر:۸) [۲] أولئک هم المفلحون (الحشر:۹) [۳] ولکن الله حبب إلیکم الإیمان و زینهٔ فی قلوبکم و کره إلیکم الکفر والفسوق والعصیان ، أولئک هم الراشدون. فضلاً من الله ونعمه والله علیم حکیم. (الحجرات:۷،۸)

[۴] حافظ ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ کی کتاب '' الصارم المسلول علی شاتم الرسول ''

اس سے مسرور ہو، سدا مسرور ہی رہے گا۔

ہمدموں کے اکرام سے معمور، کلامِ رسول کے حصے

۱......عمدہ دور، دورِ رسول ہے اور وہ دور کہ اس سے ملا ہوا ہے اور وہ دور کہ اس سے ملا ہوا ہے۔[۱]

اور معلوم ہے کہ دورِ رسول سے ملا ہوا دور، ہمدموں کا دور ہے۔

۲......اس سے دور رہو کہ مرے ہمدموں کے لئے مکروہ کلامی کرو! اس لئے کہ اگر کوہِ احد کے مساوی طلائی مال اللہ کی راہ دو گے، محروم رہو گے کہ مرے ہمدموں کی دی ہوئی اک مُد کہاں؟ آدھے مُد کے ہی مساوی ہو۔[۲]

اور لوگوں کو معلوم ہے کہ اک مردود ٹولے کا مسلک ہی اسی طرح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے ہمدموں کے لئے گالی اور مکروہ کلامی اک عمدہ عمل ہے، اللہ اس ٹولے کے ٹکڑے ٹکڑے کرے اور اس کو ہر دو عالم کے دُکھ دے۔ (اللہ اسی طرح کرے)

۳......مرے ہمدموں کے معاملے کے لئے اللہ سے ڈرو! اللہ سے ڈرو! مری رحلہ کے آگے مرے ہمدموں کی روک ٹوک سے دور رہو! اس لئے کہ اگر کسی کو مرے ہمدموں سے لگاؤ ہے، مرے لگاؤ ہی سے لگاؤ ہے اور اگر کسی کو مرے ہمدموں سے حسد ہوگا، مرے حسد ہی سے حسد ہوگا،[۳] اگر کوئی مرے ہمدموں کو دکھی کرے گا، وہ ہم کو دکھی کرے گا اور وہ آدمی کہ ہم کو دکھی کرے گا، وہ اللہ کو دکھی کرے گا اور اگر کوئی اللہ کو دکھی کرے گا لامحالہ اس کو اللہ سے دکھوں والا صلہ ملے گا۔

---

۱ خیر الناس قرنی ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم (صحاح ستہ) ۲ (بخاری و مسلم)

۳ الله الله فی اصحابی لا تتخذوهم غرضا من بعدی، فمن احبهم فبحبی احبهم ومن ابغضهم فببغضی ابغضهم ومن اذاهم فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی الله ومن اذی الله فیوشک أن یأخذه. (ترمذی)

۴.....اگر مسموع ہو کہ کوئی مرے ہمدموں کے لئے مکروہ کلامی کر رہا ہے، اسی لمحے کہو: ''اللہ کرے مکروہ عملی والا مردود ہو''[1]

۵.....دار السلام[2] کے اکرام والے، رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے اک ہمدم والدِ اعود[3] کو معلوم ہوا کہ لوگوں کا دامادِ رسول علی کرمہ اللہ کے لئے مکروہ کلامی کا معمول ہے، کہا:

''دکھ کا لمحہ ہے کہ لوگوں کے آگے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے ہمدموں کے لئے مکروہ کلامی ہو رہی ہے اور لوگ دم سادھے ہوئے اور روک ٹوک کے حوصلے سے محروم رہے''۔ اور کہا:

''آگاہ رہو! کہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا کلام ہے، مگر معلوم رہے کہ والد اعود کو کہاں گوارا کہ کسی اس طرح کے کلام کو کلامِ رسول کہے کہ اس کلام کے لئے معاد کو رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم اس سے سائل ہوں؟ (مراد ہمدم رسول والد اعود کی اس سے وہ رہی کہ لوگوں کو معلوم ہو کہ وہ کلام کہ کہوں گا وہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم ہی کا کلام ہے) اس کے آگے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا کلام ہے کہ ہمدمِ مکرم[4]، اسلام کا حاکم اول، دار السلام والا ہے، عمر مکرم، دار السلام والا ہے، رسول اللہ دہرا داماد[5]، دار السلام والا ہے، علی، دار السلام والا ہے، ہمدم طلحہ، دار السلام والا ہے، ولد عوام[6]، دار السلام والا ہے، سعد[7]، دار السلام والا ہے، عامر[8] دار السلام والا ہے، والد محمد[9] دار السلام والا ہے۔

---

[1] إذا رأيتم الذين يسبون أصحابي فقولوا لعنة الله على شركم (ترمذی) [2] جنتی، یعنی وہ صحابہ جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا ہی میں جنت کی خوشخبری دے دی تھی، اس طرح کے دس صحابہ ہیں جن کو عشرہ مبشرہ کہا جاتا ہے۔ [3] سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ۔ ان کے بیٹے کا نام اعود ہے۔ [4] سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ [5] سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ۔ [6] سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ۔ [7] سیدنا سعد بن مالک رضی اللہ عنہ۔ [8] سیدنا ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ۔ [9] سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ، ان کی کنیت ابومحمد ہے۔

اس کے آگے والدِ اعود رک گئے۔ لوگ سائل ہوئے کہ دسواں آدمی کس اسم سے موسوم ہے؟ کہا: ''وہ والدِ اعود[1] ہے'' اور کہا:

''واللہ! رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے ہمدموں کا رسول اللہ کے ہمراہ ہو کر معرکہ آرائی کا عمل کہ اس سے موں گرد آلود ہوں، اگر سارے عالم کے لوگوں کو آدمِ دوم کی عمر عطا ہو اور ہر آدمی ساری عمر عمدہ اعمال کرے، معلوم ہو کہ سارے عالم کے لوگوں کے اعمال سے ہمدموں کا عمل اعلیٰ ہی رہے گا۔[2]

۶......امام احمد رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ولدِ مسعود کا کلام ہے: اگر کسی کا دل کرے کہ وہ کسی کی راہ لگے، وہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے ہمدموں کی راہ لگے، اس لئے کہ رسول اللہ کے ہمدموں کے دل طاہر، علم گہرا، ملمع گری اور رکھ رکھاؤ سے دور اور ہر طرح سے اعلیٰ رہے، وہ وہ گروہ ہے کہ اللہ کے حکم سے رسول اللہ کی ہمراہی اور اعلائے اسلام کے لئے آمادہ رہا۔ لوگو! رسول اللہ کے ہمدموں کی راہ لگو کہ وہی لوگ راہِ ھُدیٰ کے رہرور ہے۔[3]

۷......ولدِ مسعود سے مروی ہے کہ اللہ کا ارادہ ہوا کہ لوگوں کے دلوں کو ٹٹولے، اس لئے لوگوں کے دلوں کو ٹٹولا، محمدؐ کا دل سارے لوگوں کے دلوں سے عمدہ لگا، محمدؐ کو امرِ وحی کا عہدہ عطا ہوا، اس کے آگے لوگوں کے دلوں کو ٹٹولا، رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے ہمدموں کے دل سارے لوگوں

---

[1] سیدنا سعیدؓ نے اپنا نام بوجہ تواضع ذکر نہیں کیا تھا لوگوں کے اصرار پر ظاہر کیا۔ (مقامِ صحابہ، ص:۴۷) [2] حضرت سعید بن زیدؓ نے فرمایا: واللّٰہ لمشهد رجل منهم مع النبی صلی اللہ علیه وسلم یغبر فیه وجهه خیر من عمل احدکم و لو عمّر عمر نوح. (ایضاً ص:۴۷) [3] حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا: من کان متأسیا فلیتأس بأصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم بانهم ابر هذه الامة قلوبا واعمقها علما واقلها تکلفا واقومها هدیا واحسنها حالا، قوم اختارهم اللہ بصحبة نبیه واقامة دینه فاعرفوا لهم فضلهم واتبعوا آثارهم فانهم کانوا علی الهدی المستقیم. (ایضاً ص:۴۸)

کے دلوں سے عمدہ لگے، اس لئے سارے ہمدم ہمراہی رسول اور مدد اسلام کے لئے طے ہوئے۔[1]

۸......رسول اکرمؐ کا کلام ہے کہ اللہ کے حکم سے رسول اللہ، اللہ کے لئے مکرم ہوئے اور رسول اللہ کے ہمدم رسول اللہ کے لئے مکرم ہوئے، کئی ہمدم رسول اللہ کے صلاح کار ہوئے، کئی سسر اور کئی داماد ہوئے، اگر کوئی مرے ہمدموں کے لئے مکروہ کلامی کرے گا سو وہ اللہ اور اس کے رسول اور سارے لوگوں کے کرم سے محروم ہوگا اور معاد کو اس کا ہر عمل مردود ہوگا۔[2]

۹......رسول اللہ کا کلام ہے کہ لوگو! کئی طرح کے مکارہ کا مطالعہ کرو گے، اس لمحے عائد ہے کہ رسول اللہ اور اس کے ہادی ومہدی ہمدموں کے اطوار کے عامل رہو اور دور رہو کہ اسلام کے لئے ملمع گری[3] کرو! اس لئے ہر ملمع گری گمراہی ہے اور ہر گمراہی راہِ دار الآلام ہے۔[4]

۱۰......رسولوں سے ہٹ کر اللہ کو سارے عالم کے لوگوں سے مرے ہمدم عمدہ لگے اور مرے لئے مرے ہمدموں سے دو اور دو ہمدم طے کئے، اسلام کا حاکمِ اول، حاکمِ دوم، حاکمِ سوم اور علی کرمہ اللہ اور مرے ہمدموں کے لئے کہا کہ سارے کے سارے عمدگی والے رہے۔[5]

کلام اللہ اور کلام رسول سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے ہمدم،

---

[1] آپؐ نے فرمایا: إن الله نظر في قلوب العباد فنظر قلب محمد صلى الله عليه وسلم فبعثه برسالته ثم نظر في قلوب العباد بعد قلب محمد صلى الله عليه وسلم فوجد قلوب اصحابه خير قلوب العباد فاختارهم لصحبة نبيه ونصرة دينه. (مقامِ صحابہ، ص:۴۹) [2] ان الله اختارني واختار لي اصحابي فجعل منهم وزراء واختانا واصهار فمن سبهم فعليه لعنة الله والملئكة والناس اجمعين ولا يقبل الله منهم يوم القيامة صرفا ولا عدلا. (ایضاً) [3] بدعت۔ [4] إنه من يعش منكم فسيرى اختلافا كثيراً فعليكم بسنتي و سنة الخلفاء الراشدين عضوا عليها بالنواجذ واياكم والبدعة.....الخ [5] ان الله اختار اصحابي على العالمين سوى النبيين والمرسلين واختار لي من اصحابي اربعة يعني ابا بكر و عمر وعثمان و علي فجعلم اصحابي وقال في اصحابي كلهم خير. (ایضاً، بحوالہ مسند بزاز)

اللہ اور رسول کے ہاں کس طرح مکرم رہے، رسول اللہؐ کے ہمدموں کا گروہ عام لوگوں کی طرح کہاں؟ وہ سدا مکرم رہا، مکرم ہے اور مکرم رہے گا، اہلِ اسلام کا مسلک اسی طرح ہے اور وہی مسلمہ اصول ہے، اس لئے اگر کوئی مروی اس طرح کی ہو کہ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے ہمدموں کا اکرام کم ہو، سو وہ مروی اور اس کا راوی کلام اللہ اور کلامِ رسول کے آگے مردود ہوں گے۔

اک مکروہ گو حاسد کی روئداد

لکھا ہے کہ اک گمراہ ٹولے کا عالم، طوسی[1] اک رسالے کا محرر ہوا اور اس رسالے کو اس طرح مکمل کر کے رہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے ہمدموں کے لئے گالی لکھی، مرگ کے لمحے اس مردود کے موں سے کھوٹے رسول[2] کی طرح ٹٹی آئی، وہ لوگوں سے سائل ہوا کہ اس طرح کس لئے ہوا؟ اک اللہ والا، رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے ہمدموں کا مملوک آگے ہوا اور کہا:

''او مردود! وہ وہی ٹٹی ہے کہ اس کو کھا کر رسالے کو مکمل کر کے مسرور ہوا''۔[3]

اللہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے ہمدموں کے لئے مکروہ کلامی سے سدا دور رکھے۔ (اللہ اسی طرح کرے)

---

[1] شیعوں کے عالم محقق طوسی نے اپنی کتاب تجرید العقائد کے آخر میں نعوذ باللہ صحابہ کرام پر تبرا کیا ہے۔ (اختلافِ امت اور صراط مستقیم، ص: ۱۳۴) [2] جھوٹے نبی مرزا غلام احمد قادیانی کی موت وبائی ہیضہ سے ہوئی دست وقی کی شکل میں دونوں راستوں سے نجاست خارج ہو رہی تھی، طوسی مردود کے ساتھ بھی اسی طرح ہوا۔ (ایضا)

[3] (ایضا، ص: ۱۳۵)

حاصلِ کلام

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے ہمدم، وحی الٰہی کے اول سامع ہوئے، رسول اللہ کے ہمدموں کا کردار، کردارِ رسول ہی کا اک حصہ ہے۔ ہمدموں کا طور و کردار، رسول اللہؐ کے امرِ وحی کے لئے دال ہے اور وہ آگے کے سارے لوگوں کے سردار، امام، معلم اور مصلّح ہوئے، رسولِ اکرم صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم، امرِ اسلام ہمدموں کے حوالے کر کے دار اسلام کو راہی ہوئے اور آگے کے لوگوں کو کلامِ الٰہی، کلامِ رسول اور دوسرے اسلامی علوم رسول اللہ کے ہمدموں کے واسطے سے ہی ملے، اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے ہمدموں سے لگاؤ، دراصل رسول اللہ ہی سے لگاؤ ہے اور ہمدموں سے حسد، دراصل رسول اللہ سے حسد ہے۔ ہمدموں سے لگاؤ اسلام کا حصہ ہے اور ہمدموں کے لئے مکروہ کلامی اسلام سے محرومی کا واسطہ ہے اور ہمدموں کے کھڑاؤں[1] کی مٹی ہر دو عالم کے اکرام و کمال کے حصول کا واسطہ ہے، اگر کسی کو رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم سے معمولی سا لگاؤ ہوگا، وہ لامحالہ رسول اللہ سے لگاؤ والے آدمی سے لگاؤ رکھے گا۔

الحاصل گمراہوں اور حاسدوں کے ٹولے اور اس کے آلۂ کاروں کی رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے ہمدموں کے لئے مکروہ کلامی کا مطالعہ کر کے دل دکھا، ارادہ ہوا کہ رسول اللہؐ کے دوسسر اور دو داماد کے احوال کا حامل اردو کا اک اس طرح کا رسالہ لکھوں کہ وہ ''ہادیٔ[2] عالم'' کے اکرام کا حامل ہو اور ہر کوئی لامحالہ اس کا مطالعہ کرے اور لوگ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے ہمدموں کے دلدادہ ہوں اور لوگوں کے دل رسول اللہؐ کے ہمدموں کے اکرام سے معمور رہوں، مگر احساس ہوا کہ اک عاصی، معدوم العلم والعمل

---

[1] جوتے۔ [2] ''ہادیٔ عالم'' جناب محمد ولی رازی صاحب کی غیر منقوط کتاب ہے جو سیرتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر لکھی گئی۔ زیادہ تر اصلاحات اور خلفائے راشدینؓ کے غزوات کے احوال ہادیٔ عالم سے ہی ماخوذ ہیں۔

آدمی کے لئے کہاں سہل ہے کہ وہ اس امرِ محال کا ارادہ کرے؟ ہاں! کلامِ الٰہی کے اک حصے اور رسول اکرمؐ کے ہمدموں سے معمولی لگاؤ سے حوصلہ ہوا۔ کلامِ الٰہی ہے ''اور آدمی کو وہ مل کر رہے گا کہ اس کے لئے آدمی کی سعی ہوگی''[1]

اس لئے اس عاصی کو حوصلہ ہوا کہ وہ اس راہ کے کوہ ہائے گراں اور ہر ہر گام ٹھوکروں سے معمور اور کئی کئی طرح کی روکاوٹوں سے مسدود گھاٹی کو سر کرے۔

الحمدللہ! اللہ کا کرم ہوا کہ وہ لمحہ آکے رہا کہ اس رسالے کی لکھائی کا کام مکمل ہوا۔

اللہ کا کرم ہے کہ اس عاصی کا دل اس امر سے کمال مسرور ہو رہا ہے کہ اس کا اسم، رسالہ ''دوسسر دو داماد'' کے واسطے سے رسولِ اکرمؐ کے ہمدموں کے احوال کے محرروں کے ہمراہ آئے گا۔

اہلِ مطالعہ کو آگاہی ہو کہ ہم کو اس رسالے کی لکھائی کے لئے علمائے اسلام کے کئی رسالوں سے مواد ملا ہے مگر رسالہ ''ہادیٔ عالم'' اس رسالے کے لئے اہم مصدر رہا۔

اللہ سے دعا ہے کہ وہ اس رسالے کی لکھائی کو وصول کر کے اس کے محرر کے لئے صلۂ مسلسل کر دے۔ اور اللہ ہر کسی کو اس سے دور رکھے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے ہمدموں کے لئے لکھ کر، کہہ کر اور دل سے مکروہ کلامی کا عامل ہو۔

اہلِ علم کو رسالہ ''دوسسر دو داماد'' کا مطالعہ کر کے اگر کسی محل کوئی سہو دکھائی دے، محرر کو اس سے آگاہ کر کے اس کی دعاؤں کے حصہ دار ہوں۔

سائلِ دعا

رسول اللہ کے ہمدموں کا مملوک

''والدِ محمد''

سوموار، دس مئی، سال اٹھارہ سو اور دو سو دس

---

[1] یہ اس آیت کا مفہوم ہے: وأن ليس للإنسان إلا ما سعى. (النجم:۳۹)

حمد اللہ کے لئے، سلام رسول اللہ اور اس کے ہمدموں کے لئے

حصۂ اول

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے

دوسسر

ہمدمِ مکرم اور عمر مکرم

(اللہ ہر دو سے مسرور ہو)

کے احوال کا حامل ہے

اللہ کے اسم سے کہ وہ عمومی رحم وکرم والا ہے

مطالعہ

سسرِ رسول، مسلمِ اول[1]،والدِ اسماء[2]، ہمدم مکرم[3]، اسلام کا حاکمِ اوّل[4]، سردارِ دار السلام[5]، وارِدِ اول دار السلام[6]، ماہِ عالم[7]، مہرِ عالم[8]، سمعِ رسول[9]، رسول اللہؐ کے دکھ درد کا حصہ دار[10]، اساسِ علم[11]، ہمدمِ رسول[12]، ہمراہی کھوہ[13]، حامیٔ رسول[14]، ارحمِ عالم[15]، صالحِ عالم[16]، دُلارائے رسول[17]، ہمراہی ماءِ اعلیٰ[18]، امام ملائک[19]، حرِ دار الآلام[20]، مملوکِ اللہ[21]، ولد ولد عامر[22] صلاح کارِ رسول[23] محمودِ رسول[24]،

---

۱ آپ رضی اللہ عنہ عمر رسیدہ لوگوں میں سب سے پہلے ایمان لائے (تاریخ الخلفاء ص:۱۴۹) ۲ اسماء رضی اللہ عنہا آپ رضی اللہ عنہ کی بیٹی کا نام ہے۔ ۳ (ہادی عالم، ص:۷۳) ۴ ایضاً ۵ حدیث میں ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ معمر جنتیوں کے سردار ہوں گے۔ ۶ آپ رضی اللہ عنہ ساری امت کے لوگوں سے پہلے جنت میں جائیں گے۔ (ابوداؤد) ۷ دنیا کا چاند۔ ۸ دنیا کا سورج۔ ۹ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ابوبکر وعمر (رضی اللہ عنہما) میرے کان اور آنکھ ہیں۔ (ترمذی) ۱۰ آپ رضی اللہ عنہ ہر دکھ و درد میں آپ ﷺ کے ساتھ شریک رہے۔ ۱۱ آپؐ نے فرمایا کہ میں علم کا شہر ہوں اور ابوبکر اس کی بنیاد ہے۔ ۱۲ رسول اللہؐ کا ساتھی۔ ۱۳ یارِ غار (ترمذی) ۱۴ آپ رضی اللہ عنہ نے ہمیشہ رسول اللہ ﷺ کی حمایت کی (متفق علیہ) ۱۵ آپؐ نے فرمایا کہ میری امت میں سے سب سے زیادہ رحم کرنے والا ابوبکر ہے۔ (ترمذی) ۱۶ آپ رضی اللہ عنہ سارے عالم میں زیادہ صالح تھے۔ (ترمذی) ۱۷ بلاشبہ آپ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پیارے تھے۔ (ترمذی) ۱۸ آپ رضی اللہ عنہ حوضِ کوثر پر بھی حضور ﷺ کے ساتھ ہوں گے۔ (ترمذی) ۱۹ آپ رضی اللہ عنہ نے ٹاٹ کا لباس پہنا تو فرشتوں نے بھی اقتداء کی اور ٹاٹ کا لباس پہنا۔ (تاریخ الخلفاء) ۲۰ آپؓ کا لقب عتیق یعنی جہنم سے آزاد تھا۔ ۲۱ یہ عبداللہ کا مفہوم ہے اور عبداللہ آپ رضی اللہ عنہ کا نام ہے۔ ۲۲ عامر آپؓ کے دادا کا نام ہے۔ (سیر الصحابہ) ۲۳ آپ ﷺ اکثر وبیشتر صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ سے رائے لیتے تھے۔ (ترمذی) ۲۴ آپ ﷺ نے کئی مواقع پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تعریف فرمائی۔ (ترمذی)

مددگارِ رسول[1] دلدادۂ رسول[2]، داعی اول[3]، رسول اللہ ﷺ کا ہم عمر[4] (اللہ اس سے مسرور ہو)

سسرِ رسول کا اصل اسم

سسرِ رسول، مسلمِ اول (اللہ اس سے مسرور ہو) کے اصل اسم کی مراد، مملوک[5] اللہ ہے۔

عالم مادی کو آمد

سسرِ رسول ؐ کی اس عالم مادی کو آمد سرور عالم ؐ سے دو سال کئی ماہ ادھر ہوئی[6]۔

مولودی سلسلہ[7]

سسرِ رسول کا مولودی سلسلہ ھادی اکرم ؐ کے مولودی سلسلے کے عدد آٹھ، [8] مُرہ سے ملا ہوا ہے۔

رسول اکرم ؐ کے عطا کردہ اسماء

سرورِ عالم ؐ کے اسراءِ سماوی[9] کے احوال کو سارے لوگوں سے آگے صاد[10] کر کے سسر رسول کو اک اہم اسم، [11] رسول اکرم ؐ سے ملا کہ اس کی سرحد عہدۂ رسول [12] کی سرحد سے ملی ہوئی ہے۔[13]

---

1 آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے مال و جان سے سدا آپ ؐ کی مدد کی۔ متفق علیہ۔ 2 آپ رضی اللہ عنہ ہمیشہ آپ ؐ پر مر مٹنے کو تیار تھے۔ (تاریخ الخلفاء) 3 آپ رضی اللہ عنہ نے مسلمان ہوتے ہی دعوت کا کام شروع فرما دیا تھا۔ (سیر صحابہ)
4 آپ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ؐ کے ہم عمر تھے۔ (داعی اسلام) 5 آپ رضی اللہ عنہ کا نام عبداللہ اور کنیت ابوبکرؓ ہے۔
6 (سیرت خلفائے راشدین، ص: ۲۷۔) 7 شجرۂ نسب۔
8 آپ ؐ کی آٹھویں پشت مطابق چھٹی پشت) میں ایک نام مرہ ہے، ان کے دو فرزند کلاب اور تیم تھے، کلاب کی اولاد سے آنحضرت ؐ اور تیم کی اولاد سے سیدنا صدیق اکبرؓ ہیں۔ 9 معراج۔ 10 تصدیق کرنا۔ 11 صدیق۔
12 نبوت۔ 13 صدیق کے معنی ہیں بہت سچا اور شریعت میں ایک خاص مرتبہ ہے جس کی سرحد نبوت کی سرحد سے ملی ہوئی ہے۔ (سیرت خلفائے راشدینؓ، ص: ۲۷)

دوسرا اسم

عروس[۱] مطہرہ سے مروی ہے کہ سرورِ عالمؐ سے اک دوسرا اہم اسم ''حرِ دارالآلام[۲]'' والدِ مکرم کو عطا ہوا۔

سسرِ رسول کے والد

مسلمِ اول سسرِ رسول کے والد، ولد[۳] عامر، صلحائے اہلِ مکہ سے رہے اور حد سے سوا[۴] معمر! اس دور کے ہر معمر آدمی کو اول اول اسلام لہو معلوم ہوا، اسی طرح سسرِ رسول کے والد کو لگا کہ اس کا لڑکا ردی کام کر رہا ہے۔[۵]

مسلمِ اول کے والد، اسلام سے محروم رہے اور والد، وادا کے مسلک کو دل سے لگائے رکھا کہ معرکہ مکہ مکرمہ ہوا اور عسکرِ اسلام کو کامگاری حاصل ہوئی۔

مسلمِ اول، والدِ مکرم کو ہمراہ لے کر رسولِ اکرمؐ کے آگے آئے۔ سرورِ عالمؐ کے لمس[۶] سے ''**لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ**'' کہہ کر اسلام لائے۔

سرورِ عالمؐ اور سسرِ رسول، ملکِ عدم سے دارالسلام کے لئے راہی ہو گئے، مگر ولدِ عامر اس عالمِ مادی کو معمور کئے رہے، مآلِ کار، ماہِ محرم الحرام اسلامی صدی کے دو کم سولہ سال[۷] کو، سہ کم سو سال اس عالمِ مادی کی عمر مکمل کر کے راہی ملکِ عدم ہوئے۔

---

۱ عفیفۂ کائنات سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ۲ عتیق۔ آگ سے آزاد ۳ ابو قحافہ عثمان بن عامر ۴ زیادہ۔

۵ حضرت عبداللہ کا بیان ہے کہ تو میں آپؐ کی تلاش میں صدیق اکبرؓ کے گھر آیا وہاں ابو قحافہ موجود تھے انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس طرف سے گزرتے دیکھ کر نہایت برہمی سے کہا کہ ان بچوں نے میرے لڑکے کو خراب کر دیا۔ ۶ چھونا، آپ ﷺ نے نہایت شفقت سے ابو قحافہ کے سینے پر ہاتھ پھیرا اور کلمات طیبات کی تلقین کر کے مشرف باسلام فرمایا۔ ۷ ان کی وفات آنحضرتؐ اور صدیق اکبرؓ کی رحلت کے بعد ۱۴ھ ستانوے سال کی عمر میں ہوئی۔ (سیر الصحابہ، ج:۱، ص:۲۱)

سسرِ رسول، حاکمِ اول کی والدہ

سسرِ رسولؐ، حاکمِ اول کی والدہ مکرمہ کا اسم سلمٰی ہے، اس کو کمال حاصل ہے کہ وہ اول اول اسلام سے مالا مال ہوئی[۱]۔ اس کے اسلام کا حال اس طرح ہے کہ سسرِ رسول حاکمِ اول والدہ مکرمہ کو ہمراہ لے کر رسولِ اکرم صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کی ورودگاہ، دارکوہ[۲] آئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! مری والدہ آئی ہے، اس کو کہو کہ اسلام لے آئے!

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا اس کو امرِ اسلام ہوا وہ اسی دم اسلام لائی۔ ولد عامر کی طرح معمر ہوئی، مگر اس سے آگے ہی راہی ملکِ عدم ہوئی۔

دورِ لاعلمی[۳] کے احوال

سسرِ رسولؐ حاکمِ اول، دورِ لاعلمی کو اہلِ مکہ کے مردِ صالح، حوصلہ ور اور سارے اسرہ[۴] سے مکرم رہے، وہ اک مالدار سوداگر رہے، عمدہ راہ روی و ہمدردی، صلہ رحمی و دردِ دلی، سادگی وعطا، علم وعدل، ہمسائے سے عمدہ سلوک اور اس طرح کے دوسرے اعمالِ صالحہ اور اطوارِ محمودہ[۵] کے مالک ہو کر سارے لوگوں کے ہاں مکرم وممدوح ہوئے۔ معاملہ کسی کی ہلاکی کا ہو کہ مالِ دم[۶] کا، سسرِ رسول حاکمِ اول اس طرح کے ہر مسئلے کے واسطے مسلمہ حکم[۷] رہے۔ دورِ لاعلمی اور دورِ اسلام کو وہ ماءِ سکر[۸] سے دور رہے، ساری عمر مٹی کے گھڑے ہوئے الٰہوں[۹] کے آگے سر کائی سے دور ہے، مولودی سلسلہ کے سارے لوگوں سے سوا عالم اور ماہرِ کلام رہے۔

سسرِ رسول حاکمِ اول کو اول ہی سے سرورِ عالم سے دلی لگاؤ رہا، اس لئے وہ رسول اللہ صلی اللہؐ کے اہم لوگوں سے ہو گئے۔ رسولِ اکرمؐ کے رحلۂ سوداگری کے لمحے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ

---

[۱] ان سے پہلے صرف انتالیس اصحاب مسلمان ہوئے تھے (سیر الصحابہ، ج:۱، ص:۲۱) [۲] دار کوہ (ھادی عالم ص ۲۱۳)
[۳] زمانہ جاہلیت۔ [۴] خاندان۔ [۵] اخلاق حسنہ۔ [۶] خون بہا۔ [۷] فیصلہ کرنے والا۔ (سیر الصحابہ، ج:۱ ص:۲۱، سیرت خلفائے راشدین، ص:۱۹) [۸] شراب۔ [۹] پتھر کے بنائے ہوئے بت۔

وسلم کی ہمراہی کا کمال حاصل رہا، رسول اکرمؐ کم عمری کے لمحے والد علی کے ہمراہ اس ملک[1] سوداگری کے واسطے آمادہ ہوئے کہ وہ ملک صد ہا رسولوں کی آرام گاہ ہے، اس لمحے سسرِ رسولؐ حاکم اول، اک مملوک اور عمدہ طعام رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے واسطے لائے[2]۔ صالحہ ملکہ، عروس مکرمہ[3] کی ھادی اکرمؐ سے عروسی کے لئے سسرِ رسولؐ حاکم اول ساعی رہے[4]۔

دورِ اسلام کے احوال

ھادیٔ عالم صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کو امرِ وحی کا عہدۂ اعلیٰ عطا ہوا اور وہ سری طور[5] سے لوگوں کے واسطے راہِ ھدیٰ کے داعی ہوئے، سسرِ رسولؐ حاکم اول، کئی سال سے رسول اللہؐ کے ہمدم رہے اور رسول اللہؐ کے گھر اس کی آمد رہی، رسول اکرم صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم سے اللہ کا حکم معلوم ہوا، دل سے اسلام کے لئے آمادہ ہوئے اور اسی دم اسلام لا کر مسلم اول ہوئے[6]۔

ھادی اکرم کا کلام ہے:

> ''سارے لوگ اول اول اسلام کے امر سے رکے اور ڈرے مگر ہمدم مکرم
> کہ ہر رکاوٹ اور ہر ڈر سے دور رہے اور اسی لمحے اسلام لا کر رسول اللہؐ
> کے ہمدم ہوئے[7] اور مسلم اول کہلائے۔''

گو کہ اہل علم کی کئی طرح کی رائے ہے کہ مسلمِ اول کا کمال کس کو حاصل ہے؟ کئی لوگوں سے مروی ہے کہ عروس مکرمہ اول اسلام لائی اور کئی علماء کی رائے ہے کہ اول اول دامادِ رسولؐ علی کرمہ اللہ اسلام لائے۔ کئی اہل علم کی رائے ہوئی کہ ولدِ رسول[8] مسلم اول ہے۔

اور کئی علماء کا دل ادھر مائل ہے کہ سسرِ رسولؐ حاکمِ اول ہی کو مسلم اول کا کمال حاصل ہے۔

---

[1] ملک شام (ھادی عالم، ص:۵۳) [2] حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت بلالؓ کو کرایہ میں لے کر آپؐ کی خدمت کے لئے ساتھ بھیجا اور روٹی اور زیتون کا تیل ہدیہ دیا۔ (سیرت خلفائے راشدین، ص:۲۹) [3] حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ۔ [4] (سیر الصحابہ، ج:۱، ص:۲۱) [5] پوشیدہ۔ [6] (تاریخ الخلفاء، ص:۱۴۸) [7] (ہادی عالم، ص:۷۳) [8] زید بن حارثہؓ۔

اور ماہر کلام، مدّاح رسولؐ[1] اسی رائے کا ہم رائے ہے۔ اس کا کلام ہے:

''اگر کسی کھرے ولدِ ام[2] کا دکھ محسوس کرو، اس لمحے ولدِ ام، حاکمِ اول کا احساس کرو، اس کے عمدہ کاموں کی رو سے، وہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے علاوہ سارے لوگوں سے عادل اور اللہ سے ڈر کر اعلیٰ ہوا اور وہ عہدہ کہ اس کو عطا ہوا اس سے مکمل ہوا، وہی دوسرا ہے اور رسول اکرمؐ سے ملا ہوا ہے اور دکھ درد کے لمحے، ہمراہی رسول کی رو سے اس کی حمد کی گئی اور وہی مردِ اول ہے کہ رسول اس سے صاد[3] ہوئے''!

مگر ماہر علماء کرام سے اس ساری کلام کا حل اس طرح مروی ہے کہ عروس مکرمہ ہر لڑکی سے اول، داماد رسول علی کرمہ اللہ سارے کم عمر لڑکوں سے اول اور ولد رسول سارے مملوکوں سے اول اور حاکم اول سارے معمر لوگوں سے اول اسلام لائے[4]۔

اعلائے اسلام

اسلام لا کر مسلمِ اول سسرِ رسولؐ اعلائے اسلام کے لئے ساعی ہوئے، اور اس کی سعی سے کئی لوگ سوئے اسلام مائل ہوئے[1]۔

---

[1] حضرت حسان بن ثابتؓ [2] بھائی [3] تصدیق کرنے والا [4] حضرت حسان بن ثابتؓ کے اشعار یہ ہیں اذا تذکرت شجوا من اخی ثقة. فاذکر اخاک ابابکر بما فعلا. خیر البریہ اتقاها واعدلها. بعدالنبی واوفاها بما حملا. والثانی التالی المحمود مشهده. واول الناس منهم صدق المرسلا (فتح الباری ج ۷ ص ۱۳۰)۔ [4] حضرت شیخ محدث دہلوی نے ازالۃ الخفاء میں اس جگہ ایک نفیس نقطہ لکھا ہے، فرماتے ہیں: اولیت اسلام محض اس لئے فضیلت ہے کہ جو سب سے پہلے اسلام لایا ہوگا اس کو رسول خداؐ کے مصائب میں شرکت کا موقع زیادہ ملا ہوگا نیز وہ دوسروں کے اسلام کا سبب بنا ہوگا یہ دونوں باتیں ان چاروں میں سے حضرت صدیقؓ کے ساتھ مخصوص تھیں (سیرت خلفائے راشدین، ص: ۳۰)

اسلام کا دور اول دکھوں اور رکاوٹوں کا دور ہے، اس لمحے آدمی کے لئے محال رہا کہ وہ اسلام کا مدعی ہو۔

سسرِ رسولؐ مسلم اول اس کڑے دور کو سدا[1] اسلام کے لئے ساعی رہے اور اس کی مساعی سے ولد عوام[2]، ہمدم طلحہ[3]، ہمدم سعد[4] اسلام کے حاکم سوم، رسول اللہؐ کا دہرا داماد[5] اور والدِ محمد[6] اسلام لائے۔ عروس مکرمہ کے علاوہ کل آٹھ ہمدم اسلام لائے۔

اول اسلام والوں کا حال اس لئے اہم ہے کہ وہ دوسرے اہل مکہ سے سوا مکرم اور مسعود رہے ہے، اس سے گمراہوں کی کمر ٹوٹی اور اسلام کی اساس[7] محکم[8] ہوئی اور کلام الٰہی سے

---

[1] آج بھی اغیار کیلئے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، کا اسلام رسول خداؐ کی صداقت کی بہترین برہان ہے۔ چنانچہ میور صاحب سابق گورنر صوبہ متحدہ کی کتاب لائف آف محمدؐ کے دیباچے سے چند فقرات نقل کئے جاتے ہیں یہ متعصب یورپ کا عیسائی لکھتا ہے:

آپ کا عہد خلافت مختصر تھا، مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اور کوئی ایسا نہیں ہوا جس کے اسلام کو ان سے زیادہ ممنون اور مرہون احسان ہونا چاہئے چونکہ ابوبکرؓ کے دل میں رسول اکرمؐ کے خلوص اور راسخ طور پر متمکن تھا اور یہی عقیدہ خود رسول اکرمؐ کے خلوص اور سچائی کی ایک زبردست شہادت ہے لہٰذا میں نے آپ کی حیات وصفات کے تذکرے کے لئے کچھ جگہ زیادہ وقف کی ہے اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ابتداء سے اپنے کذاب ہونے کا یقین ہوتا تو وہ کبھی ایسے شخص کو دوست اور عقیدت مند نہ بنا سکتے جو نہ صرف دانا اور ہوشمند تھا بلکہ سادہ مزاج اور صفائی پسند بھی تھا۔ ابوبکر کو نفسانی عظمت وشوکت کا کبھی خیال نہ آیا انہیں شاہانہ اقتدار حاصل تھا اور بالکل خود مختار تھے مگر وہ اس طاقت واقتدار کو اسلام کی بہتری اور فائدہ پہنچانے میں لایا کرتے، ان کی ہوشمندی اس امر کی مقتضی نہ تھی کہ وہ خود فریب کھالیں اور وہ خود ایسے متدین تھے کہ کسی کو دھوکا نہ دے سکتے تھے۔ منقول از آیات بینات حصہ فدک۔ (سیرت خلفائے راشدین، ص: ۳۱)

[2] حضرت زبیر بن عوامؓ۔ [3] حضرت طلحہ بن عبیداللہؓ۔ [4] حضرت سعد بن ابی وقاصؓ۔ [5] حضرت عثمان بن عفانؓ۔

[6] سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ، ان کی کنیت ابومحمد ہے۔ (سیر الصحابہ، ج۱، ص: ۲۲) [7] بنیاد۔ [8] مظبوط۔

سارے، اول اسلام ہمدموں کے واسطے گواہی آئی[1]۔

کھلم کھلا اعلائے اسلام کے علاوہ سسرِ رسول، حاکمِ اوّل سری طور سے اعلائے اسلام کے لئے سارے لوگوں سے اول، گھر کے آگے اللہ کے گھر[2] کے معمار ہوئے، ہر سحر اللہ کے اس گھر کو رو رو کے کلام الٰہی کی صداؤں سے معمور رکھا۔ اک کلام الٰہی، دوسرے مسلم اول سے اس کی ادائے گی، اللہ اللہ! ہر آدمی اس کو مسموع کر کے مسرور و مسحور ہو رہا۔

مکی دور

رسول اکرم صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کو عہدۂ اعلیٰ عطا ہوا، رسول اللہؐ اعلائے اسلام کے لئے دس اور سہ سال ساعی رہے، مکہ کے گمراہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے عدو ہو گئے اور ہر ہر گام[3] ردوکد[4] اور لڑائی کا سلسلہ ہوا، مگر سسرِ رسول، حاکمِ اول، روح و دل، مال ورائے ہر طرح سے سدا رسول اللہ کے ہمراہ رہے اور دکھ درد کے ہمدم ہوئے، حاکم اول کا گھر ہر سحر رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کی ورودگاہ[5] رہا اور اہم امور کے واسطے دارالرائے[6] ہوا۔

اہم اہم لوگوں کے گروہوں کے ہاں رسول اللہ کو ہمراہ لے کر اعلائے اسلام کے لئے گئے، کئی لوگوں کو حاکم اول کے واسطے سے معلوم ہوا کہ محمد، اللہ کا رسول ہے[7]۔

---

۱ (ھادی عالم، ص:۳۰۷) ۲ مسجد، ابوبکر صدیق نے اپنے گھر کے آگے ایک چھوٹی سی مسجد بنائی تھی اسلام میں یہ سب سے پہلی مسجد تھی آپؓ اس میں تلاوت قرآن فرماتے تو آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے لوگ آپ کے گریہ وبکا دیکھ کر جمع ہو جاتے اور اس پر اثر منظر سے نہایت متاثر ہوتے، (بخاری باب الہجرۃ النبیؐ واصحابہ الی المدینہ، سیرت خلفائے راشدین، ص:۳۴، سیر الصحابہ، ج:۱، ص:۲۳) ۳ قدم ۴ روک ٹوک۔ ۵ اترنے اور آنے کی جگہ۔ ۶ مشورے کی جگہ، آنحضرت روزانہ صبح وشام حضرت ابوبکر صدیقؓ کے گھر تشریف لے جاتے اور دیر تک مجلس راز قائم رہتی۔

۷ (سیر الصحابہؓ، ج:۱، ص:۲۴، خلفائے راشدین، ص:۳۴)

وہ لوگ کہ اول اول اسلام لائے وہ کئی گمراہ سرداروں کے مملوک رہے، ہر ہر مملوک کا گمراہ مالک اس کی رسوائی اور الم رسائی کے لئے ساعی رہا۔ مملوک اہل اسلام سرعام رسوا کئے گئے، دھمکائے گئے، کوڑوں سے مارے گئے اور ہر طرح کے آرام سے محروم کئے گئے۔

حاکم اول کو اس حال کا مطالعہ کر کے ملال ہوا، وہ مملوکوں کی رہائی کے واسطے ساعی ہوئے اور کئی مملوکوں کو مول لے کر دکھ درد سے رہائی دی[1]۔

اگر کسی لمحے مکہ مکرمہ گمراہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کو الم رسائی کے لئے آمادہ ہوئے، اسی لمحے سسرِ رسول حاکمِ اول رسول اللہؐ کے لئے ڈھال ہو گئے[2] اور ہر دکھ کو سہہ گئے۔

اک سحر کو ھادی اکرمؐ حرم مکہ آ کر دار اللہ کے آگے کھڑے ہوئے اور صدا دی:

''اللہ واحد ہے، وہی الٰہ ہے''۔

اہل مکہ اس صدا سے کھول اٹھے اور رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے گرد آ کر حملہ آور ہوئے اور اس طرح مارا کہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم حواس کھو گئے[3]۔

حاکم اول آگے آئے اور گمراہوں سے کہا:

''اللہ گمراہوں کو رسوا کرے، اس آدمی کو اس لئے ماردو گے کہ وہ اللہ کا موحد ہے''؟[4]

اسی طرح اک سحر اللہ کا رسول دار اللہ کو عماد اسلام سے معمور کئے رہا کہ اک لاعلم اور گمراہ[5] اٹھا اور رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے گلے کو رومال ڈال کر کسا، سسرِ رسولؐ حاکمِ اول کو اس حال کی اطلاع ہوئی، وہ آئے اور اس گمراہ کا گلا مروڑا اور اس کو رسول اللہ صلی اللہ

---

[1] ان میں سے سات کے نام یہ ہیں: حضرت بلال، عامر، فہیرہ، فہیر، زنیرہ، ام جس بنی موئل کی ایک کنیز رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین (سیرت خلفائے راشدین، ص:۳۲ بحوالہ ازالۃ الخفاء) [2] سیر الصحابہ، ج:۱، ص:۲۳، ۲۴)

[3] ایضاً [4] گویا آپؓ نے قرآن کریم کی اس آیت کی ترجمانی کی: اتقتلون رجلا ان یقول ربی اللہ وقدجاء کم بالبینات۔ (سورۂ مؤمن۔) [5] عقبہ بن معیط (سیر الصحابہ، ج:۱، ص:۲۴)

علی کل رسلہ وسلم سے دور کر کے وہی کلمے کہے:

''اس آدمی کو اس لئے مار دو گے کہ وہ اللہ کا موحد ہے؟ اور وہ لوگوں کے لئے کھلے اعلام لائے۔''

حاکم اول کے لئے اک اہم اکرام

مکی دور کو حاکم اول کی لڑکی[1] عروس رسول ہوئی اور وہ عروس رسول، رحلۂ رسول کے دو سال ادھر رسول اللہؐ کے گھر آئی۔ اس طرح ھادی اکرمؐ، مسلم اول ہمدم مکرم کے داماد اور مسلمِ اول رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے سسر ہوئے۔[2]

رحلۂ اول کا ارادہ

اول اول اہلِ سلام کا عدد کم رہا، اس لئے اہل مکہ کو ملال کم ہوا، مگر رسول اکرمؐ اور رسول اللہؐ کے ہمدوں کی مسلسل مساعی سے اردگرد کے لوگوں کو راہ ھدیٰ ملی اور اک اک کر کے لوگ اس اسلامی کارواں سے ملے اور اہل اسلام کا عدد سوا ہوا، اس حال سے گمراہوں کے دلوں سے حسد کا دھواں اٹھا اور وہ اہلِ اسلام کے اور سوا عدو ہو کر اہل اسلام کی رسوائی اور الم دہی کے لئے ہر ہر گام ساعی ہوئے مگر اس حوصلہ سے محروم رہے کہ وہ رسول اللہؐ کو آلام دے کر مسرور ہوں، اس لئے سارا حسد اور ملال، مادی وسائل سے محروم مسلموں کو دکھ دے کر دور ہوا، اس طرح رسول اللہؐ کے ہمدموں کے لئے مکہ کی وادی آلام اور دکھوں کا گھر ہو کر رہ گئی، اس لئے رسول اللہؐ کی رائے ہوئی کہ اہل اسلام مکے سے راہی ہو کر حاکم اصحمہ[3] کے ملک رواں ہوں۔

---

[1] عفیفۂ کائنات سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ جب ام المومنین حضرت خدیجہؓ کی وفات ہوئی اور آنحضرتؐ کو بہت مغموم دیکھا تو اپنی صاحبزادی حضرت عائشہؓ کو جو اس وقت بہت کم سن یعنی چھ برس کی تھیں بڑے ادب واخلاص کے ساتھ آپ کے نکاح میں دے دیا اور مہر کی رقم بھی اپنے پاس سے ادا کی۔ (سیرت خلفائے خلفائے راشدین، ص:۳۸)

[2] سسر کا مرتبہ باپ جیسا ہوتا ہے اب ان لوگوں کے ایمان کے بارے میں غور کریں جو رسول اللہؐ کے سسر اور والد کو غصب خلافت کا الزام دیتے ہیں اور طرح طرح سے ان پر تبرا بازی کرتے ہیں۔ [3] حبشہ کے بادشاہ کا نام اصحمہ تھا جس کو نجاشی کہتے تھے۔ (سیر خاتم الانبیاء، ص: ۱۳۶)

گوکہ مسلم اول سسر رسول اسرہ کے مکرم آدمی ٹھہرے، مگر اسلام کے لئے رسوا کئے گئے۔ اور مارے گئے[۱] اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کی رائے مسلم اول کے لئے اسی طرح کی ہوئی کہ وہ ملک اصحمہ رواں ہوں!

ھادی اکرمؐ کی رائے سے وہ ملک اصحمہ کی رحلہ کے واسطے راہی ہوئے، اک مرحلے[۲] اک سوداگر[۳] ملا، سسر رسول سے سوال ہوا:

''کہاں کا ارادہ ہے''؟

کہا: ''اہل مکہ کی الم رسائی سے ملول ہوکر ملک اصحمہ کو راہی ہوں''۔

وہ سوداگر آڑے ہوا اور اصرار کر کے حاکم اول کو ہمراہ لے کر سوئے مکہ رواں ہوا اور مکہ آ کر صدا دی:

''اے روسائے مکہ! اس آدمی کو مکہ سے الگ کر رہے ہو کہ وہ صلہ معاد[۴] کے حصول کے لئے ساعی ہے اور ہمدردی، صلہ رحمی، عطا و کرم کا مالک ہے؟ معلوم ہو کہ وہ مسلم اول کا حامی و مددگار ہے، اس لئے سارے لوگ اس کی الم رسائی اور دکھ دہی سے دور ہوں''۔

اہل مکہ سوداگر کی اس صدا کو مسموع کر کے، سسرِ رسول کی آمد کے لئے آمادہ ہوئے، مگر مسلم اول کو کہاں گوارا کہ اس کا حامی و مددگار کوئی گمراہ سوداگر ہو، اس لئے کہہ اٹھے کہ اس کا مددگار اللہ اور اس کا رسولؐ ہے اس کے علاوہ ہر کسی کی مدد مردود ہے۔[۵]

مسلم اول سسرِ رسول، رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم سے ملے اور سارا حال کہا۔ رسول اللہؐ کا کلام ہوا:

---

[۱] چنانچہ جب حضرت طلحہ بن عبداللہ ان کی تبلیغ سے حلقہ بگوش اسلام ہوئے تو حضرت طلحہؓ کے چچا نوفل بن خویلد نے ان دونوں کو ایک ساتھ باندھ کر مارا اور حضرت ابو بکرؓ کے خاندان نے کچھ حمایت نہ کی (سیر الصحابہ ج ۱ ص ۲۴ بحوالہ طبقات ابن سعد) [۲] مقام برک الغماد [۳] ابن الدغنہ رئیس قارہ [۴] آخرت۔ [۵] (سیرت خلفائے راشدین، ص: ۳۵)

''اے مسلم اول! ہمارے ہمراہ رہو! اللہ ہم کو رحلہ کا حکم دے گا''۔

مسلم اول مکہ مکرمہ ٹھہرے رہے اور معمول کی طرح اعلائے اسلام کے لئے ساعی ہوئے[1]۔

---

[1] بعض روایتوں میں ہے کہ قریش نے ابن الدغنہ کی امان اس شرط پر منظور کی کہ وہ ابوبکر کو سمجھا دیں:

''وہ جب اور جس طرح جی چاہے اپنے گھر میں نماز پڑھے اور قرآن کی تلاوت کرے لیکن گھر سے باہر انہیں نمازیں پڑھنے کی اجازت نہیں!''

ابوبکر صدیقؓ نے عبادت الٰہی کے لئے مسجد بنائی تھی، کفار کو اس پر اعتراض ہوا انہوں نے ابن دغنہ کو خبر دی کہ ہم نے تمہاری ذمہ داری پر ابوبکر کو اس شرط پر امان دی تھی کہ وہ اپنے مکان میں چھپ کر اپنے مذہبی فرائض انجام دیں مگر اب وہ گھر کے آگے مسجد بنا کر اعلان کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں اس سے ہم کو خوف ہے کہ ہماری عورتیں اور بچے متاثر ہو کر اپنے آبائی مذہب سے بدعقیدہ نہ ہو جائیں اس لئے تم انہیں مطلع کر دو کہ اس سے باز آ جائیں ورنہ تم کو ذمہ داری سے بری سمجھیں۔

ابن الدغنہ نے ابوبکر سے جا کر کہا: ''تم جانتے ہو میں نے کس شرط پر تمہاری حفاظت کا ذمہ لیا ہے؟ اس لئے یا تو تم اس پر قائم رہو یا مجھے ذمہ داری سے بری سمجھو میں نہیں چاہتا کہ عرب میں مشہور ہو کہ میں نے کسی کے ساتھ بدعہدی کی''۔

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نہایت استغناء کے ساتھ جواب دیا: ''مجھے تمہاری پناہ کی حاجت نہیں میرے لئے خدا اور اس کے رسولؐ کی پناہ کافی ہے۔'' (سیر الصحابہ، ج:۱، ص:۳۵ بحوالہ بخاری)

معاہدہ عدم سلوک اور مسلم اول کی ہمدمی

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے عہدہ اعلیٰ کو اک کم آٹھ سال ہوئے، مکہ کے سرداراور اہل رائے لوگ اکھٹے ہوئے کہ کس طرح اسلام اور اہلِ اسلام کا کارواں رکے؟ طے ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم اور اس کے دادا کی ساری آل واولاد سے ہر طرح کا سلوک کاٹ کرر کھواور اسرۂ رسولؐ کے لوگوں سے ہر طرح کے معاملے روک لو، سارے لوگ اس رائے کے حامی ہوئے۔ ولد عکرمہ[1] سے کہا کہ اس معاملے کے لئے اک معاہدہ لکھو کہ اہل مکہ اس معاہدے سے آگاہ ہو کراس کے عامل ہوں۔

ولد عکرمہ سے معاہدہ لکھوا کر سارے سرداروں کی گواہی لی گئی اوراس کو دار اللہ کے در سے لٹکا کر عم رسول، والد علی کرمہ اللہ کو اطلاع دی کہ اس طرح کا معاہدہ ہوا ہے اگر محمدؐ کو ہمارے حوالے کر دو گے ہم اس معاہدہ سے الگ ہوں گے۔

عمِ رسول کو معلوم ہوا کہ اہل مکہ ہم لوگوں کی رسوائی اور الم دہی کے لئے آمادہ ہو کر صلہ رحمی اور عدل کی راہ سے الگ ہو گئے، اہل اسرہ کو لے کر اس درۂ کوہ آگئے کہ وہ درہ عمِ رسول کے اسم سے موسوم ہے۔[2]

ھادی اکرمؐ دو اور اک سال سارے اسرہ کے ہمراہ اس درۂ کوہ کے محصور ہو کر رہے، وہ سارا عرصہ اسرۂ رسولؐ کے لئے دکھوں اور آلام کا رہا، لوگ اکل وطعام سے محروم ہو گئے، گھاس اور کھال کے ٹکڑے کھا کھا کر اللہ اور اس کے رسول کے لئے سارے صدمے سہے۔[3]

مسلمِ اول سسرِ رسولؐ اس سارے عرصے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے ہمراہ رہے اور سارے دکھ درد کے مساہم ہوئے۔[4]

اللہ کے حکم سے وہ معاہدہ گل سڑ کے معدوم ہوا، اسرۂ رسول اور مسلمِ اول رسول اللہ

---

[1] منصور بن عکرمہ۔ [2] شعب ابی طالب۔ [3] (سیرت خلفائے راشدین ص: ۳۷، ھادی عالم ص: ۱۰۵) [4] شریک۔

صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے ہمراہ درۂ کوہ سے گھروں کو آئے اور سسرِ رسول کو رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے ہمراہ اس درہ کوہ سے رہائی ملی[1]

عمِ رسول، والد علی کرمہ اللہ کا کلام ہے:

''سہل اہل مکہ سے مسرور ہو کر لوٹے (مراد ہے کہ صلح ہوگئی) اس صلح سے مسلم اول اور رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم مسرور ہوئے''[2]

رسول اللہ کا اسراء سماوی اور سسر رسول

ھادی عالمؐ رحلۂ اسراء کی راہ کے سارے مراحل، طرح طرح کے اسرار و احوال مطالعہ کر کے لوٹے اور اگلی سحر اہل مکہ سے اسراء اسماوی کا حال کہا، وہ سارے لوگ اس حال کو معلوم کر کے اکھٹے ہوگئے اور ہادی اکرمؐ سے ٹھٹھا کر کہا کہ دار المطہر[3] مکہ سے دو ماہ کی راہ ہے، کس طرح وہاں سے سحر سے ادھر ہی ہو کر آ گئے؟ اور طرح طرح کے مہمل سوال ہوئے اور اہل مکہ ہٹ دھرمی کی راہ لگے رہے اور اہل مکہ ہمدم مکرم سے آکر ملے اور کہا کہ اہل اسلام کے سردار کا معاملہ معلوم ہے؟ اس کا دعویٰ ہے کہ وہ سحر سے ادھر ہی ادھر دار المطہر ہو کر لوٹا ہے۔

کہا:

''لوگو! ہم سے کہو، رسول اکرمؐ کا دعویٰ اسی طرح ہوا ہے''؟

کہا: ''ہاں! وہ اسی حال کا مدعی ہے''۔

ہمدم مکرم آگے آئے اور کہا:

''لوگو! معلوم ہو کہ اگر اللہ کے رسول کا دعویٰ وہ ہی ہے، گواہ رہو کہ وہ دعوی لامحالہ اٹل ہوگا''[4]

---

[1] (سیرت خلفائے راشدین، ص: ۳۷) [2] ابو طالب نے اسی واقعے کو اس شعر میں بیان کیا ہے: وھم رجعوا سھل بن بیضاء راضیاً ☆ فسر ابو بکرٍ بھا و محمدا۔ (ایضاً ص: ۳۸) [3] بیت المقدس۔ [4] (ھادی عالمؐ، ص: ۱۱۹)

وداع مکہ اور اکرامِ رسول

اہل مکہ کی الم رسائی سے ملول ہوکر کئی اہل اسلام مکہ مکرمہ کو الوداع کہہ کر معمورہ رسول کو راہی ہوئے۔

مسلم اول کا ارادہ اسی طرح کا ہوا، مگر رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا کلام ہوا کہ ٹھہرو! اللہ ہم کو وداع مکہ کا حکم دے گا اور ہم اک دوسرے کے ہمراہ راہی ہوں گے[1]

مسلم اول کو آس لگی رہی کہ اللہ کے حکم سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے رحلۂ وداع کی ہمراہی سے مالا مال ہوں گے، اسی لئے وہ اس رحلۂ رسول کے ہر طرح کے امور کے لئے ساعی رہے کہ کسے معلوم ہے کس لمحہ اللہ کا حکم ہوا اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے ہمراہ راہی ہوں۔

علی کرمہ اللہ سے مروی ہے:

''رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا سردار ملائک ''الروح'' سے سوال ہوا کہ رسول کے ہمراہ اس رحلہ کی ہمراہی کسے ملے گی؟ کہا: ہمدم مکرم کو''۔ (رواہ الحاکم)

مآل کار، اللہ کا حکم وارد ہوا کہ اللہ کا رسول مکہ مکرمہ کو الوداع کہہ کر معمورۂ رسولؐ کو راہی ہو! ھادی اکرمؐ اس حکمِ الٰہی سے مسرور ہوئے اور گھر سے اٹھ کر ہمدم مکرم کے گھر کے لئے راہی ہوئے اور ہمدم مکرم سے مل کر کہا:

'' اللہ کا حکم ہوا ہے کہ ہم مکہ مکرمہ کو الوداع کہہ کہ معمورۂ رسولؐ کو راہی ہوں''۔

ہمدم مکرم کا سوال ہوا:

''اس ہمدم رسول کو اس رحلۂ مسعود سے ہمراہی حاصل ہوگی''؟ کہا: ہاں!

---

[1] (سیر الصحابہ، ج ا، ص: ۲۴)

دلی سرور کی اس اطلاع سے روح ودل کھل اٹھے اور ہمدم مکرم کی لڑکی رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کی عروس[1] مطہرہ راوی ہوئی:

''والد اس اطلاع کو حاصل کر کے اس طرح مسرور ہوئے کہ روا ٹھے، اس لمحے ہم کو اول اول معلوم ہوا کہ کمالِ سرور کس طرح سے آدمی کو رلا سکے گا''۔

ھادی اکرم صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا حکم ہوا کہ راہ کے لئے سواری کا اور راہ رواں کا معاملہ طے کرو!

ہمدم مکرم آگے آئے اور کہا:

''اے اللہ کے رسول! اللہ کے کرم سے دو سواری کا مالک ہوں، اک سواری ہم سے اللہ کی راہ کے لئے وصول کرلو! اس سے ہمدم رسول مسرور ہوگا''۔

ھادی عالمؐ کا حکم ہوا کہ اس سواری کو مول دے کر ہم سے مال حاصل کرو! رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے اصرار سے وہ سورای مول لی گئی۔

اس محل آ کر اہل مطالعہ کو احساس ہوگا کہ ھادی اکرم صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا اصرار کس لئے ہوا کہ سواری مول ہی لوں گا، ہرگاہ کہ ہمدم مکرم کا اس سے سوا مال ساری عمر، اسلام اور رسول اللہؐ کے لئے رہا؟ دراصل وداع مکہ اور اللہ کے واسطے دوسرے ملک کے لئے رحلہ، اک امر اہم اور اعلیٰ حکم ہے اس لئے رسول اللہؐ کا ارادہ ہوا کہ اس رحلے کے سارے مراحل رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے وسائل ہی سے طے ہوں کہ اللہ کے اس حکم کی ادائے گی مکمل ہو۔

رسول اللہؐ کا علی کرمہ اللہ کو حکم ہوا:

''اے علی! اللہ کے رسول کو حکم ہوا ہے کہ ہمدم مکرم کو لے کر سوئے معمورۂ رسول راہی ہو اور حرم مکہ کو الوداع کہے، مکے کے سرداروں کا گروہ گھر کے

[1] سیدہ عائشہؓ آپ نے فرمایا کہ اس بیشتر مجھے گمان نہ تھا کہ فرطِ مسرت سے بھی آدمی رونے لگتا ہے (ھادی عالم، ص: ۱۲۹)

ادھراس ارادے سے کھڑا ہے کہ وہ اللہ کے رسولؐ کو مار ڈالے، اس لئے
ہماری رائے ہے کہ مکہ مکرمہ ہی رکے رہو اور اہل مکہ کے رکھوائے ہوئے مال
ہم سے لے لو! مالکوں کو اموال لوٹا دو اور معمورہ رسولؐ آکر ہم سے ملو
اور اے علی! ہماری ہری ردا[1] اوڑھ کر سو رہو! اللہ کا وعدہ ہے کہ سرداروں کے
آلام سے دور رہو گے"۔

علی کرمہ اللہ کو اس طرح مامور کر کے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم گھر سے آگے آئے، سارے سردار وہاں کھڑے ہوئے ملے، اللہ کے حکم سے کلام الٰہی کے اک حصے کا ورد کر کے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم آگے آئے اور اک مٹھی مٹی لے کر سرداروں کے سراس سے آلودہ کئے، اللہ کے حکم سے سارے سردار حواس گم کردہ کھڑے کے کھڑے رہ گئے اور رسول اکرمؐ کے حال سے لاعلم رہے اور اس طرح اللہ کا رسول، اللہ کے اعداء کے سروں کو آلودہ کر کے وہاں سے رواں ہوا۔

وہاں سے رسول اکرمؐ ہمدم مکرم کے گھر آئے، سارے احوال کہے اور وہاں سے گھر کی کھڑکی کی راہ سے ہمدم مکرم کو ہمراہ لے کر رواں ہوئے اور دکھے دل سے حرم مکہ کو الوداع کہا۔

سحر ہوئی اور مکہ کے سرداروں کے حواس اکٹھے ہوئے اک آدمی کی صدا آئی کہ لوگو! وہاں کس لئے کھڑے ہو رسول اللہؐ سرداروں کے سروں کو مٹی سے آلودہ کر کے وہاں سے عرصہ ہوا رواں ہو گئے۔

وہ اطلاع حاسدوں کے لئے اک دھماکہ اور اک دھکا ہو کر لگی، سروں سے مٹی اڑا کے وہاں سے رسوائی کو گلے لگا کے رواں ہوئے اور لوگوں کو صدا دی:

"لوگو! دوڑو! کسی طرح رسولِ اسلام اور اس کے ہمدم کو لوٹا لاؤ! اگر ہو سکے
ہر دو کو مار ڈالو"!

---

[1] آنحضرت ﷺ کی وہ چادر جو ہرے رنگ کی تھی، حضرت علیؓ اوڑھ کر سوئے۔ (سیرت مصطفیٰ)

اموال کی طمع دی گئی کہ اگر کوئی رسول اسلام کو مار ڈالے گا، وہ مکہ والوں سے سو سواری حاصل کرے گا۔ ہر سو ہر کارے دوڑائے گئے کہ وہ کسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم اور اس کے ہمدم کو روک کر امرِ اسلام کے آڑے ہوں، مگر اللہ کا حکم سدا سے حاوی ہے اور سدا حاوی رہے گا گمراہوں کے سارے ارادے مکر و حسد کے سارے ولولے مٹی ہو کر رہے۔[1]

رحلۂ مسلم اول اور اسماء کا کردار

ہمدم مکرم کی وہ لڑکی کہ رسول اکرمؐ کی عروس مطہرہ ہوئی اس سے مروی ہے:

''ہمدم مکرم کی دوسری لڑکی ''اسماء'' رسول اکرمؐ اور ہمدم مکرم کی راہ کے لئے طعام لے کر آئی، مسئلہ ہوا کہ طعام کے لئے رسی کہاں سے آئے کہ اس سے طعام کو محکم[2] کر کے ہمراہ کر لے۔

اسماء اوڑھی ہوئی رداء کے دو ٹکڑے کر کے لائی، اک ٹکڑا طعام کے لئے ہوا اور دوسرا ماءِ طاہر[3] کے لئے۔

رسول اکرمؐ اس کی اس ادا سے مسرور ہوئے اور لاڈ سے اس کو ''دوری والی'' کہہ صدا دی، اسی لمحے سے اس کا اسم دوری والی ہوا''۔[4]

ہمدم مکرم کی لڑکی اسماء سے مروی ہے:

''اگلی سحر کو مکہ کا سردار عمرو[5] اس کے گھر آ کر سائل ہوا کہ والد کہاں ہے؟ اسماء آگے آئی اور کہا: اللہ کو معلوم ہے! وہ آگے ہوا اور اسماء کو مارا۔

ہمدم مکرم کی حوصلہ وری

ھادی اکرم صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم ہمدم مکرم کو ہمراہ لے کر ہمدم مکرم کے گھر سے

---

[1] (ھادی عالم، بتغیر) [2] مضبوط۔ [3] عمدہ پاک پانی۔ [4] ناشتہ باندھنے کیلئے رسی کی ضرورت ہوئی تو حضرت اسماءؓ نے بعض روایات کے مطابق اوڑھنی کے دو ٹکڑے کئے اور بعض کے مطابق کمر سے باندھے ہوئے پٹکے کے دو ٹکڑے کئے، اسی دن سے ان کا نام ذات النطاقتین مشہور ہو گیا۔ (ھادی عالم، ابن سعد، سیرت مصطفٰی،) [5] ابوجہل۔

رواں ہوئے ، ہمدم مکرم کواللہ کے رسولؐ کی ہمراہی کا وہ اکرام ملا کہ وہ اک عرصے سے اس کے لئے روح ودل سے دعا گو رہے، اللہ کی درگاہ سے وہ دعا کامگار ہوئی، اس لئے احساس ہوا کہ اللہ کا رسول سارے اعداء کی مکاری اور مساعی سے دور رہے، گھر سے رواں ہوکر عام سڑک سے ہٹ کر مکہ کے اک کوہسار کی راہ لی، ہمدم مکرم کی وہ ساری راہ اس طرح ہوئی کہ گاہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے آگے ہوکر راہی ہوئے اور گاہ رک گئے کہ اللہ کا رسولؐ آگے ہو۔ ہر ہر گام اس دلدادۂ رسول کو دھڑکا لگا رہا کہ ادھر ادھر سے کوئی عدو آ کھڑا ہوگا۔

رسول اکرمؐ کا سوال ہوا:

''اے ہمدم! کس طرح کی راہ روی ہے کہ گاہ آگے ہو رہے ہو اور گاہ رک کر ہم کو آگے کر کے راہی ہو''؟

کہا: ''اے اللہ کے رسول! دل کو احساس ہوا کہ کوئی عدو آگے ٹوہ لگائے کھڑا ہوگا، اس لئے آگے ہوا کہ اس عدو کے وار کو روکوں، گاہ دھڑکا ہوا کہ کوئی مکہ مکرمہ کی راہ سے آکر حملہ آور ہوگا، اس لئے رکا کہ اللہ کا رسول آگے ہو''۔

اس طرح ہر ہر گام رسول اکرمؐ کے اردگرد ہوکر ساری راہ طے کی اور مکہ مکرمہ سے ادھر اک کوہسار کی کھوہ کے آگے آ کھڑے ہوئے۔ وہاں آکر ہمدم مکرم آگے ہوئے اور کہا:

''اے رسول اللہ! ٹھہرو! اول اس کھوہ کا کوڑا کرکٹ دور کروں''۔

اس طرح ہمدم مکرم، رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کو لے کر کوہسار کی اس کھوہ کو آرہے کہ اک عرصہ وہاں ٹھہر کر مکہ مکرمہ کے اعداء سے دور ہوں[1]۔

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم، مسلم اول کی گود کا سہارا لے کر سو رہے ہے کہ اک دراڑ سے کالا مار[2] مسلم اول کو ڈس کر الم رساں ہوا۔ مسلم اول اس الم رسائی سے روا ٹھے اس کے دموع[3] رسول

۱؎ (ھادی عالم، ص: ۱۳۳) ۲؎ سانپ۔ ۳؎ آنسو۔

اللہؐ کے موں کو گرے، اس سے رسول اللہؐ اٹھ گئے اور رسول اللہؐ کا سوال ہوا:

''اے مسلم اول! کس لئے رو رہے ہو''؟

کہا:

''مار کا ڈسا ہوا ہوں''۔

رسول اکرمؐ کے روئے مسعود کے ماء سے وہ الم، دم کے دم دور ہوا[1]

مکہ مکرمہ کے لوگ رسول اکرمؐ اور اس کے ہمدم کے لئے گلی گلی اور سڑک سڑک گھومے اور مال کی طمع لئے ہوئے سرگرداں رہے کہ کسی طرح رسول اکرمؐ اور اس کے ہمدم کو روک کر مال کے حامل ہوں، اسی طرح کئی لوگ لاٹھی اور دوسرے اسلحہ لے کر اس کہسار اور کھوہ کے آگے آگئے، ہمدم مکرم کو ڈر لگا کہ گمراہ لوگ اس کھوہ آکر ہم سے آگاہ ہوں گے۔ رسول اکرمؐ سے کہا:

''اے رسول اللہ! وہ لوگ آگئے، لوگوں کو ہمارا حال معلوم ہوگا''۔

رسول اللہ کا کلام ہوا:

''دل سے الم کو دور رکھو اللہ ہمارے ہمراہ ہے[2]''

رسول اللہؐ کا وہ کلمہ، کلام الٰہی کا حصہ ہے اور اسی طرح ہوا، اللہ کی مدد اس طرح ہوئی کہ اک معمر مکڑی کو حکم ہوا کہ وہ اس کھوہ کے کھلے حصے کو ڈھک دے اور دو حمام[3] صحرائی وہاں آگئے۔

مکہ والے ٹوہ لگائے ہوئے ادھر آئے، اک آدمی کا اسرار ہوا کہ اس کھوہ کو ٹٹولو! وہ لوگ وہاں لگے ہوئے ہوں گے، مگر سردار آگے ہوا اور کہا:

''سالہا سال سے وہ کھوہ آدمی سے محروم رہی ہے، کوئی حمام صحرائی کسی آدمی کے ہمراہ رہا ہے؟ اس مکڑی کے گھر کو مطالعہ کرو! وہ گھر محمدؐ کے سال

---

[1] (سیر الصحابہ، ج:۱ص:۲۷، صحابہ کرامؓ، ص:۱۰۲، خلفائے راشدین، ص:۴۱) [2] قرآن کریم نے اس واقعہ کا تذکرہ فرمایا ہے: ''لاتحزن ان اللہ معنا۔'' یعنی غم نہ کر یقیناً اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ (ھادی عالم ص:۱۴۴) [3] جنگلی کبوتروں نے وہاں آکر انڈے دے دیئے تھے۔

مولود سے سواعر صے کا ہے'' [1]

اس کلام سے رسول اللہؐ کو معلوم ہوا کہ حمام صحرائی اور مکڑی سے اللہ کے رسولؐ کی مدد کی گئی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم ہمدم مکرم کے ہمراہ اک عرصہ [2] اس کھوہ رہے۔

مسلم اول کا لڑکے [3] کو حکم

مسلم اول ہمدم مکرم کا لڑکے کو اول ہی سے حکم رہا کہ وہ کسی طرح کھوہ آئے اور ہم کو مکے والوں کے احوال سے آگاہ کرے، وہ اسی طرح وہاں لک لکا کے آئے اور سارے احوال کی اطلاع دی۔

مسلم اول کا راعی [4] عامر کو حکم

اسی طرح ہمدم مکرم، مسلم اول کا اک راعی عامر کو حکم رہا کہ وہ وہاں آکر دودھ دوہے اور رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم اور اس کے ہمدم کی مدد کرے۔

مسلمِ اول کا طے کردہ راہ داں [5]

مآل کار ھادی اکرمؐ اک سحر کو کھوہ سے آگے آئے اور ہمدم کے طے کردہ راہ داں اور ہمدم مکرم کو ہمراہ لے کر وہاں سے رواں ہوئے۔

---

[1] ان لوگوں میں سے ایک تجربہ کار نے کہا کہ اس غار پر مکڑی کا جالا آنحضرتؐ کی پیدائش سے بھی پہلے کا ہے (ایضاً ص:۳۴) [2] غار ثور میں آنحضرتؐ کا قیام تین دن رہا۔

[3] حضرت عبداللہ بن ابی بکر دن کو مکہ مکرمہ رہتے اور رات کو آکر دن بھر کے حالات سے آنحضرتؐ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کو اطلاع دیتے۔ (ایضاً ص:۳۵)

[4] حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ایک آزاد کردہ غلام عامر بن فہیرہؓ جو سابقین اولین میں سے ہیں دن بھر بکریاں چراتے اور رات کو بکریاں لے کر وہاں آجاتے تاکہ آنحضرتؐ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ بقدر حاجت دودھ پی لیں۔ (ایضاً)

[5] حضرت ابوبکر صدیقؓ پہلے سے ایک راستہ بتانے والے کو اجرت پر طے کر لیا تھا، اس کا نام عبداللہ بن اریقط تھا۔

راہ کے مراحل

علماء سے مروی ہے کہ رسول اکرمؐ، ہمدم مکرم اور ہمدم راعی عامر اور اس راہ داں کے ہمراہ معمورۂ رسولؐ کے ارادے سے رواں ہوئے اور ساحلی راہ سے معمورہ رسول کے لئے راہی ہوئے۔

اہل علم سے مروی ہے کہ کھوہ سے آگے رحلۂ وداع مکہ اس سال کے ماہ سوم[1] کی اول کو ہوا۔

مسلم اول اک معلوم سوداگر رہے، اس لئے سر راہ کئی لوگوں سے دعا سلام ہوئی، رسول اللہؐ سے لاعلم لوگوں کا مسلم اول سے سوال ہوا: کس آدمی کے ہمراہ ہو؟ کہا:

''اس آدمی کے ہمراہ ہوں کہ وہ ہمارا ہادی ہے''۔

اللہ! اللہ! کس طرح کا عمدہ کلام ہے کہ دو طرح کا کمال لئے ہوئے ہے۔

اول: اس کلام سے معلوم ہوا کہ اللہ کا رسولؐ راہ ھدٰی کا ہادی ہے اور دوسرے: اس کلام سے عام راہ داں مراد لے کر امر رحلہ کو لوگوں کے علم سے دور رکھا، اس طرح اک مرحلہ مکمل ہوا۔

مسلم اول رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے ہمراہ اک کوہ کے اک حصے آ کر رکے کہ اللہ کا رسول اک عرصہ آرام کر لے، اس حصے کا کوڑا دور کر کے مسلم اول رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے واسطے طعام اور دوسرے ماکول کے حصول کے لئے رواں ہو گئے اور اک راعی سے ملے، مسلم اول کا راعی سے سوال ہوا:

''گلہ کس کا ہے''؟

کہا:

''اہل مکہ کے اک آدمی کا ہے''۔

مسلم اول کا سوال ہوا:

---

[1] ربیع الاول۔

''کوئی دودھ ہاری'' لے لی[1] ہے''؟ کہا:

''ہاں! ہے''۔

مسلم اول کا کلام ہوا:

''اول دھول، مٹی دور کرلو اور دودھ دوہ کے ہم کو دو''!

وہ اسی طرح عامل ہوا۔

مسلم اول دودھ کی گرمی کو ماءِ سرد[2] سے دور کر کے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے آگے آئے، رسول اللہؐ اس دودھ سے مالا مال ہوئے اور مسلم اول کمال مسرور ہوئے اور اللہ والوں کا وہ کارواں اس محل سے آگے رواں ہوا۔

اک گھوڑ[3]ے سوار کی آمد اور مسلم اول کو صدمہ

ہمدم مکرم، رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے ہمراہ رواں دواں رہے کہ ہمدم مکرم کو دور سے اک گھوڑے سوار کی گرد دکھائی دی، دل کو ڈر لگا اور رسول اکرمؐ سے کہا:

''اے رسول اللہ! کوئی گھوڑے سوار آ رہا ہے، ڈر ہے کہ ہم محصور ہوں گے''۔

ہادی اکرم کا وہی کلام ہوا کہ اس سے اول کھوہ کے ادھر ہمدم سے ہوا:

''ڈر کو دل سے دور رکھو! اللہ ہمارے ہمراہ ہے۔''

وہ گھوڑے سوار سوئے رسول اللہ دوڑا۔ اللہ کے رسولؐ کی دعا ہوئی ''اللھم اصرعہ'' اے اللہ! اس کو گرا دے۔ اسی دم اس کے گھوڑے کا اگلا حصہ گڑ رہا، اس کو اس حال سے کمال ڈر لگا اور احساس ہوا کہ رسول اللہؐ کی دعا سے اس امر کا ورود ہوا ہے، گڑگڑا کر کہا:

''ہر دو آدمی اللہ سے دعا کرو کہ اللہ اس الم سے رہا کر دے، وعدہ ہے کہ رہا ہو کر سوئے مکہ لوٹوں گا اور دوسرے لوگوں کو اس راہ سے روکوں گا''۔

ہادی اکرمؐ دعا گو ہوئے، اللہ کا حکم ہوا اسی دم اس کا گھوڑا رہا ہوا۔[4]

---

[1] بکری۔ [2] ٹھنڈا پانی۔ [3] سراقہ بن مالک۔ [4] (ھادی عالم)

مآل کار رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم مسلم اول اور دوسرے ہمدموں کے ہمراہ اول اولا دعمرو کے گاؤں گئے۔[1] سارے لوگوں سے اول مددگاروں کے گروہ کو رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم اور ہمدم مکرم کی سواری دکھائی دی۔

اولا دعمرو "اللہ احد" کی صدا لگا کر سوئے رسولؐ دوڑے، ہر آدمی ساعی ہوا کہ وہ ہر اک سے اول رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم سے ملے، کئی مددگار کہ رسول اللہؐ سے لاعلم رہے، وہ مسلم اول کے اردگرد اکٹھے ہو گئے کہ وہی اللہ کا رسول ہے، مسلم اول کو احساس ہوا کہ اگر ہر آدمی الگ الگ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم سے گلے ملے گا، لامحالہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم ملول ہوں گے، اس لئے کھڑے ہو کر سارے لوگوں سے ملے اور دل سے کہا کہ لوگوں کو لگ رہا ہے کہ مسلم اول ہی اللہ کا رسول ہے، اس لئے اک رومال لے کر کھڑے ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے سر مکرم کو اس رومال کے سائے سائے رکھا، اس طرح لوگوں کو معلوم ہوا کہ اللہ کا رسول دوسرا ہے۔[2]

اک عرصہ اولا دعمرو کے گاؤں رہ کر رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم، ہمدم مکرم کو ہمراہ لے کر معمورۂ رسول رواں ہوئے۔[3]

معمورۂ رسول آ کر رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم اک مددگار[4] کے گھر ٹھہرے اور مسلم اول دوسرے مددگار کے ہاں معمولی عرصہ ہوا کہ مسلم اول کے گھر والے ہمدم رسول طلحہ کے ہمراہ معمورۂ رسول آ گئے۔[5]

---

[1] (ھادی عالم، ص:۱۳۹) [2] (ایضا، حیات الصحابہ، ج:۱، ص:۴۳۸، سیر الصحابہ، ج:۱، ص:۲۹) [2] سبحان اللہ! سیدنا صدیق اکبرؓ کی فراست کے کیا کہنے، ایک طرف آپؐ کو تکلیف سے بچانے کے لئے خود آگے ہو کے لوگوں سے گلے ملے اور لوگ آپؓ کو ہی اللہ کا رسول سمجھتے رہے اور بعد میں اپنے عمل سے بتا دیا کہ اللہ کا رسول میں نہیں، دوسرا ہے۔

[3] (بخاری، باب الہجرۃ النبی واصحابہؓ الی المدینہ) [4] حضرت ابوب انصاریؓ۔ [5] (سیر الصحابہ، ج:۱، ص:۳۰)

معمورۂ رسول کی ہوا اور ماحول

معمورۂ رسول کی ہوا سے مسلم اول محمومٌ[1] ہو گئے اور اس طرح روگی ہوئے کہ رحلۂ ملک عدم کی آس لگ گئی۔

مسلم اول کی لڑکی، عروس رسولؐ کا والد مکرم سے سوال ہوا کہ کس طرح کا حال ہے؟ کہا:

''ہر آدمی[2] کی اس کے گھر والوں کے ہمراہ اس طرح سحر ہو رہی ہے کہ مرگ کھڑاؤں کی ڈوری سے سوا اس کے ارد گرد ہے''۔

عروس رسول، عروس مطہرہ رسول اللہؐ کے آگے آئی اور والد مکرم کے روگ کا سارا حال رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم سے کہا، رسول اللہؐ کی اسی دم دعا ہوئی:

''اے اللہ! مکہ کی طرح اور اس سے سوا معمورہ رسولؐ کے لگاؤ سے ہمارے دلوں کو معمور کر دے اور اس کو روگ سے دور رکھ اور اس کے صاع و مد کو ہمارے واسطے سوا کر اور اس کے روگ (حمی) کو گڑھے کے حوالے کر''۔[3]

مسلم اول سے روگ دور ہوا اور وہ معمول کی طرح ہو گئے اور معمورۂ رسولؐ کی ہوا، مسلم اول اور دوسرے ہمدموں کو کمال راس آئی۔

---

[1] جس کو بخار ہو۔ آپؓ ایسے شدید بخار میں مبتلا ہوئے کہ زندگی سے مایوس ہو گئے (سیر الصحابہ، ج:۱، ص:۳۰)

[2] حضرت عائشہ صدیقہؓ نے والد محترم کا حال دریافت کیا تو صدیق اکبرؓ نے ایک شعر پڑھا: کل امرء مصبح فی اهله. والموت ادنی من شراک نعله. [3] آپ ﷺ نے دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے اور فرمایا:

اللهم حبب الينا المدينة كحبتنا مكة او اشد وصححها وبارك لنا في صاعها ومدها وانقل حماها فاجعلها بالجحفة (ایضاً)۔

معاہدہ عمدہ سلوک

معمورہ رسولؐ آ کر رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا ارادہ ہوا کہ کوئی معاملہ اس طرح کا ہو کہ معمورۂ رسولؐ کے ہمدموں کو سہارا ملے اور مددگار مالی وسال کی کمی سے دور ہوں، اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا حکم ہوا کہ اک اک مددگار اک اک ہمدم کو گھر لے آئے اور اس سے والد کے لڑکے کی طرح عمدہ سلوک کرے،[1] ہمدم مکرم کا معاہدہ عمدہ سلوک اک مکرم و مسعود مددگار[2] سے ہوا۔

حرم رسول[3] کی معماری اور مسلم اول کے مال سے ادائے گی

رسول اکرمؐ معمورہ آ گئے اردگرد سے اہل اسلام اک اک کر کے معمورۂ رسولؐ اکھٹے ہوئے اور مکمل رہائی سے سارے الٰہوں کے الٰہ، اللہ مالک الملک کے آگے سر ٹکائی کے لمحے ملے، اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا ارادہ ہوا کہ اک اللہ کے گھر[4] کی معماری ہو، اس کے واسطے رسول اللہؐ کو اک حصہ عمدہ لگا اور وہ حصہ والد کے سائے سے محروم دو لڑکوں سہل اور اس کے ولد ام[5] کی ملک رہا۔

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کی رائے ہوئی کہ وہ حصہ مول لے کر وہاں اللہ کے گھر اور حرم رسولؐ کی معماری کا کام ہو، لڑکوں کے ولی اور لڑکوں کا اصرار رہا کہ وہ حصہ ہم سے اللہ کے لئے لے لو کہ وہاں اللہ کا گھر معمور ہو اور اللہ سے ہمارے لئے دعا کرو، مگر اللہ کے رسولؐ کا اصرار ہوا کہ اس حصے کا مال ادا ہو! اور اللہ کا حکم اسی طرح ہوا کہ ہمدم مکرم کے مال سے ہی اس حصے کا مال ادا ہوا۔

اس طرح معمورۂ رسولؐ آ کر سارے لوگوں سے اول، اسلام کے واسطے مسلم اول کے کرم

---

[1] (ہادی عالم، ص:۱۵۹) [2] حارثہ بن زہیر جو مدینہ میں اک معزز شخصیت کے آدمی تھے۔ (سیر الصحابہ، ج:۱، ص:۳۱)
[3] مسجد نبوی۔ [4] مسجد۔ (ہادی عالم، ص:۱۵۷، سیر الصحابہ، ج:۱، ص:۳۱) [5] بھائی

وعظا کا سلسلہ ہوا اور وہ حرم رسولؐ کی معماری کے واسطے دوسرے لوگوں کے ہمراہ سرگرم کار رہے۔

معرکے

معمورۂ رسول آکر اہل اسلام کی رسوائی اور الم رسائی کا دور مکمل ہوا، وہ کھلم کھلا اعلائے اسلام کے لئے ساعی ہوئے، مگر گمراہوں کو اسلام اور اہل اسلام کا علو کہاں گوارا؟ اس احساس سے کہ معمورۂ رسولؐ اسلام کا اک حصار ہوا ہے اور اہل اسلام کے حوصلے سوا ہوگئے، دلوں کی آگ دھک اٹھی، گمراہی اور ہٹ دھرمی کی کالک اور گہری ہوئی، سارے لوگوں کو ڈر ہوا کہ معمورۂ رسول، اسلام کا اک حصار ہو کر گمراہوں کی راہ کھوٹی کرے گا، ہٹ دھرمی اور حسد کی راہ سے اہلِ اسلام کی رسوائی اور طرح طرح کے دکھ کے لئے ساعی ہوئے[1]۔

اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کی معمورۂ رسول آمد کے آگے طرح طرح کے معرکوں اور مہموں کا سلسلہ رہا، اک اور اٹھارہ معرکے ہوئے، ہر ہر معرکے مسلمِ اول کو ہادی اکرمؐ کی ہمراہی کا کمال حاصل رہا[2]۔

معرکۂ اول اور سسر رسول مسلم اول

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم اطلاع ہوئی کہ اہل مکہ اک عسکر کو ہمراہ لے کر مکہ مکرمہ سے رواں ہوگئے، اس اطلاع کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم سارے ہمدموں اور مددگاروں سے ہم کلام ہوئے اور رائے لی، سارے لوگوں سے اول مسلم اول کھڑے ہوئے اور کمال حوصلہ وری سے کہا کہ ہم رسول اکرمؐ کے ہر حکم کے لئے ہر طرح سے آمادہ ہوئے، اللہ کا رسول کوئی حکم کرے، ہم روح و دل سے اس کے عامل ہوں گے، دوسرے ہمدموں سے اسی طرح کا کلام مسموع کر کے اللہ کا رسولؐ اہل اسلام کے ہمراہ سوئے اعداء رواں ہوا۔

اہل اسلام کی رائے سے رسول اللہ کے واسطے آرام گاہ کھڑی کی گئی مسلم اول اس آرام گاہ کے آگے مسلح ہو کر کھڑے رہے، اگر کسی گمراہ کا ارادہ ہوا کہ وہ سوئے رسول آئے، اسی لمحے مسلم اول

---

[1] (ہادی عالم ص:۱۷۹) [2] (سیر الصحابہ، ج:۱، ص:۳۲، سیرت خلفائے راشدین، ص:۴۸)

کے حملے سے رسوا ہو کر لوٹا، اس طرح رسول اللہؐ ہر دکھ سے دور رہے[۱]

داماد رسول علی کرمہ اللہ کا لوگوں سے سوال ہوا:

''لوگو! اعلیٰ حوصلہ ور آدمی سے آگاہ ہو''؟

کہا:

''وہ داماد رسول، علی ہی ہے''۔

علی کرمہ اللہ کا کلام ہوا:

''ہم ہر عدو کو مار کر کامگار ہوئے، مگر اصل حوصلہ ور کوئی دوسرا آدمی ہے''۔

لوگوں کا سوال ہوا: ہم کو اس آدمی سے آگاہ کرو!

علی کرمہ اللہ کا کلام ہوا:

''اصل حوصلہ ور مسلم اول سسر رسولؐ ہے! وہ اس طرح کہ اسلام کے معرکۂ اول کو رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے واسطے آرام گاہ کھڑی کی گئی اور صدا دی گئی: کوئی ہے کہ رسول اللہؐ کی آرامگاہ کے آگے مسلح ہو کر کھڑا ہو اور اعداء اسلام کو رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم سے دور رکھے؟ واللہ! سارے لوگ اس حوصلہ سے محروم رہے، سوائے سسرِ رسولؐ مسلم اول کے کہ وہ دھاری دار حسام[۲] لے کر رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کی آرامگاہ کے آگے کھڑے رہے، کسی گمراہ کا ارادہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کی الم رسائی کا ہوا وہ مسلم اول سسر رسولؐ کے حملے سے رسوا ہو کر لوٹا۔ لوگو! معلوم ہو کہ سارے لوگوں سے اعلیٰ حوصلہ ور سسر رسولؐ مسلم اول ہی ہے''۔[۳]

سحر سے ادھر ہادی اکرمؐ، اللہ کے آگے رو رو کر اس طرح دعا گو ہوئے:

''اے اللہ! اعلائے کلمۂ اسلام کے لئے اہل اسلام کا گروہ اکٹھا ہوا ہے،

۱(سیرت خلفائے راشدین ص۴۹۔) ۲ تلوار۔ ۳ حیات الصحابہ، ج:۱، ص:۶۸۶۔

اگر اہل اسلام اس لڑائی کو لڑ کر مارے گئے اللہ واحد کی حمد و دعا کا حوصلہ کس کو ہوگا؟ اے اللہ! ہمارے لئے وہ امداد ارسال کر کہ اس کا وعدہ اللہ کے رسول سے ہوا اور اے اللہ! اس گروہ کو ہلاک کر[1]۔

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کی دعا والحا کو مسموع کر کے مسلم اول آگے آئے اور کہا اے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم! سلسلہ دعا کو روک دو! اللہ مالک الملک رسول اکرم کی مدد کرے گا (کمارواہ مسلم)[2]

مسلم اول کے اس کلام سے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا روئے[3] مسعود اٹھا اسی دم سردار ملائک ''الروح'' وحی لے کر آئے کہ:

''گروہ اعداء ہارے گا اور وہ موں موڑ کر دوڑے گا''[4]

مسلم اول کی اسلامی روح کا مطالعہ کرو کہ ادھر سردار ملائک وحی کے لئے آمادہ ہوئے، ادھر اس کا دل عکس وحی سے معکوس ہوا اور وہ کہہ اٹھے:

''اے رسول اللہ! سلسلۂ دعا کو روک دو''[5]

معرکہ آرائی کی گھما گھمی ہوئی، مگر اس لمحے کو مسلم اول رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے اکرام کے واسطے ساعی رہے، ہادی عالمؐ کی ردائے مسعود گر گئی دوڑ کر اٹھائی اور رسول اکرمؐ کو اوڑھا دی اور حوصلہ[6] وری کا کلام کہہ کے حملے کے لئے سوئے اعداء رواں ہو گئے۔

---

[1] آپؐ نے اس طرح دعا کی: اللھم انجزلی ما وعدت نی اللھم ان تھلک ھذہ العصبۃ من اھل الاسلام الیوم فلا تعبد فی الارض ابدا۔ (ہادی عالم ص:۱۸۵) [2] (سیرت مصطفیٰ ج۲ ص۸۳) [3] چہرۂ انور۔
[4] اس وقت یہ وحی نازل ہوئی: سیھزم الجمع ویولون الدبر۔ یعنی ان کافروں کو ہزیمت دی جائے گی اور یہ پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے۔ (سیرت خلفائے راشدین، ص:۴۹) [5] حضرت شیخ ولی اللہ محدث دہلویؒ لکھتے ہیں کہ حضرت صدیق اکبرؓ کی فراست ایمانی تو دیکھو جبرئیل وحی لے کر چلے اور ان کے قلب پر انعکاس ہو گیا اور وہ کہہ اٹھے کہ بس اتنی دعا کافی ہے اور ان کا کہا ٹھیک اترا۔ (سیرت خلفائے راشدین ص:۴۹) [6] رجز (سیر الصحابہ، ج:۱ ص:۳۳)

مسلم اول اس معرکہ کے اک اہم حصہ[1] کے سردار رہے۔ مسلم اول کا وہ لڑکا[2] کہ اس معرکے کے گمراہوں کا مددگار رہا، لڑائی کے لمحے مسلم اول کے آگے ہوا، مسلم اول حملہ آور ہوئے، مگر وہ ہٹ کر دور ہوا۔ اس معرکے اہل اسلام کامگار ہوئے اور کئی اعداء کو محصور کر کے لائے۔

محصوروں کا معاملہ اور مسلم اول کی رائے

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا حکم ہوا کہ محصوروں کے معاملے کے لئے رائے دو!

عمر مکرم کھڑے ہوئے اور رائے دی: اے اللہ کے رسول! سارے محصوروں کو مار ڈالو!

مسلم اول کھڑے ہوئے اور کہا: اے رسول اللہ! ہماری رائے ہے کہ محصوروں سے مال رہائی لے کر سارے لوگوں کو رہا کر دو اور اس سے آس ہے کہ وہ اسلام لا کر گمراہوں کے آگے ہمارے مددگار رہوں۔

ہادی اکرم صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم ہمدم مکرم کی رائے سے مسرور ہوئے اور حکم ہوا کہ محصوروں سے مال[3] رہائی لے کر سارے محصوروں کو رہا کر دو[4]!

معرکۂ احد اور مسلم اول

معرکۂ اول کی رسوائی اور ہار، اہل مکہ کی حوصلہ وری کو گہری کالک لگا گئی، اہل اسلام سے اس رسوائی کے صلے کے واسطے اہل مکہ سارا سال سرگرمی اور ولولے سے لڑائی کے لئے مال اور اسلحہ کے حصول کے لئے ساعی رہے، مآل کار معرکۂ احد ہوا۔

اول اول اہل اسلام کامگار ہوئے مگر گھاٹی والوں[5] کی حکم عدولی سے سارا معاملہ الٹ ہوا، کامگاری رک گئی سارا عسکر اسلامی کئی حصے ہو کر ادھر ادھر ہوا، رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ

---

[1] میمنہ (سیرت خلفائے راشدین، ص:۱۴۹) [2] عبد الرحمٰن بن ابی بکر جو اس وقت مشرف باسلام نہیں ہوئے تھے (ایضاً ص:۵۰ بحوالہ استیعاب لابن عبد البر) [3] فدیہ۔ [4] ہادی عالم، ص:۱۹۵) [5] (ایضاً بتغییر)

وسلم کے ہمراہ ہمدم طلحہ اور سعد ہی رہ گئے[۱] اس سے آگے سارے لوگوں سے اول مسلم اول رسول اللہ سے ملے[۲]۔

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم گھائل ہو کر اک گڑھا کہ اس کی کھدائی ولد عامر کی رائے سے اہل اسلام کے لئے ہوئی وہاں گر گئے[۳]۔

مسلم اول سسر رسول علی کرمہ اللہ، اور ہمدم طلحہ کی مدد سے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کھڑے ہوئے[۴] اور احد کی اک کھوہ آ گئے اس لمحے مسلم اول رسول اللہ کے ہمراہ رہے۔

گمراہوں کی گواہی

معرکہ ہوا مکمل گمراہوں کا اک سردار[۵] آ کر کھڑا ہوا اور صدا لگائی:

''محمدؐ سالم ہے''؟

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا حکم ہوا:

''ردکلام سے رکے رہو''!

اسی طرح دہرا کر صدا لگائی:

''مسلم اول، سالم ہے''؟

مگر محروم رہا کہ کوئی ردکلام مسموع ہو، اس لئے صدا لگائی:

''عمر سالم ہے''؟

(گمراہ سردار کی اس صدا سے معلوم ہوا کہ گمراہوں کو اس کا علم رہا کہ ہادی اکرمؐ کے علاوہ مسلم

۱۔ صحیح بخاری میں ہے کہ آپؐ کے محافظین کی تعداد بارہ ہے۔ دلائل بیہقی اور نسائی میں تعداد گیارہ ہے جبکہ صحیح مسلم میں سات بیان کی گئی ہے اور ابن سعد میں چودہ صحابہؓ کے نام ہیں، اس لئے کہ لوگ کچھ دیر کے لئے کبھی جدا ہوئے اور پھر آنحضرتؐ سے آملے اور تعداد مختلف رہی۔ (سیرت مصطفیٰ، ص: ۵۷۷)

۲۔ (سیرت خلفائے راشدین، ص: ۵۱) ۳۔ (ہادی عالم بتغیر)

۴۔ (تاریخ اسلام، ج: ۱، ص: ۱۶۴) ۵۔ ابوسفیان۔

اول ہی حاکم عالم اسلام ہے[۱])

معرکہ حمراء الاسد اور مسلم اول

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم معرکۂ احد سے لوٹے ، اطلاع ملی کہ گمراہوں کا ارادہ ہے کہ سوئے معمورۂ رسول لوٹ کر حملہ آور ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا حکم ہوا کہ گمراہوں سے معرکے کے لئے وہی لوگ آمادہ ہوں کہ معرکہ احد کے لئے ہمراہ رہے۔ گو کہ اہل اسلام گھائل اور گراں حال رہے، مگر دم کے دم ساٹھ اور دس آدمی آمادہ ہو گئے۔[۲]

مسلم اول اس معرکے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے ہمراہ رہے، اہل اسلام کی اس آمادگی کا گواہ اللہ کا کلام ہے:

''وہ لوگ کہ گھائل ہو رہے، مگر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کی صدا کے آگے لڑائی کے واسطے آمادہ ہو گئے''۔[۳]

اسرائلی[۴] گروہ سے معرکہ

اسرائلی گروہ سے معرکہ ہوا، مسلم اول رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے ہر ہر گام ہمراہ رہے۔[۵]

کھائی[۶] والا معرکہ

کھائی والے معرکے مسلم اول، کھائی کے اک حصہ کے لئے مامور ہوئے اور

---

۱ ابوسفیان نے پہاڑ کے قریب آکر پکارا: کیا قوم میں محمد ہیں؟ کوئی جواب نہ ملا تو اس نے ابوبکرؓ اور عمرؓ کا نام لیا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کفار بھی آنحضرتؐ کے بعد ابوبکر صدیقؓ ہی کو رئیس امت سمجھتے تھے۔ (سیر الصحابہ، ج:۱، ص:۳۲)

۲ (ہادی عالم، ص:۲۳۰، سیرت خلفائے راشدین، ص:۵۱) ۳ قرآن مجید میں ذکر ہے: الذین استجابوا لله والرسول من بعدما اصابهم القرح ۔ (ایضاً، ص:۵۱) ۴ یہود بنو نضیر ۔ ۵ (سیر الصحابہ، ج:۱، ص:۳۳) ۶ غزوہ خندق۔

ہر عدو کو ادھر سے روک کر رکھا[1]

عروس مطہرہ کے لئے مکاروں کی مکروہ کاروائی[2] اور مسلم اول کا حلم

گمراہوں سے معرکہ آرائی کر کے عسکر اسلام اک معرکے سے کامگار ہو کر سوئے معمورۂ رسولؐ راہی ہوا، معمورہ رسولؐ سے کئی کوس ادھر اک مرحلے آ کر رکا، وہاں اک معاملہ اس طرح کا ہوا کہ اس سے اہل اسلام کو عموماً اور ہادی کاملؐ کو اہم طور سے دلی دکھ اور صدمہ ہوا۔

رسول اکرمؐ کی عروس مطہرہ اور ہمدم مکرم کی لڑکی، سارا عرصہ رسول اللہؐ کے ہمراہ رہی، عروس مطہرہ کے لئے اک محل الگ رہا، راہ کے اک مرحلے عسکر اسلام رکا، عروس مطہرہ عسکر کی وروگاہ سے دور طہرہ[3] کے حصول کے لئے سوئے صحرا راہی ہوئی۔

عروسِ مطہرہ کو اس لئے اک عرصہ لگا کہ عروسِ مطہرہ کا اک ہار ٹوٹ کر گرا اس ہار کو اکٹھا کر کے وہاں سے وروگاہ لوٹ آئی، وہاں آ کر معلوم ہوا کہ عسکر اسلامی رواں ہوا، اسی محل اک ردا اوڑھ کر سو گئی، رسول اللہؐ کے مامور کردہ ولدِ معطل[4] ادھر آئے، محسوس ہوا کہ عروس مطہرہ ہے، سواری لے کر ادھر آئے، عروسِ مطہرہ سوار ہوئی اور ولدِ معطل سواری کی مہار لے کر آگے آگے رواں رہے اور عسکر اسلامی سے آ ملے۔

مکاروں کا گروہ[5] عروسِ مطہرہ کی رسوائی اور سوء کردار کے لئے ساعی ہوا، عروسِ مطہرہ کو اک مسلمہ، ام مسطح سے سارا حال معلوم ہوا، رسول اللہؐ کی آمادگی سے والدِ مکرم کے گھر آئی اور والد سے رو رو کر سارا حال کہا، والد مکرم روئے اور کہا:

---

[1] (سیرت خلفائے راشدین، ص:۵۱) [2] غزوۂ مصطلق، اس کا دوسرا نام غزوۂ مریسیع بھی ہے (طبقات ابن سعد) اس غزوہ میں عفیفۂ کائنات، محبوبۂ رسول، عروس مطہرہ، صدیق اکبرؓ کی بیٹی، ام المومنین؛ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھا پر منافقین نے تہمت لگائی، جس سے رسول اللہؐ، صدیق اکبرؓ، سیدہ عائشہ صدیقہؓ اور تمام مومنین کے دلوں کو انتہائی دکھ ہوا۔ [3] پاکی، صفائی (المنجد) ام المومنین قضائے حاجت کیلئے تشریف لے گئی تھیں۔ [4] حضرت صفوان بن معطل۔
[5] منافقین۔

''اللہ کا سہارا رکھو اور حکمِ الٰہی کی آس رکھو''۔[۱]

مسلم اول کے لئے کمال الم رساں معاملہ وہ ہوا کہ عام اہل اسلام سے دو[۲] اور مسلم اول کے اسرہ کا اک آدمی، مسطح کہ مسلم اول کے مال سے مالا مال رہا، وہ مکاروں کی رائے کے ہم رائے ہوئے۔

مسطح کی اس مکروہ عملی سے مسلم اول کا اس کے واسطے اللہ سے عہد ہوا:

''ساری عمر مسطح کو مال سے محروم رکھوں گا''۔

اس عہد کے واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیٰ کل رسلہ وسلم کو وحی ہوئی:

''لوگوں کا مکرم و مسعود آدمی اس عہد سے دور رہے کہ اسرہ والوں اور مال سے محروم لوگوں اور ودارعِ مکہ والوں سے امداد روکے گا، صلہ رحمی اور عمدہ سلوک کرو! اگر اللہ سے عمدہ سلوک کی آس ہے اور اللہ عمدہ سلوک والا اور کمال رحم والا ہے''۔

اس کو مسموع کر کے مسلم اول کہہ اٹھے کہ واللہ! ہم کو آس ہے کہ اللہ ہم سے عمدہ سلوک کرے اور کہا:

''واللہ! ساری عمر مسطح کو مال سے مالا مال رکھوں گا''۔[۳]

---

[۱] (ہادی عالم بالاختصار) [۲] حضرت حسان بن ثابتؓ۔ حضرت حمنہ بنت جحشؓ۔ [۳] حضرت ابوبکر صدیقؓ حضرت عائشہؓ کی برات کے بعد مسطح بن اثاثہ کی کفالت سے دستردار ہوگئے تھے اور فرمایا خدا کی قسم اس فتنہ پردازی کے بعد اس کی کفالت نہیں کر سکتا، لیکن جب یہ آیتیں نازل ہوئیں: ''ولایاتل اولوالفضل منکم والسعة ان یؤتوا اولی القربی والمساکین والمهاجرین فی سبیل الله ولیعفوا ولیصفحوا الاتحبون ان یغفر الله لکم والله غفور رحیم۔'' (النور:۲۲) ترجمہ: تم میں بڑے صاحب مقدرت لوگ رشتہ داروں مساکین اور مہاجرین کو امداد نہ دینے کی قسم نہ کھائیں اور چاہئے کہ ان کے قصور معاف کریں اور ان سے درگزر کریں! کیا تم یہ نہیں چاہتے کہ اللہ تم کو بخش دے؟ اور اللہ بڑا بخشنے والا اور رحمت والا ہے۔ تو حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ خدا کی قسم میں چاہتا ہوں کہ اللہ مجھے بخش دے اور قسم کھائی کہ اب ہمیشہ اس کا کفیل رہوں گا۔ (سیر الصحابہ، ج:۱، ص:۳۵)

معاہدہ صلح اور مسلم اول

وداع مکہ کو دو کم آٹھ سال ہوئے، رسول اکرم عمرے کے ارادے سے دو سو کم سولہ سو اللہ والوں کو ہمراہ لے کر سوئے مکہ راہی ہوئے، راہ کے اک مرحلے آ کر رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم رکے، وہاں رسول اکرم کو اطلاع ملی کہ مکے والے، اہل اسلام کو مکے سے دور ہی روک کر معرکہ آراء ہوں گے[1]۔

رسول اللہؐ کا کلام ہوا:

''لوگو ہم کو رائے دو!''

مسلم اول سسر رسولؐ آگے آئے اور کہا:

''اے اللہ کے رسول! عمرے کے ارادے سے آئے ہو، اس لئے سوئے مکہ رواں رہو، اگر کوئی آڑے آئے گا، اسی سے لڑائی ہوگی''۔

رسول اللہ کو مسلم اول کی رائے عمدہ لگی، اللہ کا اسم کہہ کے اٹھے اور اہل اسلام کو لے کر مکہ سے کوئی دس کوس ادھر اک گاؤں[2] آ کر رکے، وہاں آ کر رسول اللہ کے اک دلدادہ[3] کو اور اس سے آگے رسول اللہ کے دہرے[4] داماد، اسلام کے حاکم سوم کو حکم ہوا کہ مکہ مکرمہ کے لئے راہی ہو اور مکے والوں سے کہو:

''ہمارا عمرے کا ارادہ ہے اور ہمارا عہد ہے کہ ہم لڑائی سے دور ہوں گے''۔

اور رؤسائے مکہ سے اور مکہ مکرمہ کے مسلموں سے کہہ دو:

''اک عرصہ ادھر، اللہ اہل اسلام کو کامگاری عطا کرے گا''۔

داماد رسول حاکم سوم، مکہ گئے اور وہاں روک لئے گئے اور ادھر اہل اسلام کو کسی طرح اطلاع ملی کہ

---

[1] (ہادی عالم، ص: ۲۹۱، اختصارا) [2] حدیبیہ مکہ سے ساڑھے نو میل، جدہ کی سمت واقع ہے۔ [3] حضرت خراش بن امیہ خزاعیؓ۔ [4] حضرت عثمان بن عفانؓ

داماد رسول، حاکم سوم مارے گئے، اس اطلاع سے رسول اللہؐ کو کمال صدمہ ہوا، صدا دی کہ ہر آدمی عہد کرے کہ وہ رسول اللہؐ کے ہمراہ ہر طرح لڑے گا۔

مکہ والوں کو معلوم ہوا کہ اہل اسلام کا اک عسکر طرار لڑائی کے لئے آمادہ ہوا ہے، وہ ڈر گئے اور صلح کے لئے آمادہ ہوئے۔

عروہ ولد مسعود[1] وہاں سے رواں ہو کر رسول اکرمؐ سے ملا اور کہا:

''اے محمد! وہ لوگ کہ اسلام لائے اور ہمدم ہوئے مکہ والوں کے ہمدرد ہو کر لڑائی سے روگرداں ہوں گے''۔

مسلم اول کہ ساری عمر، رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے ہمراہی رہے، کمال حلم اور سہار[2] کے مالک رہے، مگر اس کلام سے اس کو دلی صدمہ اور دکھ ہوا، اس لئے اس سے کڑا[3] کلام کر کے کہا:

''امر محال ہے ہمارا کوئی آدمی رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم سے روگرداں ہو''۔

عروہ کا لوگوں سے سوال ہوا: ہم کو اس آدمی سے آگاہ کرو! کہا: وہ سسر رسول، مسلم اول ہے۔ عروہ کا کلام ہوا کہ واللہ! مسلم اول کا ہم سے صلہ رحمی کا معاملہ رہا ہے، اس لئے رد کلام سے دور ہوں۔

معاہدہ صلح مکمل ہوا، اہل اسلام کو محسوس ہوا کہ وہ اس معاملے کو طے کر کے گمراہوں کے آگے ہلکے ہوئے اور ہماری ساکھ کو دھکا لگا، سارے لوگوں کا دل دکھا، اس لئے عمر مکرم، سسر رسول مسلم اول کے آگے آئے اور کہا:

''اے مسلم اول گمراہوں کے آگے اس طرح رسوا ہو کر کس لئے صلح ہوئی''؟

مسلم اول کہ محرم اسرار عہدۂ رسول رہے، اٹھے اور کہا:

''اے عمر! ہادی اکرمؐ اللہ کا رسول ہے، امر محال ہے کہ اللہ کی حکم عدولی

---

[1] عروہ بن مسعود ثقفی جو اہل طائف کے سردار تھے۔ (ہادی عالم، بالاختصار) [2] برداشت۔ [3] سخت۔

کرے، اللہ اس کا حامی و مددگار رہے۔[1]

اور اسی طرح ہوا۔ رسول اللہؐ کو اک مکمل سورہ[2] وحی کی گئی، اس وحی سے اللہ کی گواہی آئی کہ معاہدہ صلح اہل اسلام کی کھلی کامگاری ہے۔

اسرائلی گروہ سے اک اور معرکہ[3]

اس معرکے رسول اللہؐ کو اک درد اٹھا، اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم حملہ آور عسکر کی ہمراہی سے دور رہے اور مسلم اول کو اس مہم کے لئے علم عطا ہوا، مسلم اول اہل اسلام کو ہمراہ لے کر حملہ آور ہوئے اور کمال سعی کی کہ حصار محکم ٹوٹے، گو کامگاری سے محروم رہے، مگر اسرائلی گروہ کی اکڑ کم کردی۔[4]

مسلم اول کی اک مہم[5]

مسلم اول اک مہم کے علمدار ہو کر حسمی[6] سے ادھر گئے، سو آدمی ہمراہ رہے، کئی گمراہوں کو ہلاک اور کئی گمراہوں کو محصور کر کے کامگار لوٹے۔

مسلم اول کی دوسری مہم[7]

مہم اول کی طرح اس مہم کے علمدار مسلم اول ہوئے اور کامگار لوٹے۔

معرکۂ مکہ مکرمہ[8] اور مسلم اول

اہل مکہ کی مکروہ عملی سے معاہدہ صلح ٹوٹا اور اس طرح معرکۂ مکہ مکرمہ کی راہ ہموار ہوئی، رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم دس[9] دس سو کے دس گروہ کا اک عسکر طرار ہمراہ لے کر سوئے مکہ راہی ہوئے، مسلم اول اور ہر دم کا ہمراہی، رسول اللہؐ کے ہمراہ رہا۔

---

[1] (سیر الصحابہ، ج:۱،ص:۳۶) [2] سورۂ فتح اسی موقع پر نازل ہوئی۔ (ہادی عالم،ص:۳۰۳) [3] غزوۂ خیبر۔ [4] (سیرت خلفائے راشدین ص:۵۱) [5] بنی کلاب۔ [6] وادی القری۔ [7] بنو فزارہ (سیر الصحابہ ج۱ ص۳۶) [8] فتح مکہ مکرمہ۔

[9] دس ہزار۔

مکہ آ کر والد مکرم، ولد عامر کو رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے آگے لائے کہ اللہ کا رسول اس کو اسلام سے مالا مال کرے، رسول اللہ کا اس کے صدر کولمس ہوا، وہ اسی لمحے اسلام لائے۔[1]

معرکہ وادی واوطاس[2] اور مسلم اول

اول اول اس معرکہ کا حال اس طرح ہوا کہ اہل اسلام گراں حال ہو کر ادھر ادھر ہو گئے اور ہادی اکرم صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے گرد کوئی دس آدمی رہ گئے: مسلم اول ہمدم مکرم، ہمدم عمر، ہمدم علی کرمہ اللہ، ہمدم اسامہ اور رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے عم مکرم ہادی کامل کے ہمراہ رہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم اور عمِ مکرم کی صداؤں سے سارے اہلِ اسلام اکٹھے ہوئے اور اک معرکۂ عام ہوا مآل کار اہلِ اسلام کامگار ہوئے۔

اہل کہسار[3] کا محاصرہ

معرکۂ مسطورہ سر کے عسکر اسلام آگے رواں ہوا اور مصر کہسار آ کے رکا، رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا حکم ہوا کہ اہل کہسار کا محاصرہ کر کے رہو! اس محاصرے کو کوئی آدھا ماہ ہوا، اک سحر کو ہادی اکرم سو کر اٹھے، مسلم اول سے کہا کہ ہم کو سوئے ہوئے اک الہام[4] ہوا ہے۔

اور سارا الہام مسلم اول سے کہا۔ مسلم اول، الہام کے سامع ہوئے اور کہا ہم کو محسوس ہو رہا ہے کہ اس سال اس حصار کی کامگاری محال ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا کلام ہوا کہ

---

[1] سیر الصحابہ، ج:۱،ص:۳۶ [2] (ایضاً) [3] طائف۔ [4] آنحضرتؐ نے خواب میں دیکھا کہ ایک دودھ سے بھرا ہوا پیالہ آپؐ کو دیا گیا مگر ایک مرغ نے آ کر ٹانگ ماری اور سارا دودھ گر گیا حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ یا رسول اللہ! میرا گمان ہے کہ اس قلعہ کو فتح کرنے کا ارادہ ابھی حاصل نہ ہوگا آپؐ نے فرمایا کہ میرا بھی یہی خیال ہے اور صحابہ سے مشورہ فرما کر کوچ کا حکم دیا۔ (تاریخ اسلام)

ہاں! ہم کو اسی طرح محسوس ہورہا ہے، اہل اسلام سے رائے لے کر رسول اللہؐ وہاں سے راہی ہوئے۔

مسلم اول کا لڑکا[1] اسی معرکے کی سہام کاری سے گھائل ہوا، اور مآل کار اسی گھاؤ سے راہی ملک عدم ہوا

معرکۂ عسرہ[2] اور مسلم اول

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کو اطلاع ملی کہ حاکم روم ہرکلس حملے کا ارادہ کررہا ہے، رسول اللہؐ کا حکم ہوا کہ اس معرکے کے لئے لوگ کھلے دل سے اموال دے کر اللہ کے آگے کامگار رومسرور رہوں۔

ہمدم مکرم، مسلم اول گھر گئے اور گھر کے سارے اموال لا کر رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے آگے لا ڈالے، رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا سوال ہوا:

''گھر والوں کے لئے کوئی مال رکھ کر آئے ہو''؟

کہا:''ہاں! گھر والوں کے لئے اللہ اور اس کا رسول ہے''۔

اس سے اول ہمدم عمر گھر کا آدھا مال اللہ کی راہ دے کر مسرور رہے اور دل سے کہا کہ اس امر سے ہمدم مکرم مسلم اول سے آگے رہوں گا، مگر مسلم اول سارا مال دے کر گھر والوں کو اللہ اور اس کے رسول کے حوالے کر آئے، دل سے کہا کہ محال ہے کہ ہمدم مکرم، مسلم اول سے سوا کوئی عمل صالح کر کے اس سے آگے ہوں۔

ہمدم مکرم، مسلم اول اس معرکہ مال و روح سے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے ہمراہ رہے اور عسکر اسلام کے مطالعہ کار و امام ہوئے[3]

---

[1] حضرت عبداللہؓ [2] غزوہ تبوک کو سخت آزمائشی حالات کی وجہ سے غزوہ عسرہ بھی کہتے ہیں، عسرہ کے معنی تنگی اور تکلیف کے ہیں۔ (ہادی عالم) [3] لشکر کا جائزہ اور امامت، دونوں امور حضرت صدیق اکبرؓ کے سپرد تھے۔ (سیرت خلفائے راشدین، ص:۵۲)

اعدائے اسلام معرکہ آرائی کے حوصلہ سے محروم رہے، اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم عسکر اسلام کو لے کر معمورۂ رسول لوٹ آئے[1]۔

موسم احرام کی سرداری

وداع مکہ کو اک کم دس سال ہوئے، گروہوں کی آمد کا سلسلہ حد سے سوار ہا، اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا حکم ہوا کہ مسلم اول اہل اسلام کو لے کر سوئے مکہ راہی ہوں اور وہی سارے امورِ عمرہ اور احرام کے معلم ہوں۔ اس طرح سہ صد[2] سو اہل اسلام کو ہمراہ لے کر مسلم اول مکہ مکرمہ کے لئے راہی ہوئے۔ مسلم اول اہل اسلام کے سردار اور والی ہوئے، ادھر سرور عالم ؐ کو کلام الٰہی کی اک سورہ وحی کی گئی، اللہ کا حکم ہوا کہ گمراہوں کو اطلاع کر دو کہ اللہ کا حکم وارد ہوا ہے کہ اس سال کے علاوہ سارے گمراہ سدا کے لئے حرم سے دور ہوں[3]۔

ہمدم علی کرمہ اللہ کو حکم ہوا کہ دوڑ کر راہی ہو اور عمرہ واحرام کے سارے احکام ادا کر کے گمراہوں کو اطلاع کر دے کہ اللہ کا حکم اس طرح ہوا ہے۔

دامادِ رسول علی کرمہ اللہ معمورۂ رسول سے راہی ہو کر راہ کے اک مرحلے آ کر ہمدم مکرم سے ملے، مسلم اول، سسر رسول کا سوال ہوا کہ اے علی! حاکم ہو کہ محکوم، آمر ہو کہ مامور؟ کہا: مامور ہوں، حاکم اور سردارِ عسکر، سسر رسول مسلم اول ہی ہے[4]۔ مامور ہوں کہ گمراہوں کو اکٹھا کروں اور کلامِ الٰہی کا وہ حصہ سارے لوگوں کے آگے کہوں داماد رسول علی کرمہ اللہ، مسلم اول اور اہل اسلام کے ہمراہ مکے آئے اور سارے احکام ادا کر کے لوگوں سے کہا کہ گمراہوں کے سارے گروہ اکٹھے

---

[1] (ہادی عالم، ص: ۳۸۷) [2] ۹ ھ میں حضرت ابو بکر صدیق ؓ امیر حج ہو کر تین سو مسلمانوں کے ساتھ حج کے لئے تشریف لے گئے۔ [3] اسی دوران سورۂ توبہ کی وہ آیات نازل ہوئیں جن میں یہ حکم تھا کہ '' اس سال کے بعد مشرکین مسجد حرام کے قریب نہ جائیں اور ننگے ہو کر بیت اللہ کا طواف نہ کریں وغیرہ '' (ایضا، ص: ۳۹۵، تاریخ اسلام، ج: ۱، ص: ۲۲۳) [4] (ایضا)

ہوں! وہ اکٹھے ہو گئے۔ دامادِ رسول علی کرمہ اللہ کے آگے آئے اور کلام الٰہی کا وہ حصہ سارے لوگوں کے آگے کہا۔

اس طرح سارے لوگوں کو حکم الٰہی سے مطلع کر کے دامادِ رسول علی کرمہ اللہ اور مسلم اول اہل اسلام کو ہمراہ لے کر معمورۂ رسول لوٹ آئے۔[1]

ہادی اکرمؐ کا وصال مسعود اور اسلام کا اول امام و حاکم

وداعِ مکہ کو دس سال ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم احرام الوداع کے لئے سوئے مکہ راہی ہوئے، مسلم اول سسر رسول، رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے وداعی عمرہ واحرام کے ہمراہی رہے، سارے احکام ادا کر کے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم سوئے معمورۂ رسول لوٹے۔

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم اک سحر حرم رسول آئے اور عماد اسلام ادا کر کے ہمدموں اور مددگاروں سے ہمکلام ہوئے، اس کلام کا ماحصل اس طرح ہے:

> ''اک آدمی کو اللہ کا حکم ہوا ہے کہ اگر اس کا ارادہ ہو وہ عالم مادی کا آرام لے لے اور اگر اس کا ارادہ ہو وہ اکرام لے لے کہ اللہ کے گھر ہے، اس لئے اس آدمی کی رائے ہوئی کہ وہ اللہ کے گھر کو راہی ہو۔''

اس کلام کو مسموع کر کے مسلم اول رو اٹھے، اس سے لوگوں کو احساس ہوا کہ اس آدمی سے مراد، اللہ کا رسولؐ ہے۔[2]

---

[1] (بخاری، باب فضائل الصدیقؓ۔ ہادی عالم، ص:۲۹۶) [2] (ایضاً)

ہمدم مکرم کی دلداری کے لئے اللہ کے رسول کا کلام

ہمدم مکرم کی دلداری کے لئے اللہ کے رسول کا کلام ہوا کہ وہ آدمی کہ اس کی ہمدمی اور اس کے مال سے اللہ کے رسول کو سہارا ملا، ہمدم مکرم ہے کا اس کا دل دوسروں سے سوا، اللہ اور اس کے رسول کے احساس سے معمور ہے۔

لوگوں سے کلام و داعی کر کے سرور عالمؐ لوگوں کے سہارے گھر آ گئے، درد حد سے سوا ہوا اور اسی لئے سرور عالمؐ کے لئے محال ہوا کہ وہ حرم رسول آ کر لوگوں کے ہمراہ عماد اسلام کے لئے کھڑے ہوں، ہمدم مکرم کو حکم ہوا کہ وہ ہر عماد اسلام کی ادائے گی کے لئے لوگوں کے امام ہوں۔

علماء سے مروی ہے کہ لوگوں کی رائے ہوئی کہ ہمدم مکرم کا دل ملائم ہے، اس لئے عمر مکرم امام ہوں، مگر سرور عالمؐ کا اصرار ہوا کہ ہمدم مکرم ہی امام ہوں[1]۔ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے حکم سے مسلم اول ہی امام رہے۔

اک سحر معمول کی طرح سسرِ رسول مسلم اول، اہل اسلام کو لے کر عماد اسلام کے لئے کھڑے ہوئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم آ گئے، مسلم اول کا ارادہ ہوا کہ مصلے سے ہٹے، مگر مسلم اول کو ادھر ہی روک کر رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم آگے آئے اور مسلم اول کے ہمراہ عماد اسلام ادا کی، مگر محال ہوا کہ عماد اسلام کے لئے کھڑے ہوں[2]۔

ماہ سوم کی دس اور دو[3] سوموار کی سحر کہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا وصال ہوا، رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم سحر کی عماد اسلام کے لمحے گھر کے در سے لگ کر کھڑے ہوئے، مسلم اول اہل اسلام کے ہمراہ عماد اسلام کے لئے آمادہ دکھائی دئے، سرور عالمؐ مسکرائے،

---

[1] (ہادی عالم، ص: ۴۰۵) [2] ابوبکر صدیقؓ نے آنحضرتؐ کو دیکھ کر پیچھے ہٹنا چاہا، لیکن آپؐ نے اشارے سے منع فرمایا اور خود ان کے داہنے پہلو میں بیٹھ کر نماز ادا کی۔ (سیر الصحابہ، ج: ۱، ص: ۳۹ بحوالہ بخاری) [3] بارہ ربیع الاول۔

مسلم اول کا ارادہ ہوا کہ مصلے سے ہٹ کر رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کو آگے کرے، مگر رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا حکم ہوا کہ عماد اسلام مکمل کرواؤ[1] اور اسی دم وہاں سے ہٹ گئے، اس سحر رسول اللہؐ کو درد کی کمی محسوس ہوئی، اس لئے مسلم اول، رسول اللہؐ کی آمادگی سے اک عروس کے گھر گئے[2]۔

ادھر رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم دار السلام کو سدھار گئے، مسلم اول وہاں سے لوٹے، حرم رسول کا در لوگوں سے اٹا ہوا ملا، مگر وہ عروس مطہرہ کے گھر آئے، رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے روئے مسعود سے رداء اٹھائی، رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے سر سے موں لگا کر روئے اور کہا:

''مرے والد اور والدہ کی روح رسول اکرمؐ کے لئے کام آئے۔ واللہ! رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے واسطے دہری مرگ[3] کہاں؟ مرگ موعود آگئی، دہرا کر کس طرح مرگ ہوگی؟[4]''

اس کلام کو کہہ مسلم اول وہاں سے ہٹ گئے، ادھر عمر مکرم رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے وصال کی اطلاع سے حواس کھو گئے اور صمصام[5] لے کر کھڑے ہو گئے اور کہا کہ:

> ''اگر کوئی رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے وصال کا مدعی ہوا، عمر اس کو مار دے گا۔''

اس حال کا مطالعہ کر کے مسلم اول آگے آئے اور عمر سے کہا:

---

[1] آپؐ نے اشارہ سے حکم دیا کہ نماز پوری کرواؤ۔ (سیر الصحابہ، ج:۱، ص:۳۹) [2] چونکہ اس روز بظاہر آنحضرتؐ کے مرض میں افاقہ معلوم ہوتا تھا، اس لئے حضرت ابوبکر صدیقؓ نماز کے بعد آنحضرتؐ سے اجازت لے کر مقام سخ کو جہاں ان کی زوجہ محترمہ حضرت خارجہؓ بنت زہیر رہتی تھیں، تشریف لے گئے (ایضاً) [3] موت [4] آپؓ چپ چاپ رسول اللہؐ کے پاس آئے اور چہرۂ انور سے چادر ہٹا کر پیشانی کو چوما اور رو کر کہا: بأبي أنت وأمي والله لا يجمع الله عليك موتين اما الموتة التي كتبت عليك فقد ذقتها ثم لم يصيبك بعد موته أبدا. ترجمہ: میرے ماں باپ آپ پر قربان! خدا کی قسم آپ پر دو موتیں جمع نہ ہونگی، وہ موت جو آپ کے لئے مقدر تھی، اس کا مزہ چکھ چکے، اس کے بعد پھر کبھی موت نہ آئے گی۔ (سیر الصحابہ، ج:۱، ص:۳۹) [5] تلوار۔

''اے عمر ٹھہرو! مگر عمر اسی طرح لوگوں سے ہم کلام رہے''۔

مسلم اول الگ کھڑے ہوئے اور لوگوں کو صدا دی، سارے لوگ عمر مکرم سے الگ ہو کر مسلم اول کے گرد اکٹھے ہو گئے۔ اللہ کی حمد کر کے مسلم اول لوگوں سے اس طرح ہمکلام ہوئے:

''اگر کسی کا الٰہ محمدؐ ہے، معلوم ہو کہ محمدؐ کا وصال ہوا اور اگر لوگوں کا الٰہ اک اللہ ہی ہے معلوم ہو کہ اللہ سدا سے ہے اور سدا رہے گا۔''

اور کلام الٰہی کا اک حصہ کہا:

''محمدؐ اک رسول ہی ہے، اس سے آگے کئی رسول سدھار گئے، سو اگر اس کا وصال ہوا اور اگر اسلام کے لئے اس کو کوئی مار دے، گمراہی کی راہ لگو گے؟ اگر کوئی گمراہی کی راہ لگے گا وہ اللہ کے لئے الم رساں کہاں ہوگا؟ اور اللہ کی حمد والوں کو عمدہ صلہ ملے گا۔''

مسلم اول کی عمدہ کلامی سے ہر آدمی کو حوصلہ ہوا اور ہر آدمی کے موں سے کلام الٰہی کے اسی حصے کی ادائے گی کا سلسلہ ہوا۔

عمر مکرم کا کلام ہے کہ اول اول مسلم اول کے کلام سے لاعلم رہا، مگر کلام الٰہی کے اس حصہ کو مسموع کر کے اس طرح لگا کہ وہ حصہ اسی دم وحی ہوا ہے۔[1]

عالم اسلام کی سرداری کا اہم معاملہ[2]

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کی وصال کی اطلاع سے مکاروں کا گروہ سرگرم ہوا کہ کسی طرح اہل اسلام ٹکڑے ٹکڑے ہو کر اک دوسرے کے عدو ہوں، اس گروہ کی سعی سے سرداری کا مسئلہ کھڑا ہوا۔

سارے مددگار اولاد ساعدہ کے محل اکٹھے ہو گئے، اک دو ہمدم ادھر آ گئے، کئی لوگوں کی

---

[1] (تاریخ اسلام، ج:۱، ص:۲۳۲، سیر الصحابہ، ج:۱، ص:۴۰) [2] خلافت۔

رائے ہوئی کہ سعد مددگاروں کے حاکم و سردار ہوں، مگر کئی دوسرے اس رائے کے آڑے آئے، اس لئے معاملہ اس حد آگے ہوا کہ اہل اسلام لڑائی کے لئے آمادہ ہوئے، مگر اللہ کا ارادہ ہوا کہ اسلامی کارواں اسی طرح رواں دواں رہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم رواں کر گئے، اسی لئے اسلامی کارواں کو مسلم اول اور عمر مکرم کی طرح کے ہادی عطا ہوئے۔

مسلم اول کو اس کی اطلاع ہوئی، عمر مکرم کو ہمراہ لے کر اسی دم وہاں گئے اور مدعا رہا کہ کسی طرح اہل اسلام کی لڑائی رکے اور اصلاح ہو اور علی کرمہ اللہ کو مامور کر گئے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے امورِ لحد مکمل کرے[1]

ادھر مددگاروں کا مدعی رہا:

''اک حاکم مددگاروں سے ہو اور اک حاکم ہمدموں سے''۔

---

[1] ابوبکرؓ و عمرؓ نظم خلافت کو درست کرنے کو رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے دفن پر مقدم فرمایا اور ہونا بھی یہی چاہئے تھا، اس لئے کہ تجہیز و تکفین میں دیر ہونے سے عام اموات کی طرح جسم مقدس میں (نعوذ باللہ) کسی قسم کی خرابی کے پیدا ہونے کا اندیشہ نہ تھا، البتہ خلافت کا نظام بگڑ جاتا اور کوئی ایسا شخص خلافت کے لئے منتخب ہو جاتا، جس میں سیاسی قابلیت اور روحانی قوت اس وجہ کی نہ ہوتی تو اس کی اصلاح ناممکن تھی اور جو فتنے ارتداد کے پیش آتے ان میں دین اسلام کا باقی رہ جانا بظاہر ناممکن تھا، پھر ایک بات یہ بھی تھی کہ رسول خداؐ کی تجہیز و تکفین جیسے عظیم الشان کام کا بغیر کسی خلیفہ کی سرکردگی کے انجام پانا ہزاروں خرابیوں کا سبب بنتا مثلاً: نماز جنازہ کے متعلق اختلاف ہوتا، کچھ لوگ جنازہ مبارک کو فجر سے پڑھنا چاہتے تھے اور اس میں جو قیامت برپا ہوتی، ظاہر ہے، اگر کوئی آپؐ کو دیکھنا چاہتا، کوئی روتا، کوئی بے ہوش ہو جاتا، عورتوں اور بچوں کا بھی ہجوم ہوتا اور خدا جانے کیا کیا ہوتا، پھر مقام دفن میں اختلاف ہوتا کہ مکہ میں دفن کریں جو آپؐ کا مولد ہے یا ملک شام میں جو حضرت خلیل کا مدفن ہے یا جنۃ البقیع میں جو عام قبرستان ہے؟ اگر کوئی خلیفہ نہ ہوتا تو ان اختلافات کا فیصلہ کون کرتا؟ اب چونکہ حضرت صدیق اکبرؓ خلیفہ ہو گئے تھے، لہٰذا انہوں نے فیصلہ کر دیا کہ نماز حجرے کے اندر ہوگی، دس دس آدمی اندر جائیں اور نماز پڑھ کر باہر آ جائیں اور تنہا نماز پڑھیں، نبی کے جنازے پر کوئی امام نہیں بن سکتا، وہ خود امام ہیں اور مقام دفن کے لئے حضرت صدیق اکبرؓ نے ایک حدیث پڑھی کہ انبیاءؑ کی روح پاک جہاں قبض کی جاتی ہے، وہیں ان کی قبر مبارک ہونی چاہئے۔ لیجئے! سب اختلافات بآسانی رفع ہو گئے۔ (سیرت خلفائے راشدین، ص: ۵۵۔۵۶)

مسلم اول آگے آئے اور کہا:

''دو عملی سے دور رہو! دو عملی سارے کاموں اور حکموں کے لئے الم رساں ہوگی، ہر اک آدمی دوسرے سے لڑے گا، اسوۂ رسولؐ سے دوری ہوگی، ہر سو گمراہی ہوگی، مسئلہ کھڑا ہوگا، مگر اس کی اصلاح کے واسطے لوگ مصلح سے محروم ہوں گے''۔ [1]

مسلم اول کا کلام ہوا:

''امراء ہم سے ہوں گے اور صلاح [2] کار مددگاروں سے''۔

اک مددگار [3] اٹھے اور کہا:

''واللہ! اس طرح ہم کو گوارا کہاں؟ ہاں! اک حاکم مددگاروں سے ہو اور اک ہمدموں سے''۔

مسلم اول کا کلام ہوا:

''گو کہ مددگاروں کی عمدہ عملی معلوم ہے، مگر دراصل سارے لوگ اسی آدمی کے محکوم ہوں گے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے اسرہ [4] والا ہو۔ اسلام اور ہمراہیٔ رسولؐ کی رو سے ہر ہمدم، مددگاروں سے سوا اس امر کا اہل ہے۔

لو اک ہمدم رسول [5] اِدھر ہے اور دوسرا عمر مکرم اُدھر، آگے آؤ اور کسی اک سے عہد کرلو کہ وہ سارے اہل اسلام کا حاکم ہے''۔

عمر مکرم آگے آئے اور کہا:

''لوگو! مسلم اول ہی ہمارا حاکم ہے، اس لئے کہ وہ سارے لوگوں سے

---

[1] (حیاۃ الصحابہ، ج:۲، ص:۷) [2] وزراء۔

[3] حضرت حباب بن المنذر بن الجموحؓ [4] خاندان قریش۔

[5] ابوعبیدہ بن الجراحؓ۔ (سیر الصحابہ، ج:۱، ص:۴۱، حیاۃ الصحابہؓ، ج:۲، ص:۲۴)

اعلیٰ ہے اور سرور عالم کا سدا کا ہمدم ہے"۔[1]

اس لمحے مسلم اول سارے لوگوں سے سوا معمر رہے، اس لئے سارے لوگ عمر مکرم کی رائے کے ہم رائے ہو کر مسلم اول سے عہد کے لئے آمادہ ہوئے، اس طرح عالم اسلام کی سرداری کا اہم معاملہ طے ہوا۔

اگلی سحر مسلم اول حرم رسولؐ آئے لوگوں کا عہد عام ہوا، دس دس سو کے سڑسٹھ گروہ کم اک لاکھ آدمی عہد کر کے مسرور ہوئے[2] اس کے آگے مسلم اول لوگوں سے اس طرح ہم کلام ہوئے:

"اے لوگو! عالم اسلام کا حاکم ہوا ہوں گو کہ سارے لوگوں سے اعمال صالح کی رو سے کم ہوں، اگر عمدہ کام کروں، مدد کرو! عمل سوء کروں، اصلاح کرو! کھرا[3] کلام ہی اصل ہے، کھوٹا کلام دھوکہ ہے، مالی آسودگی سے محروم آدمی مرے لئے مالدار کی طرح ہے، اس کا حصہ دلوا کر رہوں گا، مالدار مرے لئے مالی آسودگی سے محروم کی طرح ہے، اس سے لوگوں کا حصہ لے کر رہوں گا، اگر اللہ اور اس کے رسول کی راہ لگوں، محکوم رہو اور اگر اللہ اور اس کے رسولؐ کی راہ سے ہٹوں، موں موڑ لو۔

---

[1] حضرت عمرؓ نے اپنا ہاتھ ابو بکر صدیقؓ کے ہاتھ میں دے کر کہا: نہیں! بلکہ ہم آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں، کیونکہ آپ ہمارے سردار اور ہم لوگوں میں سب سے بہتر ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم آپ کو سب سے زیادہ عزیز رکھتے تھے (سیر الصحابہ ج اص ۴۱)

[2] اس روز ۳۳ ہزار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ بیعت سقیفہ کے بعد مدینہ منورہ اور مہاجرین وانصار میں اس اختلاف کا نام ونشان بھی کہیں نہیں پایا گیا جو بیعت سے چند منٹ پیشتر مہاجرین وانصار میں موجود تھا، سب کے سب اسی طرح شیر وشکر اور ایک دوسرے کے بھائی بھائی تھے یہ بھی ایک سب سے بڑی دلیل اس امر کی ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جو براہ راست درگاہ نبوی سے مستفیض ہوتے تھے پورے طور پر دین کو دنیا پر مقدم کر چکے تھے (تاریخ ج اص ۲۶۱) [3] سچ۔

وہ لوگ کہ اسلامی لڑائی[1] سے روگرداں ہوئے، رسوا ہوئے اور وہ لوگ کہ سوئے عملی والے ہوئے، دکھی ہی رہے، اگر اللہ اور اس کے رسول کی راہ لگوں محکوم رہو اور اگر اللہ اور اس کے رسول کی راہ سے ہٹوں، موں موڑ لو۔ عماد اسلام کے لئے آمادہ رہو، اللہ رحم کرے"۔[2]

داماد رسول علی کرمہ اللہ کا سسر رسول مسلم اول سے عہد

علی کرمہ اللہ، رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے لحد کے امور مکمل کر کے آئے اور اسی لمحے اس کا ہمدم مکرم سے عہد ہوا۔[3]

اس طرح سسر رسول مسلم اول علی کے ہاں اسلام کے حاکم اول ہو گئے۔

علی کرمہ اللہ سے مروی ہے:

"رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کئی سحر آرام سے محروم رہے،[4] ہر صدائے عماد اسلام[5] سے آگے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا مسلم اول سسر رسول کو حکم رہا کہ لوگو کو عماد اسلام ادا کروائے۔ رسول اللہؐ دار السلام کو راہی ہو گئے، ہم اس معاملہ[6] کی گہرائی کو گئے، معلوم ہوا کہ عماد اسلام، اسلام کا علم

---

[1] جہاد۔ [2] سیدنا صدیق اکبرؓ کے خطبے کے عربی الفاظ اس طرح ہیں: یاایھا الناس! فانی قدولیت علیکم ولست بخیرکم فان احسنت فاعینونی وان اسائت فقومونی. الصدق امانة والکذب خیانة والضعیف فیکم قوی عندی حتی ازیح علیه حقه انشاء الله والقوی فیکم ضعیف عندی حتی اخذالحق منه ان شاء الله لایدع قوم الجهادفی سبیل الله الاضربهم الله بالذل ولاتشیع الفاحشة فی قوم قط الاعمهم الله بالبلاء واطیعونی ماطعت الله وروسله فاذاعصیت الله ورسوله فلاطاعة علیکم .قوموا لی صلاتکم یرحمکم الله ۔(بخاری شریف) [3] بعض روایات میں ہے کہ حضرت علیؓ نے چھ ماہ تک بیعت نہیں کی یہ بالکل غلط ہے اور راویوں کی طرف سے روایت میں ادراج ہے جو ہر قبول نہیں تفصیل کیلئے ملاحظہ فرمائیں رحماء بینھم ۔(حصہ صدیقی باب دوم، ص: ۲۴۸ تا ۲۶۲ اور سیرت علی المرتضی مولفہ محمد نافع مدظلہ ص: ۱۳۱۔ سیرت علی، ص: ۱۵۱)

[4] بیمار۔ [5] اذان۔ [6] کہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم نے اپنا نائب ابوبکر صدیقؓ کو بنایا ہے۔

ہے اور اسلام کا عماد ہے ،اس لئے ہم آمادہ ہوئے کہ ہمارے عالم مادی کا امام وہی ہو کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے حکم سے ہمارے اسلام کا امام ہوا، اس لئے ہمارا اسسر رسول سے عہد ہوا''۔[1]

حاکم اول کا کارِ اول

اول سحر ہی سے حاکم اول کے آگے طرح طرح کے الم رساں مسائل اور مہموں کے کہسار کھڑے ہوگئے ،کوئی مدعی ہوا کہ وہ اللہ کا رسول ہے، کئی لوگ اسلام سے[2] روگرداں ہو کر گمراہی کی راہ لوٹ گئے، کئی مالدار محروموں کے اسلامی حصے[3] سے روگرداں ہوئے۔

سارے مسائل کے علاوہ اک اہم مسئلہ مہم اسامہ کا ہوا کہ اس کو وصالِ رسول سے کئی سحر ادھر رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا حکم ہوا کہ وہ روم کے لوگوں سے معرکہ آرا ہو، اس لئے مسلم اول کا حکم ہوا کہ عسکر اسامہ رواں ہو۔

مگر کئی اہل اسلام کی رائے ہوئی کہ اس مہم کو روک کر اول دوسرے مسائل حل کرو مگر حاکم اول کو کہاں گوارا کہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا حکم ادھورا رہے اور مہم اسامہ رکے۔

عمر مکرم آگے آئے اور کہا:

''اے ہمدم رسول اس لمحے ملائم رہو''!

حاکم اول کا ردکلام ہوا:

''اے عمر! دور لاعلمی کے کمال کڑے آدمی رہے ہو۔ اسلام لا کر ملائم

---

[1] علامہ ابن عبدالبر استیعاب میں حضرت علی سے روایت کرتے ہیں: عن قیس بن عبادہؓ قال قال علی ابن ابی طالب ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرض لیالی و ایاما ینادی بالصلوۃ فیقول مروا ابابی بکر یصلی بالناس فلماقبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فنظرت فاذاالصلوۃ علم الاسلام وقوام الدین فرضینا الدنیا نامن رضی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لدیننا فبایعنا ابابکر۔ (سیرت خلفائے راشدین،ص:۵۷) [2] مرتدین [3] زکواۃ

ہو گئے'' [1]

معلوم رہے کہ اسلام مکمل ہوا، وحی رک گئی، کہاں گوارا مرے آگے اسلام ادھورا ہو؟ [2]

داماد رسول علی کرمہ اللہ سے اسی طرح کا کلام ہوا اور لوگوں سے کہا کہ:

''سواری لاؤ، اسلام سے روگردوں سے کسی کی مدد کے علاوہ ہی لوگوں سے لڑائی کروں گا''۔

اور کہا:

''واللہ! اگر معمورۂ رسولؐ سارے لوگوں سے عاری ہو اور ہمارا لحم گدھ اور کوؤں کا طعام ہو، محال ہے کہ عسکر اسامہ کو روکوں''۔

علی کرمہ اللہ آگے آئے اور سواری کی لگام لے کر کہا:

''اے اہل اسلام کے حاکم، ہمارا مدعا حکم عدولی کہاں؟ اک صلاح ہے، حکم کرو! مکمل ہوگا''۔

مآل کار عسکر اسامہ رواں ہوا، حاکم اول ہمدم اسامہ کی سواری کی لگام لئے آگے آگے رواں ہو کر عسکر گاہ آئے۔

ہمدم اسامہ، حاکم اول سے ہم کلام ہوئے:

''اے ہمدم رسول! سوار ہو لو، اس لئے کہ اگر اسی طرح رہو گے، سواری سے الگ ہو کر راہی ہوں گا''۔

---

[1] سیدنا صدیق اکبرؓ نے فرمایا: اجار فی الجاهلية و خوار فی اسلام یعنی اے عمر! تم جاہلیت میں تو بڑے تند خو تھے، مگر اسلام میں آ کر ایسے نرم ہو گئے؟ (سیرت خلفائے راشدین، ص: ٦٤)

[2] صدیق اکبرؓ نے فرمایا: ''ثم الدين وانقطع الوحي اينقص دينا وانا حي'' یعنی دین مکمل ہو چکا وحی بند ہو چکی کیا یہ ہو سکتا ہے کہ میری زندگی میں دین ناقص ہو جائے؟ اللہ اکبر! سیدنا صدیق اکبرؓ کو اسلام پر کیسا دعویٰ تھا، معلوم ہوتا ہے کہ دین کے اکلوتے وارث وہی تھے۔ (سیرت خلفائے راشدین، ص: ٦٤)

حاکم اول کا کلام ہوا:

''سوار ہی رہو! اک لمحہ اللہ کی راہ کی دھول سے آلودہ ہو کر مسرور رہوں''۔

حاکم اول اسی طرح اسامہ کی سواری کے آگے رواں رہے اور اسامہ سے دس عمدہ کلمے کہے:

۱.....دھوکے سے دور رہو۔

۲.....سوئے کلامی سے دور رہو۔

۳.....سوئے عہد سے دور رہو۔

۴.....لڑکی، کم عمر لڑکے اور معمر آدمی کی ہلاکی سے دور رہو۔

۵.....گودے دار ڈال کو آگ لگا کر اور کاٹ کر لوگوں کی الم رسائی سے دور رہو۔

۶.....سواری، دودھ والی لے لی[۱] اور گائے کو طعام ہی کے واسطے کاٹو۔

۷.....اگر کوئی گروہ ملے اس کو سوئے اسلام مائل کرو۔

۸.....ہر آدمی سے اسی طرح کا معاملہ کرو کہ وہ اس کا اہل ہو۔

۹.....طعام سے اول اللہ کا اسم لو۔

۱۰.....اس آدمی کی ہلاکی سے دور رہو کہ وہ مسلک کے لئے لوگوں سے الگ ہو کر عمر مکمل کر رہا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا حکم اسی طرح مکمل کرو کہ رسول اللہؐ سے صادر ہوا، اللہ کے لئے گمراہوں سے لڑو''۔

عسکر اسامہ ادھر سے سوئے روم رواں ہو کر اعداء اسلام سے معرکہ آراء ہوا اور اک ماہ دس سحر ادھر رہ کر مراد[۲] حاصل کر کے کامگار لوٹا۔

حاکم اول، اہل اسلام کے ہمراہ معمورۂ رسول سے کئی مرحلے ادھر آئے اور عسکر اسامہ سے مل کر مسرور ہوئے[۳]۔

---

[۱] بکری۔ (فیروز اللغات) [۲] حضرت زیدؓ کا انتقام۔ [۳] حضرت ابوبکر صدیقؓ صحابہ کرامؓ کے ہمراہ مدینہ سے باہر آئے اور لشکر اسامہ کا استقبال فرمایا۔ (سیر الصحابہ، ج:۱، ص:۴۵)

امروحی کے دعوے داروں سے معرکہ آرائی

سرورعالمؐ کے وصال سے اول ہی کئی لوگ امروحی کے دعوے دار رہے، امروحی کے اک دعوے[1] دار کا رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کو مراسلہ ملا کہ وہ محمدؐ کے ہمراہ امرِ وحی کا حصہ دار ہے، آدھا عالم اس کا اور دوسرا آدھا محمدؐ کا ہے۔ سرورعالمؐ کے حکم سے اس کو اس طرح کا مراسلہ ارسال ہوا:

> ''محمد کا رسالہ امروحی کے دعوے دار کے واسطے۔ معلوم رہے کہ سارے عالم کا مالک اللہ ہے وہ کسی کو مالک کردے اور عمدہ صلہ اسی کے واسطے ہے کے وہ اللہ سے ڈرے''[2]

امروحی کے اس دعوے دار کا معاملہ دوسرے علماء سے اس طرح مروی ہے کہ اک گروہ رسول اکرمؐ سے آکر ملا اس گروہ کے ہمراہ وہ آدمی رہا کہ وہ مدعی ہوا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔ رسول اکرمؐ اس سے ملے، وہ مصر ہوا کہ اگر اس کو اس امروحی کا حصہ دار کرو، وہ مسلم ہو! رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا حکم ہوا کہ وہ ہر حصے سے محروم رہے گا، وہ لوٹ کر مدعی ہوا کہ وہ اللہ کا رسول ہے، صدہا آدمی اس کے گرد اکٹھے ہوگئے، مآل کار وہ کئی سال ادھر ہمدم مکرم کے ارسال کردہ اک عسکر سے معرکہ آرا ہوکر ہلاک ہوا۔[3]

اس لمحے کہ عسکر اسامہ اعداء سے معرکہ آراء ہوا، اسلام سے روگردی والوں سے حاکم اول کو دھمکی ملی کہ وہ معمورۂ رسول آکر حملہ آور ہوں گے۔[4]

---

[1] مسیلمہ کذاب [2] آپؐ نے مسیلمہ کو یوں جواب دیا: من محمد رسول الله صلى الله عليه وسلم الى مسيلمه كذاب. اما بعد! فإن الأرض لله يورثها من يشاء من عباده والعاقبة للمتقين . ترجمہ: محمد رسول اللہ کی طرف سے مسیلمہ کذاب کو۔ امابعد! دنیا خدا کی ہے وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے گا اس کو وارث بنائے گا اور انجام پرہیزگاروں کے لئے ہے۔ (سیر الصحابہ، ج:۱،ص:۴۵)

[3] (ہادی عالم ص ۳۹۶) [4] (تاریخ اسلام ج ا ص ۲۶۶)

حاکم اول کا ہمدم علی، ہمدم طلحہ، ولد عوام[1] اور ولد مسعود کو حکم ہوا کہ حرم رسول کے آگے مسلح ہو کر کھڑے رہو اور اعداء کے حملے آگاہ رکھو!

اسلام سے روگردوں کو معلوم ہوا کہ معمورہ رسول عسکر اسلام سے محروم ہے، وہ حملہ کے ارادے سے آئے، ہمدم علی، ہمدم طلحہ، ولد عوام، اور ولدِ مسعود آگے آ کر حملہ آور ہوئے اور اعداء اسلام کو حملے کے ارادے سے دور رکھا، اعداء اسلام وہاں سے ہٹ گئے، مگر دوسری راہ سے ڈھول ڈھمکے کے ہمراہ لوٹے، اس سے اہل اسلام کے گھوڑے ڈر کر دوڑے اور معمورۂ رسول آ کر ہی رکے۔

اس حال کا مطالعہ کر کے حاکم اول سے معمورۂ رسول سے آگے آئے اور اعداء اسلام سے معرکہ آرا ہوئے اعداء اسلام وہاں سے رسوا ہو کر لوٹے۔

حاکم اول کا اک ہمدم رسولؐ[2] کو حکم ہوا کہ وہ اک گروہ کے ہمراہ مال کامگاری لے کر معمورۂ رسول راہی ہو، وہ رواں ہو گئے۔

حاکم اول کئی لوگوں کے ہمراہ سوئے اعداء رواں ہو گئے، ادھر اعداء اسلام کا اک عسکر طرار دھوکے سے لک لک کر معمورۂ رسول آ کر حملہ آور ہوا اور کئی لوگوں کو ہلاک کر کے مال کامگاری لے کر لوٹا۔

حاکم اول معمورۂ رسول لوٹے، اس حال کی اطلاع ملی کمال دکھ ہوا، ادھر ہی عہد ہوا کہ اہل اسلام کے عدد کے مساوی اعداء کو ہلاک کر کے ہی لوٹوں گا!

حاکم اول اہل اسلام کے اک گروہ کو لے کر سوئے اعداء راہی ہوئے اور اک مرحلے[3] آ کر اعداء اسلام سے معرکہ آراء ہوئے، اعداء اسلام کو رسوا کر کے مسلم اول کامگار ہوئے اور معمورۂ رسول لوٹے۔ ادھر آ کر حاکم اول کا حکم ہوا کہ اسلام سے روگردی والوں کے واسطے اک ہی طرح

---

[1] حضرت زبیر بن عوامؓ [2] حضرت نعمان بن مقرنؓ [3] حضرت صدیق اکبرؓ نے مسلمانوں کی مختصر سی جمعیت لے کر ذی خشب اور ذی قصہ کی طرف خروج کیا مقام ابرق میں عبس وذبیان، و بنو بکر و ثعلبہ بن سعد وغیرہ قبائل برسر مقابلہ ہوئے نہایت سخت لڑائی ہوئی، انجام کار مرتدین شکست یاب ہو کر فرار ہوئے (تاریخ اسلام ج اص ۲۶۷)

کے کئی مراسلے لکھ کرارسال کرو! اس مراسلے کا ماحاصل اس طرح ہے:

''ہمدم رسول، حاکم اول کا رسالہ ہراس آدمی کے لئے کہ وہ مسلم ہو کہ اسلام سے روگرد۔ (اس سے آگے اللہ اوراس کے رسول کی حمد کی اور لکھا) محمد، اللہ کا رسول مرسل ہے، دارالسلام اور دارالآلام کی اطلاع والا، راہ ھدیٰ کا مہر وماہ ہے، مسلم آدمی کو اللہ کے حکم سے راہ ھدیٰ ملی اور وہ کہ اسلام سے روگرد ہوا، اللہ کے حکم سے اس سے معرکہ آرائی ہوگی اور وہ اسی سے راہ ھدی کا راہ رو ہوگا، رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم آئے اور احکام الٰہی لاگو کیے، اہل اسلام کو راہ ھدی کے راہ رو کر کے اور عہدہ رسول کو ادا کر کے دارالسلام کو راہی ہوئے، لوگوں کو اول ہی سے اس امر کی اطلاع کلام اللہ سے ملی۔ اللہ کا کلام ہے:

''اے رسول اللہ! ہمارے ہاں لوٹو گے اور ہر آدمی ہی اللہ کے ہاں لوٹے گا۔[1] اے رسول اللہ! اول ہی سے سارے لوگ دائمی عمر سے محروم رہے، سواگر راہی ملک عدم ہوگے، کس طرح کوئی سدا رہے گا۔[2]

اور اللہ کا اہل اسلام سے اس طرح کلام ہوا:

''محمد اللہ کا رسول ہی ہے، اس سے آگے کئی رسول سدھار گئے، سواگر اس کا وصال ہوا اور اگر اسلام کے واسطے کوئی اس مار دے، گمراہی کی راہ لگو گے؟ اگر کوئی گمراہی کی راہ لگے گا، وہ اللہ کے لئے الم رساں کہاں ہوگا؟ اور اللہ عمدہ صلہ اسی کو دے گا کہ وہ اللہ کی حمد کرے گا۔ وہ آدمی کہ محمدؐ اس کے الٰہ

[1] یہ اس آیت کا مفہوم ہے: انک میت وانهم میتون (الزمر: ۳۰) [2] یہ اس آیت کا مفہوم ہے:'' وماجعلنالبشر من قبلک الخلدافان مت فهم الخالدون۔'' (الانبیاء: ۳۴)

رہے، اس کو معلوم ہو کہ محمد دارالسلام کو راہی ہوئے، ہاں وہ آدمی کہ اس کا الٰہ اللہ ہی ہے، اس کو معلوم رہے کہ اللہ سدا سے ہے اور سدا رہے گا اللہ کو آرام کہاں درکار ہے؟ حکم کار کھوالا ہے اعداء کی رسوائی کے واسطے اس کا اک گروہ ہے (اے لوگو) مرا حکم ہے کہ اللہ سے ڈرو! رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے لائے ہوئے اسلام اور اللہ کے کرم سے حصہ لے لو۔ اسلام لاؤ اور اک ہور ہو وہ آدمی کہ اللہ کی راہ سے دور ہے گمراہ ہے، اللہ کی مدد سے محروم ہی اصل محروم ہے، اسلام سے روگرد کا ہر عمل لاحاصل ہے، ہم کو معلوم ہوا ہے کہ کئی لوگ اسلام لاکر اسلام سے روگرداں ہوگئے کس طرح گوارا ہوا کہ اللہ مالک الملک سے دوری ہو اور عاصی اول کھلم کھلے عدو[1] کے ہمدم رہو؟ اللہ کا کلام ہے کہ: عاصی اول کھلم کھلا عدو ہے، اس کو عدو ہی رکھو، اس لئے کہ اس کا اک گروہ ہے وہ اس کو لے کر لوگوں کو گمراہ کر کے راہی دارالآلام کر رہا ہے، معلوم رہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے ہمدموں اور مددگاروں کا اک اعلیٰ کردار والا عسکر آرہا ہے، وہ لوگوں کو اسلام کا امر کرے گا، اسلام لاؤ گے مسرور و معصوم رہو گے، اسلام سے روگردی کرو گے، ہلاک ہوگے، اس حکم کو لے کر ہمارا آدمی آرہا ہے، وہ لوگوں کو اکٹھا کر کے ہمارے حکم کی اطلاع دے گا اور عسکر اسلام آکر صدائے عماد اسلام دے گا، آگے سے اسی طرح صدائے عماد اسلام دو! اس سے عسکر اسلام کو معلوم ہوگا کہ سارا گاؤں اہل اسلام کا ہے، اگر صدائے عماد اسلام سے رکو گے ہلاک ہوگے۔

---

[1] شیطان۔

حاکم اول کے اس حکم کو لے کر کئی ہر کارے، اسلام سے روگردوں کی اطلاع کے واسطے رواں ہوئے۔ حاکم اول کے حکم سے عسکر اسلام کے دس اور اک حصے، ہوئے ہر ہر حصے کا اک سردار طے ہوا، ہر حصے کو اک اک علم عطا ہوا اور اک اک مراسلہ دے کہ حکم ہوا کہ امر وحی کے دعوے داروں اور اسلام سے روگرد گروہوں سے معرکہ آرائی کے واسطے رواں ہوں، اس رسالے کا اردو ما حاصل اس طرح ہے:

''حاکم اول کا لکھا ہوا معاہدہ، اس سردار کے واسطے کہ وہ عسکر اسلام کے ہمراہ اسلام سے روگردوں سے معرکہ آرائی کے لئے آمادہ ہے، اس سردار کا ہم سے عہد ہے کہ وہ سری طور سے اور کھلم کھلا اللہ سے ڈرے گا، ہمارا حکم ہے کہ وہ اسلام سے روگرد گروہ سے لڑے، مگر اول امر اسلام کرے، اگر کوئی مسلم ہو، معرکہ آرائی سے دور رہے اور اگر اسلام سے محروم ہو، حملہ کردے، کہ اسلام سے روگرد اسلام لے آئے، اس سے آگے اس کو احکام الٰہی سے آگاہ کرے، اس سے وہ وصول کرے کہ وہ اس کے لئے لاگو ہے اور اس کو وہ دے کہ وہ اس کا اہل ہے، احکام الٰہی سے روگرد سے معرکہ آرائی ہوگی اور مسلم کی الم رسائی سے دور رہے اور مکار آدمی کو اللہ ہی صلہ دے گا، اعداء سے لڑائی ہوگی، اہل اسلام کامگار ہوں گے اور مال کامگاری اللہ کی راہ لڑائی والوں کا ہے، ہاں! اک حصہ[1] دارالمال کا ہوگا اور اس سردار کا ہم سے عہد ہے کہ عسکر کو سوءِ عملی اور الم رسائی سے دور رکھے گا اور لا معلوم آدمی کو عسکر سے دور رکھے اور اہل اسلام سے ہر ہر گام عمدہ سلوک کرے، ہمدردی رکھے، رحم کرے۔''

وداع مکہ کو دس اور اک سال ہوئے، ماہ سوم سے دو ماہ آگے[2] سارے سردار طے کردہ

---

[1] خمس۔ [2] ۱۱ھ ماہ جمادالاول۔

ممالک کو رواں ہو کر اعدائے اسلام سے معرکہ آراء ہوئے اور اک کم دس ماہ کا عرصہ لگا کہ سارے ملک سے اسلام سے روگردوں کی راہ مسدود ہوئی۔

امر وحی کے اک دعوے دار اسدی معرکہ آرائی کے آگے اسلام لے آئے اور عمر مکرم کے دور کو معمورۂ رسول آ کر اس کا عمر مکرم سے عہد ہوا۔

اس کے علاوہ امر وحی کے کئی دعوے دار اور اسلام سے روگردوں کے کئی سردار ہلاک ہوئے[1]

محروموں کے حصے سے روگرد[2] گروہ سے معرکہ آرائی

اسلام سے روگرد اور امر وحی کے دعوے داروں کے علاوہ اک گروہ محروموں کے حصے سے روگرد ہوا، مگر اسلام کا مدعی رہا، اس لئے اہل اسلام کی اس گروہ سے معرکہ آرائی کے واسطے دو طرح کی رائے ہوئی کہ اس گروہ سے معرکہ آرائی ہو کہ معرکہ آرائی سے دور ہوں؟

عمر مکرم آگے آئے اور کہا:

''اے حاکم اول! اس گروہ سے معرکہ آرائی کس طرح ہو گی کہ وہ اسلام کا مدعی ہے، اک محروموں کے حصے سے ہی روگرداں ہے''؟

حاکم اول کا رد کلام ہوا:

''لوگو! معلوم رہے کہ اگر محروموں کے حصے سے روگرد آدمی اک رسی اور اک لے لی[3] کی ادائے گی سے رکے گا، واللہ! اس سے لڑوں گا''۔

مآل کار اس گروہ سے معمولی سی معرکہ آرائی ہوئی اور وہ گروہ محروموں کے حصے کی ادائے گی کے لئے آمادہ ہوا۔

اس حال کا مطالعہ کر کے عمر مکرم کو معلوم ہوا کہ حاکم اول کی رائے اسلام کے لئے عمدہ رائے ہوئی[4]۔

---

[1] ان میں مسلیمہ کذاب اور اسود عنسی، لقیط ابن مالک، نعمان بن منذر قابل ذکر ہیں۔ (سیر الصحابہ، ج ا، ص: ۴۶)

[2] منکرین زکوٰۃ۔ [3] بکری کا بچہ۔ [4] (ایضاً ص: ۴۷)

کلام الٰہی اور حاکم اول

اس سے آگے لکھی گئی سطور سے معلوم ہوا کہ امر وحی کے دعوے داروں سے اک عرصہ عسکر اسلام معرکہ آراء رہا، گو کہ کامگاری عسکر اسلام کو ہی حاصل ہوئی، مگر اس معرکہ آرائی سے کلام الٰہی کے کئی رکھوالے[1] راہی ملک عدم ہوئے، اس لئے عمر مکرم اس امر سے ڈرے کہ:

''اگر کلام الٰہی کے رکھوالوں کی رحلہ کا سلسلہ اسی طرح رہا، ہم کلام الٰہی کے اک اہم حصے سے سدا کے لئے محروم ہوں گے''۔

اس لئے اک سحر عمر مکرم، حاکم اول سے آ کر ملے اور کہا کہ کلام الٰہی کے کئی رکھوالے راہی ملک عدم ہوئے اس لئے رائے ہے کہ مکمل کلام الٰہی اک محل اکٹھا کروا کے لکھوالو!

معاملہ اہم رہا، اس لئے حاکم اول سسر رسول اول اول اس معاملے سے رکے اور کہا کہ وہ کام کس طرح کروں کہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم اس کام سے دور رہے؟

مگر عمر مکرم مصر ہوئے اور اس کام کی عمدگی آگے رکھی۔

مآل کار حاکم اول آمادہ ہو گئے کہ سارا کلام الٰہی اک محل اکٹھا ہو، اس لئے عہد رسول کے اک محرر[2] وحی کو حکم ہوا کہ وہ کلام الٰہی اکٹھا کر کے لکھے۔

اول اول وہ اس کام سے رکے مآل کار آمادہ ہوئے اور کمال سعی سے کلام الٰہی کے الگ الگ حصے اکٹھے کر کے کلام الٰہی کو اک محل لکھا۔

اس معاملے کی اہم سطور

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا سارا عہد اس طرح رہا کہ کلام الٰہی کی لکھائی کے واسطے گاہ ہڈی رسالہ ہوئی اور گاہ سوکھی ڈال اور کھال رسالہ ہوئی، مگر سارا کلام الٰہی الگ الگ حصے ہو کر رہا، ہاں ہر اک سورہ الگ الگ اسم سے موسوم رہی اور کلام الٰہی کے ہر ہر حصے کا محل

---

[1] حفاظ وقراء۔ [2] حضرت زید بن ثابتؓ۔ (سیر الصحابہ، ج:۱،ص:۴۷)

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے حکم سے ہی طے ہوا، سسر رسولؐ کے حکم سے کلام الٰہی اک محل اکٹھا ہوکر مسطور ہوا[1]۔

حاکم اول کے حکم سے لکھا ہوا کلام الٰہی ساری عمر، حاکم اول کی ملک رہا۔ اس سے آگے اس کے مالک عمر مکرم ہوئے۔ اس سے آگے عمر مکرم کی لڑکی[2] عروس رسول کی ملک رہا۔

حاکم سوم کے حکم سے اسی کلامِ الٰہی کے کئی عکس لے کر کئی ملکوں کو ارسال کیے گئے، مگر اصل رسالہ، عروس رسولؐ کی ملک رہا۔

ولد حکم[3] معمورۂ رسول کا والی ہوکر ساعی ہوا کہ کسی طرح وہ اصل لکھے ہوئے کلامِ الٰہی کا مالک ہو، مگر محروم ہی رہا۔

عروس رسولؐ راہی ملک عدم ہوئی، اس لمحے وہ کلام الٰہی ولد عمر کو ملا، اس سے ولد حکم کی ملک ہوا اور اسی سے گم ہوا[4]۔

روم وکسریٰ سے معرکہ آرائی

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے عہد سے عالم مادی کے دو ملک اعلیٰ رہے، اک روم اور دوسرا ملک کسریٰ مسلکی طور سے اول سے آدھا عالم، روم کی ملک رہا، دوسرا آدھا ملک کسریٰ کی ملک رہا۔

کلام الٰہی سے اول ہی سے سارے عالم کو اطلاع ملی کہ رسول اکرمؐ اس عالم مادی کو اسی لئے آئے کہ اسلام کو سارے مسلکوں کا سردار کرے، کلام الٰہی ہے کہ:

"اللہ وہ ہے کہ اس کے حکم سے رسول اللہؐ ھادی ہوئے اور وہ مسلک اسلام

---

[1] بعض لوگوکو غلط فہمی ہے کہ قرآن کریم کی آیتوں اور سورتوں میں باہم کوئی ترتیب نہ تھی اور نہ سورتوں کے نام وضع کیے گئے تھے، اس لئے عہد صدیقی میں جو کام ہوا وہ ان ہی آیتوں اور سورتوں کو باہم ترتیب دینا تھا، یہ ایک افسوس ناک غلطی ہے۔

[2] حضرت حفصہؓ۔ [3] مروان بن حکم۔ [4] (سیر الصحابہ ج ا ص ۴۹)

لے کر آئے کہ اللہ اسلام کو سارے مسلکوں کا سردار کرے[1]۔"

اور معلوم ہے کہ ملک و مال کے مالک ہو کر گمراہوں کے عسکر طرار، راہ ھدیٰ کے رہ رووں کے سدا سدراہ رہے۔

اور کس کو گوارا ہے کہ ملک و مال اور عسکر کا مالک ہو کر کسی کے آگے سر گرا کر مملوک ہو، اس لئے اعلائے اسلام کے واسطے اہم ہوا کہ اس طرح کے گمراہ لوگ ہلاک ہوں۔

کلام الٰہی کا مسطورہ حصہ اس امر کا گواہ ہے کہ رسول اکرمؐ کے عہدہ امر وحی سے آگے سارا عالم اہل اسلام کی ملک ہو کر رہے گا اور اسلام کا محکوم ہوگا[2]

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے ساری عمر کے ہمدم و ہمراہی اس امر کے اہل ہوئے کہ اس سے کلام اللہ کی وہ گواہی مکمل ہو، حاکم اول گو کم عرصہ حاکم رہے، مگر کئی طرح کے اہم کاموں کے عامل ہوئے، اک اہم کام وہ ہے کہ حاکم اول مسطورہ ہر دو ملکوں سے معرکہ آراء ہو کر کامگاری کے مؤسس ہوئے اور مکمل کامگاری عمر مکرم کے دور کو ہوئی۔

مہم ملک کسریٰ

اس دور کو ملک کسریٰ طرح طرح کے مسائل سے گھرا رہا، اس لئے کہ لوگوں کا حاکم اور کسریٰ اک کم عمر لاعلم لڑکا رہا۔

---

[1] یہ سورۂ صف کی آیت نمبر ۹ کا مفہوم ہے۔ آیت یہ ہے: هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کله. (سیرت خلفائے راشدین ص ۶۹) [2] ازالۃ الخفا میں اس آیت کی تفسیر یوں فرمائی ہے کہ "لاجرم داعیہ ظہور دین حق وقصد انتقام کفرہ فجرہ برہم زدن دولت کسریٰ وقیصر را آشیانہ خود گردانید تاچوں ایں ہر دولت برہم خود اعظم ادیان موجود واثر آنہا برہم خوردہ باشد وچوں سطوت اسلام بجائے سطوت ایں دو دولت نشیند سائر ادیان خود بخود پائمال شوکت اسلام شوند مانند پائمال بودن آنہا ایں دو دولت۔ (خلفائے راشدین، ص: ۷۰)

کسریٰ کے اعداء اس حال کا مطالعہ کر کے کامل کامگاری کی آس لے کر حملے کے ارادے سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ وائل کے دو سردار[1] کئی لوگوں کو ہمراہ لے کر آگے آئے اور اہلہ وار دگرد مار دھاڑ کے لئے ساعی ہوئے۔ اک سردار[2] کہ اول ہی سے مسلم ہوئے، عسکر کی کمی کو محسوس کر کے کمک کے واسطے حاکم اول کے ہاں آئے اور حاکم اول کی رائے سے اسروی لوگوں کو لے کر مہم کسریٰ کے لئے راہی ہوئے۔

حاکم اول کا ہمدم حسام اللہ[3] کو حکم ہوا کہ وہ اک عسکر کے ہمراہ وائل کے سردار کی کمک کے واسطے رواں ہوں۔

ملک کسریٰ کے اہم حصے[4] کی کامگاری

حسام اللہ، وائل کے سردار کی کمک اور مہم کسریٰ کے واسطے راہی ہوئے اور کئی ملکوں[5] کی مہموں کو سر کر ملک کسریٰ کی سرحدوں سے آ لگے۔

ادھر کئی سارے معرکے ہوئے، ہر ہر معرکے عدو کے عسکر کا عدد عسکر اسلام سے سوا رہا، مگر اللہ کے کرم سے کامگاری سدا اہل اسلام کو ہی حاصل ہوئی، اس لئے ملک کسریٰ کے لوگوں کے دل اہل اسلام سے سدا کے لئے ڈر گئے، اس طرح کم عرصے کو حسام اللہ ملک کسریٰ کے کئی اہم حصوں کے مالک ہو گئے[6]۔

اے اہل مطالعہ! سارے عالم کے سالاروں کے احوال کا مطالعہ کر لو کسی سالار اعلیٰ کو اس طرح ہر ہر گام کامگاری ملی ہو، اک امر محال ہے۔

---

[1] مثنیٰ شیبانی اور سوید عجلی۔ (سیر الصحابہ، ج:۱، ص:۵۲) [2] مثنیٰ شیبانی۔ [3] سیف اللہ، حضرت خالد بن ولیدؓ۔ [4] عراق۔ [5] حضرت خالد بن ولیدؓ نے بانقیا، کسکر فتح کیا اور شاہان عجم کی حدود میں داخل ہو گئے، یہاں شاہ جاپان سے مقابلہ ہوا اور اس کو شکست دی، پھر حیرہ کے بادشاہ نعمان سے جنگ آزما ہوئے نعمان ہزیمت اٹھا کر مدائن بھاگ گیا یہاں سے خورلق پہنچے، لیکن اہل خورلق نے مصلحت اندیشی کو راہ دے کر ستر ہزار یا ایک لاکھ خراج پر مصالحت کر لی غرض اس طرح حیرہ کا پورا علاقہ زیر نگین ہو گیا۔ (سیر الصحابہ، ج:۱، ص:۵۳) [6] (ایضاً)

سلام ہے حسام اللہ کی سالاری اور حوصلہ وری کو اور سلام ہے حاکم اول کو کہ اس کے حکم سے اس اہم معرکے کے واسطے حسام اللہ سالار اعلیٰ ہوئے۔

ملک روم کے اہم حصےؔ[1] کی لڑائی

ہادی اکرمؐ کے حکم سے کئی مراسلے اردگرد کے ممالک و امصار کے حاکموں کو لکھے گئے،

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے اک مددگار[2] اک مراسلہ لے کر ملک روم کے اک[3] عامل ولد عمر کے لئے لے کر گئے، راہ کے اک مرحلے آ کر رکے ادھر اس عامل کو معلوم ہوا کہ معمورۂ رسول سے اک آدمی اس کے لئے مراسلہ لے کر آ رہا ہے، اس ملک کے عامل کو حکم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے اس مددگار کو روک لو اور محصور کر کے رکھو!

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے وہ مددگار محصور ہو گئے اور مآل کار اس عامل روم کا حکم ہوا کہ اس حاملِ مراسلہ کو مار ڈالو!

اس طرح رسولِ اکرمؐ کے وہ مددگار اس عامل روم کے حکم سے مارے گئے، اس حال کا مطالعہ کر کے رسول اللہؐ کے حکم سے عسکر اسلام معمورۂ رسول سے راہی ہو کر اس عامل اور حاکم روم کے دو لاکھ کے عسکر طرار سے معرکہ آراء ہوا اور اعداء اسلام کو رسوا کر کے کامگار و کامراں لوٹا

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے اک ہمدم اور سالار اسلام، اسلام لا کر اول اول اس اہم معرکے[4] کے لئے عسکر اسلامی کے ہمراہ ہوئے اور اس کمال دلاوری اور حوصلہ وری سے لڑے کہ اللہ اور رسول سے اس کو حسام اللہ کا اسم ملا۔[5]

اس کے آگے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کو معلوم ہوا کہ حاکم روم حملے کا ارادہ کر رہا ہے، رسول اللہؐ عسکر اسلام کے ہمراہ اہل روم سے معرکہ آرائی کے واسطے رواں ہوئے،

---

[1] شام ۔[2] حضرت حارث بن عمیر ازدیؓ ۔[3] شرجیل بن عمرو ۔[4] غزوہ موتہ: یہ حضرت خالد بن ولیدؓ کی مسلمان ہونے کے بعد پہلی اسلامی لڑائی تھی۔ [5] (تاریخ اسلام ج ا ص ۲۰۴)

مگر اعداء اسلام اس حوصلے سے محروم رہے کہ اللہ کے رسولؐ سے آکر معرکہ آراء ہوں، اس لئے روم کے سرحدی مصر کے لوگوں کو ڈرا کر رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم معمورۂ رسول لوٹ آئے۔

وداع مکہ کا دسواں سال مکمل ہوا، اگلے ماہ ملک روم سے اطلاع آئی کہ اہل روم کئی گروہوں کو اکٹھا کر کے اہل اسلام سے معرکے کے لئے آمادہ ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے حکم سے ہمدم اسامہ اک عسکر کو لے اہل روم سے معرکہ آرائی کے واسطے رواں ہوئے، وہ عسکر رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کی رحلہ کے آگے ادھر کو رواں ہوا اور کم عرصے کو کامگار ہو کر لوٹا۔

ملک کسریٰ کے اہم اہم حصوں کی کامگاری ہوگئی اور کسریٰ کے حملے کا ڈر دور ہوا، مگر اہل روم کے حملے کا ڈر رہا، اس لئے حاکم اول کا ارادہ ہو کہ اہل روم سے اک اہم معرکہ آرائی ہو، اس لئے حاکم اول کے حکم سے عسکر اسلام کے دو اور دو حصے کئے گئے، ہر ہر حصے کا الگ الگ سالار طے ہوا اور وہ سارے عسکر طے کردہ رومی امصار کی معرکہ آرائی کے واسطے راہی ہوئے۔[1]

حاکم روم کو اس کی اطلاع ہوئی، اس کے حکم سے رومی عسکر کے عسکر اسلام کے مساوی حصے کئے گئے، ہر ہر عسکر سالار اعلیٰ کے ہمراہ اہلِ اسلام سے معرکہ آرائی کے واسطے راہی ہوا، اعدائے اسلام کے عسکر کا عدد دس دس سو کے دس گروہ کم ڈھائی لاکھ رہا۔[2]

اور عسکر اسلام کا عدد اعداء اسلام کے عدد کا آٹھواں حصہ رہا،[3] اس لئے عسکر اسلام اک محل اکٹھا ہوا اور حاکم اول کو لکھا کہ عدو کے عسکر کا عدد حد سے سوا ہے، اس لئے کمک ارسال

---

[1] صدیق اکبرؓ نے لشکر اسلام کے چار حصے کئے اک حصے کا سردار عمرو بن العاصؓ کو بنا کر حکم دیا فسطین کے راستے حملہ آور ہوں، دوسرے حصے کی سرداری یزید بن ابی سفیان کو دے کر حکم دیا کہ تم دمشق کی طرف سے حملہ آور ہو۔ تیسرے حصے کی سرداری حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ کو دی اور حکم ہوا کہ حمص کی جانب سے حملہ کرو اور چوتھے حصے کا سردار حضرت شرجیل بن حسنہؓ کو بنا کر حکم دیا کہ تم اردن کی جانب سے حملہ کرو۔ (تاریخ اسلام، ج:۱ص:۳۰۱) [2] دو لاکھ چالیس ہزار۔ [3] تیس ہزار۔

کرو! اس اطلاع کو لے کر حاکم اول کا حکم ہوا کہ حسام اللہ کو ہمارا اک مراسلہ ارسال کرو! اس لیے حسام اللہ ملک کسریٰ معرکہ آراء رہے۔

مسلم اول کا حسام اللہ کو مراسلہ ملا کہ ملک کسریٰ کی مہم کی سالاری اور آدھا عسکر وائل کے مسلم سردار کے حوالے کر دو اور آدھا ہمراہ لے کر دوڑ کر روم آ ؤ اور عسکر اسلام کے سالار اعلیٰ ہو کر اعداء سے معرکہ آراء ہو، حاکم اول کا مراسلہ حسام اللہ کو ملا، حسام اللہ اسی لیے سالاری، وائل کے مسلم سردار کے حوالے کر کے آدھے عسکر کے ہمراہ ملک روم کو راہی ہوئے، راہ کے مراحل کئی مہموں کو سر کر کے طے کیے۔

اک محل کسریٰ کا عسکر سدراہ ہوا، اس عسکر کے سالار اعلیٰ، ہلال[1] کے ولد ام کو ہلاک کر کے حسام اللہ آگے گئے، آگے اس اسرہ کے لوگ سدراہ ہوئے کہ اس اسرہ کے لوگوں کا عمر مکرم سے، مال کی ادائیگی کے واسطے اک اہم معاملہ رہا،[2] اس اسرہ کا سردار[3] واصل دار الآلام ہوا اور کئی لوگوں کو محصور کر کے اہل اسلام معمورۂ رسول لے آئے۔

حسام اللہ آگے گئے اور صحرا کو طے کر کے اک محل[4] ٹھہر گئے ادھر کے لوگ حصار کے کواڑ لگا کر معرکہ آراء ہوئے۔

مآل کار صلح کر لی، ادھر سے آگے حوراں آئے، کڑی معرکہ آرائی ہوئی، ادھر سے کامگار ہو کر اس ملک آ گئے کہ وہ صد ہا رسولوں کی آرامگاہ ہے۔[5] اس طرح عسکر اسلام کا عدد دس دس، کے ساٹھ گروہ کم اک لاکھ[6] ہوا اور اعدائے اسلام کا عدد ڈھائی لاکھ[7] رہا۔

ہر دو گروہ اک دوسرے کے آگے ڈٹ کر حملہ آور ہوئے، معرکہ گرم ہوا سارے اہل اسلام اس طرح دل کھول کر لڑے کہ اعداء کے دل دھڑک گئے۔

---

[1] عقبہ بن ابی ہلال النمری۔ [2] بنو تغلب۔ [3] ہذیل بن عمران۔ [4] تدمر۔ [5] ملک شام۔ [6] چالیس ہزار۔ [7] دو لاکھ چالیس ہزار کے علاوہ ہامان کا اک لشکر ہرقل روم نے بطور کمک بھیجا تھا۔ (تاریخ اسلام، ج:۱، ص:۳۰۲)

معرکہ احد کی طرح اس معرکے سے حوصلگی، دلاوری، اور ولولہ کاری کے وہ احوال آگے آئے کہ اہل عالم کو معلوم ہوا کہ اہل اسلام کو اعلائے اسلام اس عالم مادی کے سارے اموال واملاک اور روح و دل سے سوا اکرم ہے۔ ہر آدمی اس آس کو دل سے لگا کر حملہ آور ہوا کہ وہ اللہ کی راہ سر کٹا کر اللہ کے آگے کامگار ہوگا۔

اک سحر مکمل ہوئی، مگر لڑائی کو طول ہوا کہ دوسری سحر طلوع ہوگئی، سوا لاکھ رومی گمراہ مارے گئے، کئی موں موڑ کر دوڑے، عسکر اسلام سے دس دس سو کے سہ گروہ[1] اللہ کی راہ سر کٹا کر اللہ کے آگے کامگار ہوئے۔ اللہ کے کرم سے کامگاری عسکر اسلام کو حاصل ہوئی اور رسولوں کی آرامگاہ والا ملک اہل اسلام کی مِلک ہوا۔

حاکم روم ڈر کر حمص سے دوڑا، اہل اسلام آگے گئے اور حمص کا محاصرہ کر کے رہے، اعداء اسلام کی رائے ہوئی کہ حصاروں کے کواڑ لگا کر محصور رہو! عسکر اسلام سردی سے ہی ہلاک ہوگا، مگر اللہ کے کرم سے موسم سرما مکمل ہوا اور اہل اسلام سردی سے دور رہے۔

اک سحر عسکر اسلام کا ارادہ ہوا کہ اس حصار محکم کو گرا کر کامگار ہو سارا عسکر اکٹھا ہوا اور مل کر اللہ کے اسم کی صدا[2] لگائی اس سے سارا حصار ہلا اور اس کا اک حصہ گرا، دہرا کر اللہ کے اسم کی صدا لگائی، سارا حصار ہلا، اہل حمص ڈر گئے اور صلح کر لی۔

الحاصل روم کے کئی اہم حمص[3] مسلم اول کے دور ہی کو اہل اسلام کی ملک ہو گئے۔

عسکر اسلام کا اک حصہ، کسریٰ سے معرکہ آراء رہا اور اک حصہ عسکر روم سے معرکہ آراء رہا،

---

[1] تین ہزار۔ [2] مسلمانوں نے ملکر اللہ اکبر کا نعرہ لگایا۔ (سیرت خلفائے راشدین، ص: ۷۰) [3] یرموک، دمشق، شام یرموک اور دمشق کی فتح مورخین نے عہد فاروقی میں بیان کی ہے۔ مگر شیخ ازالۃ الخفاء میں ان کو عہد فاروقی میں شمار کرتے ہیں اور صحیح یہی ہے، ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ جس طرح بعض مفتوحہ مقامات کے لوگ بغاوتیں کرتے تھے، اسی طرح مقامات مذکورہ میں بھی بغاوت ہوئی ہو اور حضرت عمر فاروق ؓ نے ان کو دوبارہ فتح کیا ہو۔ حضرت شیخ فرماتے ہیں: بالجملہ فتح دمشق ویرموک بردست وے (یعنی خالد بن ولید واقع شد بر قیصر ہزیمت افتاد وفراست صدیق اکبرؓ در تفویض منصب امارت بخالد بن ولید تیر برنشانہ زد ومورحال بار دیگر فتح دمشق ویرموک درزمان فارق اعظمؓ تقریرے کنند وجہ جمع آنست کہ ایں فتوح مکرر واقع شد۔ (سیرت خلفائے راشدین، ص: ۷۳)

کامگاری کے سلسلے کو طول ہوا کہ اللہ کا حاکم اول کے واسطے حکم ہوا:

''اے طاہر روح، مالک روح کے ہاں لوٹ مسرور ہوکر''[1]

وصال حاکم اول اور حاکم دوم کے لئے لوگوں سے رائے

مسلم اول کو حاکم اسلام ہوئے سوا دو سال ہوئے، سارا عرصہ امروحی کے دعوے داروں، اسلام سے روگردی والوں اور محروموں کے حصے کی ادائے گی سے روگردوں سے معرکہ آرائی رہی، مآل کار کامگاری ہوئی اور اسلامی کارواں، رواں دواں ہوا۔

عروس مطہرہ[2] راوی ہوئی کہ موسم سرما کی اک سحر کو والد مکرم ماء طاہر سے سر کو دھو کر محموم[3] ہو گئے اور مسلسل آدھا ماہ محموم رہے، اللہ کے گھر کی آمد سے رک گئے، والد مکرم کے حکم سے عمر مکرم عماد اسلام کے لئے اہل اسلام کے امام ہوئے۔ مسلسل محموم رہ کر حاکم اول کو محسوس ہوا کہ ملک عدم سے وداع کا لمحہ آکر رہے گا، اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے ہمدموں سے اسلام کے دوسرے حاکم کے واسطے رائے لی اور کہا کہ مرا ارادہ ہے کہ عمر اہل اسلام کا حاکم ہو، اک ہمدم رسول کا کلام ہوا کہ عمر کڑا آدمی ہے۔

حاکم اول کا رد کلام ہوا کہ حاکم ہو کر وہ ملائم ہوگا۔

رسول اللہ ﷺ کے دہرے داماد اور اسلام کے حاکم سوم سے رائے لی، کہا:

''عمر کی روح اور دل طاہر ہے''۔

علی کرمہ اللہ سے عمر مکرم کے واسطے رائے لی، علی کرمہ اللہ کا حاکم سوم کی طرح کا کلام ہوا۔

ہمدم طلحہ سے رائے لی، وہ اس طرح ہم کلام ہوئے:

''اے حاکم اول! اگر اللہ کا سوال ہوا کہ عوام سے کس طرح کا معاملہ کر کے

---

[1] یہ اس آیت کا ترجمہ ہے یاایتھاالنفس المطمئنۃ ارجعی الیٰ ربک راضیۃ مرضیہ۔

[2] سیدہ عائشہ صدیقہؓ۔ [3] بخار والے۔ (سیر الصحابہ، ج:۱، ص:۵۵)

آئے ہو، اس لمحے کس طرح رد کلام کروگے''؟

حاکم اول کا حکم ہوا کہ ہم کو سہارا دے کر اٹھاؤ! اک آدمی کے سہارے اٹھے اور کہا:

''اللہ سے کہوں گا کہ مرے حکم سے لوگوں کا امام اور حاکم وہ آدمی ہوا ہے کہ وہ سارے لوگوں سے اعلیٰ ہے''۔

اس کلام کو مسموع کر کے ہمدم طلحہ کلام سے رک گئے۔

اسی طرح کئی لوگوں سے الگ الگ رائے لے کر ہر اک کو مسرور کر کے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے دہرے داماد کو حکم ہوا کہ اک عہد لکھو! اس عہد کا اردو ما حاصل اس طرح ہے:

''حاکم اول کا لوگوں سے اس لمحے کا عہد ہے کہ عالم مادی کی عمر مکمل ہو رہی ہے اور عالم معاد کی عمر مل رہی ہے، اس لمحے گمراہ سے گمراہ آدمی اسلام لے ہی آئے گا اور عمل سوء والا آدمی راہ ھدیٰ کا رہرو ہوگا، مری رائے سے عمر مکرم لوگوں کا حاکم ہوا ہے اس لئے کہ مرا ارادہ ہے کہ لوگوں سے ہمدردی اور عمدہ سلوک ہو، اگر عمر عادل رہا، ہم کو اسی طرح معلوم ہے اور اگر عمل سوء کا عامل ہوا، معلوم رہے کہ دلوں کا حال اللہ ہی کو معلوم ہے، ہمارا ارادہ عمدہ سلوک کا ہے اور ہر آدمی کے آگے اس کے اعمال ہوں گے۔ سوء عملی[1] والے ہر آدمی کو معلوم ہو کر رہے گا کہ وہ کس کروٹ الٹے گا۔ سارا عہد لکھوا کر حاکم اول کا اک مملوک کو حکم ہوا کہ سارے لوگوں کے آگے اس عہد کو کہہ دو! وہاں سے اٹھ کر حاکم اول گھر آئے اور گھر کے عالی حصے[2] سے لوگوں سے اس طرح ہم کلام ہوئے:

لوگو! معلوم رہے کہ لوگوں کا حاکم وہ آدمی ہوا کہ ہے سارے لوگوں سے

---

[1] بدکردار۔ [2] چھت۔

اعلیٰ ہے مری اولاد اور اسرہ کا ہر آدمی مری ولی عہدی سے دور ہے[1] اور اس معاملے کے لئے لوگوں سے رائے لی گئی ہے۔ کہو! مسرور ہو کہ اس طرح کا آدمی حاکم ہو''۔؟

اس کلام کو مسموع کر کے سارے لوگ مسرور ہوئے۔

حاکم اول کا کلام ہوا:

''عمر مکرم کے ہر حکم کے عامل رہو''!

لوگ اس کلام کے حامی ہوئے[2] اس سے آگے عمر مکرم سے اصولی اور اساسی[3] کلام ہوا۔ اس کلام کی مدد سے عمر مکرم ہر ہر گام کامگار ہوئے۔

معمورہ رسول کے اردگرد مٹی[4] کا اک حصہ حاکم اول کی عطا سے عروس مطہرہ کی ملک رہا، حاکم اول کا عروس مطہرہ سے کلام ہوا:

''ہماری رائے ہے کہ ہماری دوسری اولاد کو اس حصے کا مساھم کرلو''!

کہا: ''ہاں! کرلوں گی''۔

---

[1] (سیر الصحابہ، ج:۱،ص:۵۶) [2] (تاریخ اسلام، ج:۱،ص:۳۰۶) [3] آپؓ نے حضرت عمرؓ کو مخاطب کر کے فرمایا: اے عمر! میں نے تم کو اصحاب رسولؐ پر اپنا نائب بنایا ہے اللہ تعالیٰ سے ظاہر و باطن ڈرتے رہنا۔ اے عمر! اللہ تعالیٰ کے بعض حقوق ہیں جو رات سے متعلق ہیں، ان کو وہ دن میں قبول نہیں کرے گا، اسی طرح بعض حقوق دن سے متعلق ہیں، جن کو وہ رات میں قبول نہیں کریگا۔ اللہ تعالیٰ نوافل کو قبول نہیں فرماتا جب تک کہ فرائض ادا نہ کئے جائیں۔ اے عمر! جن کے اعمال صالحہ قیامت میں وزنی ہوں گے، وہی فلاح پائیں گے اور جن کے اعمال نیک کم ہوں گے، وہ مبتلائے مصیبت ہوں گے۔ اے عمر! فلاح و نجات کی راہیں قرآن مجید پر عمل کرنے اور حق کی پیروی سے میسر ہوتی ہیں۔ اے عمر! کیا تم کو معلوم نہیں کہ ترغیب و ترہیب اور ارتداد و بشارت کی آیات قرآن مجید میں ساتھ ساتھ نازل ہوئی ہیں، تاکہ مومن اللہ اللہ سے ڈرتا اور اس سے اپنی مغفرت طلب کرتا رہے۔ اے عمر! جب قرآن مجید میں اہل نار کا ذکر آئے تو دعا کرو کہ الٰہی تو مجھے ان میں شامل نہ کرنا اور جب اہل جنت کا ذکر آئے تو دعا کرو کہ الٰہی تو مجھے ان میں شامل کر! اے عمر! تم جب میری ان وصیتوں پر عمل کرو گے تو مجھے گویا اپنے پاس بیٹھا پاؤ گے۔ (ایضاً) [4] زمین۔

حاکم اول کا کلام ہوا:

''اہل اسلام کے مال سے اک مملوکہ[1] اور دو سواری کا مالک رہا ہوں، وہ عمر مکرم کو لوٹا آؤ''! وہ لوٹا آئی۔

حاکم اول راہی ملک عدم ہوئے، وہ سواری اور مملوکہ عمر مکرم کو دے دی گئی۔

عروس مطہرہ سے مروی ہے:

''والد مکرم کا حکم ہوا کہ ملک عدم کی رحلہ کے آگے ہمارا سارا گھر ٹٹولو اگر کوئی مال ملے وہ عمر مکرم کے حوالے کر دو! حاکم اول کی رحلہ کے آگے سارا گھر ٹٹولا۔ معلوم ہوا کہ سارا گھر ہر طرح کے مال سے محروم ہے۔''

عروس مطہرہ کا کلام ہے:

''حاکم اول کا کلام ہوا کہ وہ رداء کہ اوڑھے ہوئے ہوں، رحلہ کے آگے اسی کو دھو کر اوڑھا دو! کہا! عمدہ رداء اوڑھاؤں گی۔

حاکم اول کا کلام ہوا کہ عمدہ رداء عام لوگوں کے لئے ہے، مُردوں کے لئے کہاں؟ اس کے آگے سوال ہوا کہ اس سحر کا اسم ہم سے کہو![2] کہا کہ سوموار۔ دوہرا کر سوال ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا وصال کس سحر ہوا؟ کہا: اسی سحر کو۔ حاکم اول کا کلام ہوا کہ مری دعا ہے کہ اسی سحر وصال ہو!

دعا مسموع ہوئی، اسی سحر ساٹھ[3] اور سہ سال کی عمر مکمل کر کے، دو ماہ کم، ماہِ آٹھ کی دس اور دس اور دو کو راہی دار السلام ہوئے۔

---

[1] حضرت ابوبکر صدیقؓ نے بیت المال سے اک باندھی اور دو اونٹنیاں لی تھیں۔ (سیر الصحابہ، ج:۱،ص:۵۶) [2] آپؓ نے پوچھا آج دن کو کونسا ہے لوگوں نے جواب دیا دوشنبہ [3] آپؓ کی وفات سوموار کے دن مغرب کے بعد تریسٹھ سال کی عمر میں ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ کو ہوئی۔ اناللہ و انا الیہ راجعون. (تاریخ اسلام، ج:۱،ص:۳۰۶)

(ہم ساروں کا اللہ مالک ہے اور ہر آدمی اسی کے ہاں لوٹے گا)۔

سر دھلائی[۱] کا اکرام حاکم اول کی گھر والی ''اسماء'' کو حاصل ہوا۔ رکوع[۲] سے عاری عماد اسلام کے امام عمر مکرم ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے دہرے داماد، ہمدم طلحہ، حاکم اول کے لڑکے[۳] اور عمر مکرم کے واسطے سے لحد کے حوالے ہوئے، اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کی ساری عمر کا ہمدم، اسلام کا حاکم اول، رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے ہمراہ[۴] ملحود ہو کر دائمی ہمراہی کے لئے دار السلام کو سدھارا۔[۵]

---

۱ غسل۔ ۲ نماز جنازہ۔ ۳ عبدالرحمان بن ابی بکرؓ ۴ لحد دیا ہوا مدفون۔ ۵ (سیر الصحابہ، ج:۱، ص:۵۷)

اللہ کے اسم سے کہ وہ عمومی رحم و کرم والا ہے

مطالعہ

سسرِ رسولؐ، داماد علی، اسلام کے حاکم دوم، عمر مکرم (اللہ اس سے مسرور رہو)

اسم مسعود

سسر رسول، حاکم دوم کا اسم مکرم عمر ہے۔[۱]

مولودی سلسلہ

حاکم دوم کا مولودی سلسلہ ہادی اکرمؐ کے مولودی سلسلے کے عدد آٹھ سے ملا ہوا ہے۔[۲]

حاکم دوم کے گھر والے

حاکم دوم کے گھر والے دور لاعلمی سے ہی اعلیٰ کردار کے حامل رہے، سارے اہل مکہ اہم معاملوں کے لئے حاکم دوم کے دادا، عدی سے رائے لے کر آمادۂ عمل رہے، اسی طرح اہم ملکی معاملوں (اطلاع رسائی) کے واسطے وہی آگے آگے رہے۔[۳]

عالم مادی کو آمد

عمر مکرم کی اس عالم مادی کو آمد وداع مکہ سے ساٹھ کم سو سال ادھر ہوئی۔

رسول اللہؐ کا عطا کردہ اسم

عمر مکرم اسلام لائے، گمراہ لوگ عمر مکرم کی الم رسائی کے واسطے ساعی ہوئے، عمر مکرم

---

[۱] اور کنیت ابوحفص، لقب فاروق، والد کا نام خطاب، والدہ کا نام ختمہ ہے۔ (سیر الصحابہ، ج:۱، ص:۹۶) [۲] آپؓ کا سلسلہ نسب اس طرح ہے: عمر بن خطاب بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن رباح بن عبداللہ بن زراح بن عدی بن کعب بن لوئی، کعب کے دو بیٹے ایک عدی دوسرے مرہ، مرہ آنحضرتؐ کے اجداد میں سے ہیں یعنی آٹھویں پشت میں حضرت عمرؓ کا سلسلہ نسب آنحضرتؐ کے سلسلہ نسب میں مل کر ایک ہو جاتا ہے۔ (تاریخ اسلام، ج:۱، ص:۳۱۰) [۳] آپؓ کے جد اعلیٰ عدی عرب کے باہمی منازعات میں ثالث مقرر ہوا کرتے تھے اور قریش کو کسی قبیلے کے ساتھ ملکی معاملہ پیش آجاتا تو سفیر بن کے جایا کرتے تھے یہ دونوں منصب عدی کے خاندان میں نسلاً بعد نسلاً چلے آرہے تھے۔ (سیر الصحابہ، ج:۱، ص:۹۶)

کے ماموں عاص ولد وائل کہ اس لمحہ اسلام سے محروم رہے، آڑے آگئے اور کہا: ''لوگو! عمر کا حامی ہوں، عمر سے دور رہو''۔ مگر اسلام لا کر عمر مکرم کو کہاں گوارا کہ اک گمراہ اس کا حامی ہو؟ اس لئے ماموں کی مدد کو ٹھکرا کر گمراہوں کے آگے ڈٹے رہے۔

مآل کار اہل اسلام کے ہمراہ دار اللہ گئے اور عمداً اسلام ادا کی اور وہ اول لمحہ ہوا کہ اسلام کو گمراہی کے آگے علو ملا، اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم سے عمر مکرم کو اک اہم اسم عطا ہوا، اس اسم کی مراد ہے کہ عمر سے اسلام اور گمراہی الگ الگ ہوگئے۔[1]

دور لاعلمی کے احوال

عمر مکرم، والد کے حکم سے سواری کے گلہ کے راعی رہے اور اس کے آگے مولودی سلسلے کے عالم اور ماہر کلام ہوئے گھڑسواری اور لڑائی کے اطوار کے ماہر ہوئے۔ اور علم محرری[2] کے اس لمحے عالم ہوگئے کہ کم لوگ اس علم کے عالم ہوئے۔

مالی آسودگی[3] کی راہ

مکہ کے عام لوگوں کی طرح عمر مکرم مالی آسودگی کے لئے سوداگری کی راہ لگ کر کئی امصار و ممالک کو کوراہی ہوئے، اس سے عمر مکرم کو کمال، حوصلگی، کاموں کی عمدگی، اور معاملے کے اطوار حاصل ہوئے، اسی لئے اہل اسرہ کی رائے سے امصار ممالک کے لوگوں سے[4] ہمکلامی کے واسطے ماموررہے اور کئی طرح کے معاملے عمدگی سے حل کئے۔

رسول اللہ ﷺ کی آمد اور عمر مکرم

عمر مکرم کی عمر اٹھارہ اور دس سے اک سال کم کی ہوئی کہ مہر[5] امر الٰہی طلوع ہوا اور وادی

---

[1] حضرت عمر فاروق ؓ اسلام لائے اور مکہ میں اپنے مشرک ماموں عاص بن وائل کی پناہ میں آنے سے انکار کر دیا اور مسلمانوں کے ساتھ علانیہ بیت اللہ میں نماز ادا کی اس کے صلے میں دربار نبوت سے فاروق کا لقب ملا جس کے معنی ہیں حق و باطل میں فرق کرنے والا۔ (صحابہ کرام انسائکلو پیڈیا ص: ۱۳۸) [2] لکھنا پڑھنا [3] معیشت [4] سفارت [5] آفتاب رسالت۔

مکہ "اللہ احد" کی لو[1] سے دمک اٹھی۔

عمر مکرم اس کی سہار سے محروم رہے اور عام لوگوں کی طرح اہل اسلام کے عدو ہو کر دکھ دہی اور الم رسائی کے واسطے ساعی ہوئے۔[2]

اس کی اک مملوکہ[3] اللہ کے کرم اور اس کی عطا سے اسلام لے آئی، عمر مکرم کو معلوم ہوا۔ اس مملوکہ صالحہ کو اس طرح کی مار ماری کہ وہ ادھ موئی ہوگئی اور عمر مکرم ہی کی مار سے وہ اعمیٰ[3] ہوگئی، مکے کے سردار اس سے مسرور ہوئے اور کہا کہ ہمارے الہوں کے حکم سے وہ اعمیٰ ہوگئی ہے، اس مملوکہ صالحہ کو اس کلام سے ملال ہوا اور کہا کہ مٹی کے الٰہ مکے والوں سے سوا لاعلم رہے۔ اللہ کا حکم ہمارے لئے اسی طرح ہوا، اللہ سارے امور کا مالک ہے، اگر اس کا حکم ہو وہ اس مملوکہ کو دم کے دم عام لوگوں کی طرح اس روگ سے دور کردے، اللہ کے کرم کی اک لہر آئی اور وہ مملوکہ اس کے حکم سے معمول کی طرح ہوگئی۔[4]

اسی طرح دوسرے اہل اسلام کو دکھ دے کر مسرور ہوئے، مگر اس سے محروم رہے کہ کسی مسلم کو راہ ھدیٰ سے دور کرے۔

سسر رسول عمر مکرم کا اسلام[5]

ادھر ہادی اکرمؐ اور سارے ہمدم اعلائے کلمہ اسلام کے لئے ہر طرح ساعی رہے، ادھر لوگوں کے دل اسلام کے لئے ہموار ہوئے، ادھر مکے والوں کے دل حسد و ہوس کی آگ سے دھک اٹھے۔

علماء سے مروی ہے کہ رسول اکرمؐ اللہ سے دعا گو ہوئے کہ اے اللہ! عمر[6] اور عمرو،[7] ہر دو

---

[1] روشنی (سیر الصحابہ، ج: ص:۹۷) [2] حضرت زنیرہؓ حضرت عمرؓ کی کنیز تھیں ان کی مار سے اندھی ہوگئی تھیں [3] اعمیٰ، اندھی [4] بعض روایتوں میں اس باندھی کا نام لبینہ ہے۔ (ہادی عالم، ص:۹۷، بحوالہ سیرۃ المصطفیٰ، ج:۱، ص:۱۷۳)

[5] حضرت عمر فاروقؓ کے اسلام کا پورا واقعہ اور حوالے ہادی عالم سے منقول ہیں۔ حضرت عمر فاروق ہجرت حبشہ اولیٰ اور ثانیہ کے درمیان اسلام لائے (سیرت المصطفیٰ ص ۱۶۱) [6] عمر فاروقؓ [7] عمرو بن ہشام (ابو جہل)

سرداروں سے کسی اک کو اسلام کا حامی کر دے اور اس سے اسلام کی مدد کر۔[1] (رواہ احمد)

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کو وحی سے معلوم ہوا کہ عمرو اسلام سے محروم رہے گا، اس لئے ہمدم مکرم عمر کے لئے دعا دی کہ اے اللہ! عمر سے اسلام کی مدد کر۔[2]

ادھر صوری طور سے ہمدم رسول عمر کی اسلام سے آمادگی کا حال ہمدم گرامی عمر ہی سے اس طرح مروی ہے:

"عمرو کا اہل مکہ سے وعدہ ہوا کہ اگر کوئی محمدؐ کو مار ڈالے اس کو سو سواری عطا کروں گا۔" عمر اس سے ملے اور اس وعدے کا حال اس سے معلوم کر کے گھر سے مسلح ہو کر اس ارادے سے گھر رواں ہوئے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کو مار کر اموال حاصل کرے راہ کے اک محل آئے کہ وہاں اک گائے کھڑی ہے اور لوگوں کا ارادہ ہے کہ اس کو کاٹ کر مسرور ہوں۔ عمر وہاں آ کر کھڑے ہوئے معاً اس گائے سے صدا آئی:

لوگو! اک امر کامگار ہے، عالی کلام والا اک مرد ہے اور صدا دے رہا ہے کہ گواہ رہو کہ اللہ واحد ہے اور محمدؐ اس کا رسول ہے۔[3]

عمر گرامی کو محسوس ہوا کہ وہ صدا عمر ہی کو دی گئی ہے اور اس صدا کا روئے کلام اسی کے لئے ہے، مگر عمر اسی ارادے سے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے گھر کے لئے رواں رہے۔ اک آدمی[4] ملا اور کہا: اے عمر! کہاں کا ارادہ

---

[1] سیرت مصطفیٰ ج ا ص ۱۹۵۔ [2] سنن ابن ماجہ کے حوالے سے سیرت مصطفیٰ میں دعا کے یہ الفاظ نقل ہوئے ہیں اللھم ایدالاسلام بعمربن الخطاب خاصۃ (اے اللہ خاص عمر بن خطاب سے اسلام کو قوت دے) (ص ۱۹۵)

[3] اس بچھڑے سے یہ آواز آئی یاا ل ذریع امرنجیع رجل یصح بلسانٍ فصیح یدعواالی شھادۃ ان لاالہ الااللہ وان محمدرسول اللہ۔ (اے آل ذریح ایک کامیاب امر ہے ایک مرد ہے جو فصیح زبان کے ساتھ صدا دے رہا ہے اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ کی شہادت کے لئے بلا رہا ہے (سیرت مصطفیٰ بحوالہ فتح الباری ص ۱۹۶)

[4] نعیم بن عبداللہ نحام ملے۔

ہے؟اس سے دل کاارادہ کہا: محمد کو مار کرہی لوٹوں گا۔وہ آدمی آگے ہوااور کہا:'' اول والد کے داماداوراس کے گھروالوں کا حال معلوم کروہ وہ اسلام لے آئے۔''

اس اطلاع سے عمر کھول اٹھے اوراسلحہ لے کر وہاں آئے ،اس گھر آکر کلام الٰہی کی سحر کار صدا دل سے ٹکرائی، مگر وہ آگے آئے اوروالد کے داماداوراس کی گھر والی کواس طرح مارا کہ وہ لہولہو ہوگئے ،مگر وہ اللہ والے اس کے آگے مار کھا کرڈٹے رہے اور کہا: اے عمر! ہمارا کوئی حال کرو! ہم اسلام لے آئے اوراللہ کے کرم سے گمراہی سے دور ہوئے۔

عمر مکرم آگے آئے اور کہا: وہ کلام ہمارے آگے دہراؤ! اللہ کا کلام مسموع[۱] ہوا، دل کی گرہ کھلی گمراہی اورلاعلمی کی کالی گھٹادل سے ہٹی، اک سرمدی سرور طاری ہوااور کہا: وہ کلام ہر کلام سے اعلیٰ واکرم ہے''۔[۲]

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے اک اور ہمدم[۳] وہاں عمر مکرم کے ڈر سے لکے رہے آگے آئے اور کہا:

''اے عمر! مسرور ہو کہ ہادی اکرمؐ کی دعا کامگار ہوئی''۔

عمر مکرم کااصرار ہوا کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے گھر کی راہ دکھاؤاور ہمارے ہمراہ آؤ!

---

[۱] آپ کی بہن فاطمہؓ نے قرآن کے اجزا سامنے لاکر رکھ دیئے اٹھا کر دیکھا تو یہ سورت تھی: سبح لله مافی السموات والارض و هو العزیز الحکیم (حدید) زمین وآسمان میں جو کچھ ہے سب خدا کی تسبیح پڑھتے ہیں اور وہ غالب اور حکمت والا ہے۔ ایک ایک لفظ پر ان کا دل مرعوب ہوتا جاتا تھا، یہاں تک کہ جب اس آیت پر پہنچے امنوا باللہ ورسولہ (خدا اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ) تو بے اختیار پکار اٹھے اشهدان لااله الاالله واشهدان محمدرسول الله ۔(سیر الصحابہ، ج:۱،ص:۹۹) [۲] قرآن کریم کی آیات سن کر حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا: مااحسن هذاالکلام واکرمه. کیا ہی اچھا اور بزرگ کلام ہے (سیرت مصطفیٰ ص ۱۹۷) [۳] اس وقت حضرت خبابؓ حضرت عمرؓ کی بہن اور بہنوئی کو تعلیم دے رہے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے وہ ہمدم، عمر مکرم کو لے کر سوئے دار کوہ آگئے اور وہاں در کھٹکھٹا کے کھڑے ہوئے، اس لمحہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم وہاں عم ہمدم اور دوسرے لوگوں کے ہمراہ رہے، عم ہمدم کو معلوم ہوا کہ عمر در کے ادھر کھڑا ہے۔ کہا:

''اگر عمر اصلاح کے ارادے سے آرہا ہے، ہم سے عمدہ سلوک حاصل کرلے گا اور اگر اس کا کوئی اور ارادہ ہے، اسی کی حسام[1] سے اس کو ہلاک کروں گا''۔

عمر مکرم راوی ہوئے:

''رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے حکم سے گھر کا در کھلا، دو ہمدم اس کے لئے آگے آئے، مگر رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا حکم ہوا کہ اس سے الگ رہو اور کہا: اے عمر! اسلام لے آؤ اور دعا کی کہ ''**اللھم اھدہ**''[2] اے اللہ! اس کو راہِ ھدیٰ عطا کر''!

عمر مکرم آگے آئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! اسی ارادے سے اس گھر کو راہی ہوا ہوں اور کلمہ اسلام کہہ کر رسول اکرمؐ کے حامی ہوئے ہادی اکرمؐ کمال مسرور ہوئے اور ''اللہ احد'' کی صدا لگا گئی۔

عمر مکرم کے اسلام سے اہل اسلام کو کمال حوصلہ ہوا۔ عمر مکرم اٹھے اور کہا:

''اے اللہ کے رسول! سارے اہل اسلام کو ہمراہ لے کر سوئے حرم آؤ کہ اللہ کا گھر صدائے لا الہ الا اللہ سے معمورہ ہو''۔[3]

عمر مکرم اہل اسلام کو لے کر حرم آئے اور مکے کے گمراہوں سے کہا: اے لوگو! گواہ رہو کہ عمر کو راہ ھدیٰ مل گئی اور وہ اللہ اور اس کے رسول کا حامی ہوا ہے۔ اہل اسلام کھلم کھلا حرم

---

[1] حسام عربی میں تلوار کو کہتے ہیں (المنجد) [2] سیرت ابن ہشام کے حوالے سے سیرت مصطفیٰ میں یہی الفاظ نقل کئے گئے ہیں۔ [3] اس وقت تک مسلمان دار ارقم میں ہی چھپ کر عبادت کرتے تھے، حضرت عمرؓ کے اسلام کے بعد وہ علی الاعلان حرم شریف آکر عبادت کرنے لگے۔

آ کر محو حمد الٰہی ہوں گے اگر کسی کو حوصلہ ہو آ گے آئے۔

الحاصل اس طرح عمر مکرم کے واسطے سے اہل اسلام کے لئے حرم الٰہی کا در کھلا اور وہ کھلم کھلا وہاں آ کر اللہ کے آگے سر ٹکا کر اور دار اللہ کا دور[1] کر کے مسرور ہوئے۔

علماء سے مروی ہے کہ عمر مکرم اسلام لائے، عمر مکرم کا ارادہ ہوا کہ اول کسی اس طرح کے آدمی کو اطلاع دوں کہ وہ سارے اہل مکہ کو اس امر سے مطلع کر دے، اس لئے ولد معمر کے گھر گئے اور اس سے اسلام کا حال کہا، وہ اسی دم سوئے حرم دوڑے اور لوگوں کو عمر مکرم کے اسلام کی اطلاع دی۔[2]

عمر مکرم اس کے ہمراہ حرم آئے، لوگ اس کے عدو ہو کر حملہ آور ہوئے اور عمر مکرم کو مارا عاص[3] ولد وائل سہمی عمر مکرم کے ماموں کہ اس لمحے راہ ھدیٰ سے محروم رہے۔ وہاں آئے لوگوں سے حال معلوم ہوا کہا: لوگو! اس سے الگ رہو! عاص اس کا حامی ہے۔ اس طرح وہ عمر مکرم کو گھر لے آئے، مگر عمر مکرم کو کہاں گوارا کہ اک گمراہ اس کا حامی ہو، ماموں کی مدد کو ٹھکرا کر گمراہوں کے آگے ڈٹ گئے۔

مآل کار اہل اسلام کے ہمراہ دار اللہ گئے اور عماد اسلام ادا کی۔ وہ اول لمحہ ہوا کہ اسلام کو گمراہی سے علو حاصل ہوا، اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم سے عمر مکرم کو اک اہم اسم عطا ہوا، اس اسم کی مراد ہے کہ عمر سے اسلام اور گمراہی الگ الگ ہو گئے۔

عمر مکرم کے اسلام سے اہل مکہ کو کمال دکھ ہوا اور وہ آگے سے سوا اہل اسلام کے عدو ہوئے، ادھر اہل اسلام کو عمر مکرم کی ہمدمی سے کمال حوصلہ ہوا اور وہ کھل کر عمل اسلام کے لئے ساعی ہوئے۔

---

[1] طواف۔ [2] یہ روایت ابن سعد کی ہے (جزو:۳، ج: اول، ص:۱۹۳، سیر الصحابہ، ج:۱، ص:۱۰۶) [3] عاص بن وائل سہمی نے حضرت عمر فاروقؓ کو پناہ دی۔ (سیرت مصطفیٰ، ص:۱۹۸)

وداع مکہ

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم اور رسول اکرمؐ کے ہمدموں کی مسلسل ساعی سے
اردگرد کے لوگوں کو راہ ھدیٰ ملی اور کلمۂ اسلام کے حامی اک اک کر کے سوا ہوئے۔

مکہ کے گمراہوں کے دل حسد اور ہوس کی آگ سے دہک اٹھے، وہ کھلم کھلا اہل اسلام کے عدو ہو کر دکھ دہی اور الم رسائی کے واسطے ساعی ہوئے۔ سارے اہل اسلام، اللہ اور اس کے رسول کے دلدادہ رہے اور ہر مسلم کا دل اسلامی دروس سے معمور رہا، اس لئے سارے دکھوں کو سہہ گئے[۱]۔

امروحی کو اک کم آٹھ سال ہوئے کہ عمر مکرم اسلام لائے[۲] اور امروحی کے دس اور سہ سال کو وداع مکہ کا حکم ہوا۔ اس طرح عمر مکرم دو کم آٹھ سال مکہ والوں کی الم رسائی کو سہہ کر اللہ کے آگے کامگار ہوئے۔

اہل اسلام کو وداع مکہ کا حکم ہوا عمر مکرم کا ارادہ ہوا کہ وہ اہل اسلام کے ہمراہ معمورۂ رسول کو راہی ہوں، اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے آگے آئے اور وداع مکہ کی رائے لے کے اٹھے اور مسلح ہو کر گمراہوں کے آگے سے ہو کر دار اللہ آئے، دار اللہ کے دور کی ادائگی کی اور عمداً اسلام ادا کر کے گمراہوں کے سرداروں سے اس طرح ہم کلام ہوئے:

> ”او کالے موں والو! اگر کسی کا ارادہ ہو کہ اس کی ماں اس کے روئے اور اس کی گھر والی اس کو کھوئے اور اس کی اولاد اس کے سائے سے محروم ہو، وہ آگے آئے اور عمر کو وداع مکہ سے روکے۔

سارے گمراہ اس حوصلے سے محروم رہے کہ وہ عمر مکرم کو روک کر مسرور ہوں۔

عمر مکرم ادھر سے راہی ہو کر عوالی[۳] آئے (کمار واہ مسلم) اور اک مددگار[۴] کے گھر آ کر

---

۱ اگر ان بلاکشان اسلام میں غیر معمولی جوش ثبات اور وارفتگی کا مادہ نہ ہوتا تو ایمان پر ثابت قدم رہنا غیر ممکن تھا (سیر الصحابہ ج ا ص ۱۰۶) ۲ حضرت عمر فاروقؓ ۷ نبوی میں اسلام لائے اور ۱۳ نبوی میں ہجرت ہوئی (ایضاً)
۳ قباء اس کا دوسرا نام عوالی ہے۔ ۴ رفاعہ بن عبد المنذرؓ۔

ٹھہرے عمر مکرم کے آگے کئی ہمدم وداع مکہ کر کے معمورۂ رسولؐ اور سارے لوگوں کو رواں کر کے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم اور ہمدم مکرم، حاکمِ اسلام وداع مکہ کر کے معمورۂ رسول آئے۔[1]

معاہدۂ ہمدردی

رسول اللہؐ کے ہمدموں کے سارے اموال واملاک مکہ مکرمہ ہی رہ گئے، اس لئے مالی طور سے سارے ہمدموں کا حال گراں ہوا، اس لئے رسول اللہؐ کی رائے ہوئی کہ ہر مددگار اک ہمدم کو گھر لے آئے اور اس سے والد کے لڑکے کی طرح کا عمدہ سلوک کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے مددگار، رسول اکرمؐ کے حکم سلوک سے کمال مسرور ہوئے اور ہمدموں کے لئے دلوں کے در وا کئے، ہر مددگار کو رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے حکم سے اک الم گسار ملا، وہ اس کا ہر طرح سے ہمدرد اور دلدادہ ہوا۔[2]

عمر مکرم کا معاہدہ عمدہ سلوک اسرۂ اولاد سالم کے سردار ولد مالک[3] سے ہوا۔

صدائے عماد اسلام کے لئے عمر مکرم کی رائے

معمورۂ رسولؐ کا اسلام مکہ کی طرح دکھوں اور آلام سے دور رہا، اہل اسلام کھلم کھلا احکام اسلام کی راہ کے راہرو ہوئے اک اک کر کے اللہ والوں کا گروہ سوا ہوا اور لوگ معمورۂ رسول آ آ کر دور دور کے محلوں کو معمور کر کے رہے، اس لئے مسئلہ کھڑا ہوا کہ کس طرح اہل اسلام کو عماد اسلام کی اطلاع ہو؟

رسول اللہؐ کا حکم ہوا کہ لوگو! ہم کو رائے دو کہ کس طرح سارے اہل اسلام کو عماد اسلام کی اطلاع ملے؟ کسی کی رائے ہوئی کہ آگ سلگا کر اطلاع کرو۔ کسی کی رائے ہوئی کہ ڈھول کوٹ کر۔

عمر مکرم کی رائے ہوئی کہ اک آدمی کھڑا ہو کر عماد اسلام کے واسطے صدا دے۔ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم اس رائے سے مسرور ہوئے، اک ہمدم[4] کو حکم ہوا کہ کھڑے ہو کر صدائے

---

[1] عقد مواخات [2] ہادی عالم ص ۱۵۹ [3] حضرت عتبہ بن مالک، (سیر الصحابہ ج ۱ ص ۱۰۷) [4] حضرت بلال حبشیؓ

عمداً اسلام کہے!

اس طرح اسلام کا اک اہم کام عمر مکرم کی رائے سے طے ہوا کہ اس کی صدا سے سارا عالم سدا کے لئے د مکے گا۔[1]

معرکے اور دوسرے احوال

معمورۂ رسول آ کر اہل اسلام کے اعدائے اسلام سے کئی معرکے ہوئے، عمر مکرم ہر ہر معرکے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم اور اہل اسلام کے ہمراہ رہے۔

معرکہ[2] اول اور عمر مکرم

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے حکم سے سارے ہمدم و مددگار اکٹھے ہوئے، معرکۂ اول کے واسطے رائے لی گئی۔

اول ہمدم مکرم کا عمدہ اور حوصلہ ور کلام ہوا، ہمدم مکرم کے کلام کی حوصلہ وری کو مسموع کر کے عمر مکرم کھڑے ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے ہر حکم کے لئے آمادگی کا عہد کر کے لڑائی کے لئے آمادہ ہوئے۔[3] عمر مکرم اس معرکے کے کمال حوصلہ وری سے لڑے۔

لڑائی کا اک اہم مرحلہ

لڑائی کے اک مرحلے عمر مکرم کا ماموں عاص[4] عمر مکرم سے معرکہ آراء ہوا اور عمر مکرم کی دھاردار حسام سے ہلاک ہو کر واصل دارالآلام ہوا، اس طرح عمر مکرم اسرہ کے گمراہ لوگوں کی ہمدردی سے دور رہے اور اہل عالم کو معلوم ہوا کہ اہل اسلام کو اللہ اور اس کے رسول کا حکم سارے لوگوں سے سوا مکرم ہے۔

مآل کار عسکر اسلام کامگار رہا اور معرکہ اول کے محصوروں اور مال کامگاری لے کر معمورہ رسول لوٹا۔

---

[1] (سیر الصحابہ ج ا ص ۱۰۷) [2] غزوہ بدر [3] (ہادی عالم ص ۱۷۰) [4] عاص بن ہشام بن مغیرہ۔

محصوروں کے لئے عمرِ مکرم کی رائے

محصوروں کے واسطے رائے لی گئی، رسول اکرمؐ کی رائے ہوئی کہ محصوروں سے عمدہ سلوک کرو! عمر مکرم کھڑے ہوئے اور رائے دی:

''اے رسول اللہ! سارے محصوروں کو مار ڈالو''

عمر مکرم ساری عمر، اللہ اور اس کے رسول کے اعداء کے لئے دھاردار حسام[1] ہو کر رہے، مگر رسول اکرمؐ کا دہرا کر کلام ہوا:

''لوگو! اللہ کے حکم سے محصوروں کے امور کے مالک ہوئے ہو، اس لئے سلوک سے کام لو!''[2]

عمر مکرم دہرا کر کھڑے ہوئے اور وہی رائے دی۔ ہمدم مکرم کھڑے ہوئے اور کہا کہ:

''اے رسول اللہ! ہماری رائے ہے کہ محصوروں سے مال[3] رہائی لے کر سارے لوگوں کو رہا کردو! اللہ سے آس ہے کہ وہ اسلام لا کر گمراہوں کے آگے ہمارے مددگار رہوں گے۔''[4]

رسول اکرم کو ہمدم مکرم کی رائے سے مسرور ہوئے اور حکم ہوا کہ محصوروں سے مال رہائی لے کر سارے لوگو کو رہا کردو۔[5]

---

۱ تلوار ۲ آنحضرتؐ نے شروع میں فرمادیا تھا کہ اللہ نے تم کو ان پر قدرت دی ہے اور کل یہ تمہارے بھائی تھے منشاء یہی تھا کہ ان سے حسن سلوک کرو۔ ۳ زرِ فدیہ۔ ۴ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی یہ رائے اس لئے تھی کہ شاید یہ لوگ کسی وقت اسلام لے آئیں۔ (ہادی عالم، ص:۱۹۵) ۵ قرآن کریم کی آیت کریمہ یہ ہے: ما کان لنبی ان یکون اسری حتی یثخن فی الارض تریدون عرض الدنیا واللہ یرید الاخرۃ واللہ عزیز حکیم (سورہ انفال آیت ۶۷) غیر منقوط اردو میں اس کا صرف مفہوم دیا گیا ہے آیت کریمہ کا اصل ترجمہ یہ ہے: کسی نبی کیلئے لائق نہیں کہ اس کے پاس قیدی آئیں یہاں تک کہ ان کو قتل کرے اور زمین میں ان کا خون بہائے، تم دنیا کا مال ومتاع چاہتے ہو اور اللہ آخرت کی مصلحت چاہتا ہے اور اللہ غالب اور حکمت والا ہے، اگر اللہ کا نوشتہ مقدر نہ ہو چکا ہوتا تو اس چیز کے بارے میں جو تم نے لی ہے ضرور تم کو بڑا عذاب پہنچتا۔ (ترجمہ از سیرت مصطفیٰ ص ۷۰۴ ماخوذ از ہادی عالم ص ۱۹۶-۱۹۷)

اس رائے کا اصل مدعی وہ احساس رہا کہ اگر محصورر ہا ہو گئے آس ہے کہ وہ اسلام لا کر اہل اسلام کے حامی ہوں گے اس طرح اسلام کے کام کو سہارا لگے گا۔

اللہ مالک الملک کا دھمکی والا کلام

مگر اس عمل سے کلام الٰہی وارد ہوا اور اس سے اللہ کا مدعیٰ دوسرا ہی معلوم ہوا۔ کلام الٰہی کا ماحاصل اس طرح ہے:

''کسی رسول کے لئے وہ امر گوارا کہاں کہ لوگ اس کے لئے محصور ہوں (گوارا ہے کہ) سارے محصوروں کو مار ڈالے، مگر لوگ اس عالم مادی کے مال واملاک کے لئے آمادہ ہو گئے اور اللہ اس عالم سرمدی کا ارادہ کر رہا ہے اور اللہ حاوی اور حکم والا ہے، اس مال سے کہ وصول ہوا اللہ کے دکھ اور الم کے حصہ دار ہوئے، مگر اللہ کا لکھا ہوا امر آڑے آ کر رہا۔''[۱]

دراصل اس دھمکی والے کلام کے روئے کلام کے مورد وہ لوگ ہوئے کہ اس عالم مادی کے مصالح کے لئے مال رہائی کی وصولی کے لئے عامل ہوئے، علماء کی رائے ہے معدود لوگ اس طرح کے رہے ہوں گے کہ حصول مال کا ارادہ کر کے اس رائے کے عامل ہوئے، اس سے معلوم ہوا کہ عمر مکرم کی رائے مدعا الٰہی سے ملی ہوئی رہی[۲]۔

معمورۂ رسول کے اسرائلی گروہ سے معرکہ

معرکہ اول کے آگے معمورۂ رسول کے اک اسرائلی گروہ[۳] سے معرکہ ہوا اور دوسرے کئی معرکے ہوئے، عمر مکرم ہر ہر معرکے سرگرم عمل رہے[۴]۔

---

۱ (ہادی عالم) ۲ (ایضاً) ۳ بنو قینقاع ۴ جیسے غزوہ سویق وغیرہ۔ (سیر الصحابہ، ج:۱ص:۱۰۹)

معرکۂ احد اور عمر مکرم

ودا ع مکہ کے سال سوم ماہ صوم سے اگلے ماہ[1] معرکۂ احد ہوا[2]

اعدائے اسلام اور اہل اسلام اک دوسرے کے آگے آکرلڑائی کے لئے آماد ہوئے، ادھر اعدائے اسلام کا دس دس سو کے سہ گروہ[3] کا اک کمال مسلح عسکر طرار اور ادھر اہل اسلام کا سو[4] کم آٹھ سو کا محدود و معدود، کم عدد و کم مسلح عسکر۔[5]

ہر دو گروہ اک دوسرے کے آگے ڈٹ کر حملہ آور ہوئے، معرکہ گرم ہوا، سارے ہی اہل اسلام اللہ اور اس کے رسول کے لئے دل کھول کرلڑے، مگر علی کرمہ اللہ، عم اسد اللہ[6]، اور عمر مکرم اس طرح دلاوری اور حوصلہ وری سے لڑے کہ عسکر اعداء کے دل دھڑک اٹھے اور اہل اسلام لئے کامگاری کا در کھلا، اس گھاٹی والوں کی حکم عدولی سے اہلِ اسلام کی وہ کامگاری ادھوری رہ گئی۔

ادھر اہلِ اسلام کا مسلح رسالہ گھاٹی سے ہٹ کر الگ ہوا، ادھر مکہ کا اک سردار[7] کہ لڑائی اور اس کے اطوار کا ماہر رہا، سولوگوں کو ہمراہ لے کر گھوم کر اس گھاٹی کے آگے آکر حملہ آور ہوا۔

گمراہوں کے عسکر کو اس حال کی اطلاع ملی وہ حوصلہ کر کے اکٹھے ہوئے اور گمراہوں کے دوسرے علمدار عکرمہ کے ہمراہ ہوکر اہل اسلام کے عسکر کے لئے حملہ آور ہوئے۔

اہل اسلام کو اک دھکا سا لگا، وہ ہر دو راہ سے اعداء اسلام سے گھر گئے اور سارا عسکر اسلامی کئی حصے ہوکر ادھر ادھر ہوا۔

گمراہوں کے حملے سے رسول اکرم صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کی ڈاڑھ ٹوٹ کر گری اور لوہے کی کلاہ کے دو کڑے روئے مسعود کو گھس گئے، رسول اکرمؐ اس حملے سے لڑکھڑا کر اک

---

[1] سات شوال ہفتہ کے دن لڑائی شروع ہوئی۔ [2] (سیر الصحابہ ج ص ۱۰۹) [3] قریش کی تعداد تین ہزار تھی دوسو، سوار اور سات سوزرہ پوش۔ [4] غازیانِ اسلام کی کل تعداد صرف سات سو تھی، جس میں سوزرہ پوش اور دوسو، سوار تھے۔ [5] (حوالہ بالا) [6] حضرت امیر حمزہؓ۔ [7] خالد بن ولید جو ابھی مسلمان نہ ہوئے تھے۔

گڑھے گر گئے۔[1]

لڑائی کی گہما گہمی کم ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم اہل اسلام کے اک گروہ کے ہمراہ کوہ احد گئے، اعدائے اسلام اک گمراہ سردار[2] کے ہمراہ حملہ کے ارادے سے آگے آئے، رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا حکم ہوا کہ گمراہوں کو روکو!

اسی لمحے عمر مکرم اہل اسلام کے اک گروہ کو لے کر آگے آئے اور اعدائے اسلام سے معرکہ آراء ہوکر اعداء کو رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم سے دور رکھا۔[3]

مآل کار اللہ والوں کا گروہ مار دھاڑ کر کے اکٹھا ہوا اور رسول اکرمؐ کے گرد آکر اعداء سے معرکہ آراء ہوا۔

گمراہوں کو احساس ہوا کہ عسکر اسلامی اکٹھا ہوکر معرکہ آرائی کے لئے آمادہ ہے اور اللہ والوں کا ہر آدمی معرکہ آرائی کے ولولے سے معمور ہے، وہ حوصلہ ہار گئے اور معرکہ گاہ سے سمٹ کر الگ ہوگئے۔

رسول اکرمؐ کے دلدادہ ہمدم و مددگار اللہ کے رسول کو لے کر احد کی اک کھوہ آگئے کہ وہاں اللہ کا رسول آرام کرے۔

گمراہوں کا سردار ادھر آکر کھڑا ہوا اور صدا لگائی:

''محمد سالم[4] ہے''؟

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا حکم ہوا کہ رد کلام سے رکے رہو!

اسی طرح دہرا کر صدا لگائی، مگر رسول اکرمؐ کے سارے ہمدم و مددگار کلام سے رکے رہے۔

---

[1] (ہادی عالم ص ۲۲۵) [2] آپؐ نے خالد بن ولید کو ایک دستے کے ہمراہ ادھر بڑھتے دیکھ کر فرمایا کہ خدایا یہ لوگ یہاں تک نہ آنے پائیں۔ [3] حضرت عمرؓ نے چند مہاجرین وانصار کے ساتھ آگے بڑھ کر حملہ کیا اور ان لوگوں کو ہٹایا۔ (سیر الصحابہ، ج:۱، ص:۱۰۹) [4] ابوسفیان نے آواز لگائی: افی القوم محمد (کیا تم لوگوں میں محمد زندہ ہیں؟) آپؐ نے فرمایا کوئی جواب نہ دے (ہادی عالم ص ۲۲۶)

وہ سردار آگے ہوا اور صدا لگائی:

''ہمدم مکرم سالم ہے''؟

اس کلمے کو دہرا کر اس طرح صدا لگائی، مگر ردِ کلام سے محروم رہا۔

صدا لگائی:

''عمر سالم ہے''؟

مگر حکم رسول سے سارے ہمدم ردِ کلام سے رکے رہے۔

وہ سردار کمال مسرور ہوا اور کہا سارے ہلاک[۱] ہوگئے! عمر مکرم کو اس کی سہار کہاں کہ وہ اللہ کے رسول کے لئے اس طرح کا کلام مسموع کر کے ردِ کلام سے رکا رہے؟ صدا لگائی:

''واللہ! محمد سالم ہے کہ اس کے واسطے سے اللہ گمراہوں کے سردار کو دکھ والم دے گا''[۲]

گمراہوں کا سردار آگے ہوا اور مٹی کے الٰہ کا اسم لے کر صدا لگائی:

''او مٹی کے الٰہ عالی[۳] ہو''

رسول اللہ صلی اللہ علیٰ کل رسلہ وسلم کا عمر مکرم سے کلام ہوا کہ اس سے کہو:

''اللہ اعلیٰ و عالی ہے[۴]''

سردار کی صدا آئی:

۱۔ ابوسفیان کو جب کوئی جواب نہ ملا تو اس نے کہا: اماھو لاء فقد قتلوا (بے شک وہ سارے لوگ قتل ہوگئے) حضرت عمرؓ اس کی تاب نہ لا سکے فرمایا ''کذبت واللہ یاعدو اللہ ابقی اللہ علیک مایحزنک (اللہ کے دشمن خدا کی قسم تو نے جھوٹ بولا تیرے رنج وغم کا سامان اللہ نے باقی رکھا ہے۔ ۲۔ (حوالہ بالا) ۳۔ ابوسفیان حضرت عمر فاروقؓ کا جواب سن کر متعجب ہوا اور فخریہ لہجے میں کہنے لگا: اعل ھبل۔ اعل ھبل۔ ہبل بلند و بالا ہے۔ ''ہبل'' بت کا نام تھا۔ (تاریخ اسلام، ص:۱۶۵، سیر الصحابہ، ج:۱، ص:۱۱۰) ۴۔ رسول اللہؐ کے حکم سے حضرت عمر فاروقؓ نے کہا: اللہ اعلیٰ واجل۔ (خدا بلند و برتر ہے)

''اکرام[1] والامٹی کا الٰہ ہمارا ہی ہے گروہ اسلام اس سے عاری ہے''

عمر مکرم کا رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے حکم سے رد کلام ہوا:

''اللہ[2] ہمارا ولی ہے گمراہوں کا ولی کہاں''؟

الحاصل سردار سے اسی طرح کا مکالمہ ہوا اور مآل کار سردار آگے ہوا اور کہا اگلے سال معرکہ اول کے گاؤں دوسری لڑائی کا وعدہ ہے۔

عمر مکرم کو رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا حکم ہوا کہ اس سے کہہ دو کہ وعدہ رہا ہم اگلے سال معرکہ اول کے گاؤں آکر معرکہ آراء ہوں گے۔

عمر مکرم کے لئے اک اہم اکرام

وداع مکہ کے سالِ سوم، عمر مکرم کی لڑکی[3] سے رسول اکرم صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کی عروسی کا معاملہ ہوا اور وہ مسلموں کی ماں اور رسول اکرم کی عروس ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے گھر آئی، اس طرح عمر مکرم کو اک اور اکرام ملا کہ وہ رسول اکرمؐ کے سسر ہوئے[4]

دوسرے اسرائلی[5] گروہ سے معرکہ

اک دوسرے اسرائلی گروہ سے سوئے عہدی ہوئی، رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم

---

[1] اس کے جواب میں ابوسفیان بولا: لنا عزیٰ ولا عزیٰ لکم. (عزیٰ بت ہمارا ہے تمہارا نہیں) [2] عمر فاروقؓ نے آنحضرتؐ کے ارشاد کے موافق جواب دیا: الله مولنا ولا مولی لکم (اللہ ہمارا ولی ہے تمہارا نہیں)، ابوسفیان نے کہا کہ یہ لڑائی جنگ بدر کے برابر ہوگئی یعنی ہم نے جنگ بدر کا بدلہ لے لیا۔ حضرت عمر فاروقؓ نے آپؐ کے ارشاد کے موافق جواب دیا کہ: نہیں برابر نہیں ہوئی، کیونکہ ہمارے مقتولین جنت میں ہیں اور تمہارے مقتولین دوزخ میں۔ اس کے بعد ابوسفیان خاموش ہوگیا پھر اس نے بلند آواز سے کہا اب ہمارا تمہارا مقابلہ آئندہ سال بدر میں ہوگا۔ آنحضرتؐ نے حکم دیا کہ کہہ دو: نعم هو بيننا وبينكم موعد (اچھا ہم کو یہ وعدہ منظور ہے) تاریخ اسلام ج ۱ ص ۱۶۵۔ [3] ام المومنین حضرت حفصہؓ کا نکاح ۳ھ کے ماہ شعبان میں آنحضرتؐ سے ہوا، حضرت حفصہؓ کے پہلے شوہر خنیس بن حذافہ کا انتقال غزوۂ احد سے قبل ہوا تھا اور ان کی موت کا سبب وہ زخم تھے جو انہیں غزوہ بدر میں آئے تھے (عہد نبوت کے ماہ وسال ص ۱۶۷) [4] (ہادی عالم ص ۲۳۲) [5] غزوہ بنو نضیر۔

کے حکم سے اس گروہ کے سارے لوگ معمورہ رسول سے دور کیئے گئے، عمر مکرم ہر ہر گام رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے ہمرا رہے۔

معرکہ موعد[1] اور عمر مکرم کا کردار

معرکہ احد کو اک سال مکمل ہوا، مکے والوں کا سردار آمادہ ہوا کہ لڑائی کے اس وعدے کا معاملہ کسی طرح لڑائی سے الگ رہ کر ہی طے ہو، اس لئے وہ اک دوسرے گروہ کے سردار ولد مسعود[2] سے ملا اور کہا کہ اک کام کرو معمورہ رسولؐ کے لئے راہی ہو اور وہاں رہ کر ہمارے اسلحہ اور ہمارے عدد کا حال ہر آدمی سے اس طرح کہو کہ سارے لوگوں کے دلوں کو ہمارا ڈر طاری ہوا اور وہ ڈر کر معرکہ آرائی کے ارادے سے الگ ہوں، سردار مکہ کا وعدہ ہوا کہ وہ اس کے صلے اس کو اموال دے کر مسرور کرے گا۔

وہ سردار اس کام کے لئے معمورۂ رسول کے لئے راہی ہوا اور وہاں آ کر لوگوں سے طرح طرح کے احوال کہہ کہ رائے دی کہ اس سال مکے والوں سے معرکہ آرائی کے ارادے سے دور رہو!

اس سے لوگوں کو معمولی ڈر و ہراس ہو، اگر معاً ہی اللہ کی امداد کے احساس سے دل معمور ہوا اور کہا:

"اللہ ہمارے امور کا مالک ہے اور وہی سارے مددگاروں سے سوا ہمارا مددگار ہے۔[3]"

---

[1] غزوہ احد سے واپسی پر ابو سفیان یہ کہہ کر گیا تھا کہ اگلے سال مقام بدر میں جنگ ہوگی اور مسلمانوں نے منظور کر لیا تھا، اس لئے غزوہ کا نام غزوہ بدر موعد، غزوہ بدر ثانی غزوہ بدر صغریٰ اور غزوہ بدر اخری مشہور ہے۔ (تاریخ اسلام ص:۱۷۴، ج:۱) [2] نعیم بن مسعود اشجعی۔ (ہادی عالم ص:۲۵۴) [3] نعیم بن مسعود الاشجعی مدینہ منورہ آ کر رہا اور وہاں رہ کر لوگوں میں مکہ والوں کی طاقت وشوکت کا خوب چرچا کیا مگر مسلمانوں کے دل اور پکے ہو گئے اور اللہ پر ان کا ایمان اور بڑھ گیا اور وہ حسبنا اللہ ونعم الوکیل کہہ کر اس غزوے کیلئے تیار ہو گئے، قرآن کریم کی اس بارے آیات نازل ہوئیں جن میں صحابہ کرام کی مدح اور جھوٹی خبریں پھیلانے والوں کیلئے وعید آئی ہے۔ (ہادی عالم ص:۲۵۵ بحوالہ سیرت مصطفیٰ، ج:۱، ص:۶۲۱)

ہمدم گرامی عمر، رسول اکرمؐ کے آگے آئے اور اطلاع دی کہ لوگ مکہ والوں کے احوال معلوم کر کے اس طرح ہراساں ہوگئے۔؟ رسول اکرمؐ اٹھے اور کہا کہ کوئی حال ہو، اللہ کا رسول اس معرکے کے لئے لامحالہ راہی ہوگا۔ رسول اکرمؐ اہل اسلام کو لے کر معرکے کے واسطے راہی ہوئے، مگر گمراہ حوصلہ ہار کر گھروں کو لوٹ گئے، اس طرح اللہ کے رسول کا وعدہ مکمل ہوا کہ ہم اگلے سال معرکہ آرائی کے لئے راہی ہوں اور مکے والے اس وعدے سے روگرداں ہوگئے[1]۔

گمراہوں[2] سے اک معرکہ اور عمر مکرم

اس معرکے عسکر اسلامی کے دو علم ہوئے اک ہمدموں کا علم اور دوسرا مددگاروں کا۔ ہمدموں کے علمدار، ہمدم مکرم ہوئے اور مددگاروں کا علم، مددگار رسول، سعد[3] کو ملا، عسکر اسلام کے وسطی حصے کی سرداری عمر مکرم کو ملی۔

راہ کے اک مرحلے آ کر گمراہوں کا اک آدمی ملا کہ عسکر اسلام کے احوال کے حصول کے لئے وہاں سے راہی ہوا، عمر مکرم اس کو محصور کر کے لائے، اس سے عسکر اعداء کے اہم احوال معلوم کر کے اس کا مار ڈالا، اس سے سارے اعداء ہراساں ہوگئے۔ اسی معرکے عمر مکرم ماموررہے کہ معرکے کی گہما گہمی کے لمحے صدا لگائے کہ ہر وہ آدمی کہ وہ کلمہ اسلام کہہ دے گا وہ ہلاکی سے دور رہے گا[4]۔

مکاروں کے سردار کی مکروہ کلامی اور عمر مکرم

عسکر اسلام کامگار ہو کر معمورۂ رسول لوٹا، راہ کے اک مرحلے اک ہمدم اور مددگار کی ماءِ طاہر کے کسی مسئلے کے لئے لڑائی ہوگئی، مکاروں کا سردار اس لڑائی سے کمال مسرور ہوا اور لڑائی کو ہوا دی اور کہا:

---

[1] (ہادی عالم) [2] غزوہ مصطلق، اس کو غزوہ مریسیع بھی کہتے ہیں۔ مصطلق بنی خزاعہ کے ایک شخص کا لقب تھا۔ (حوالہ بالا) [3] حضرت سعد بن معاذ۔ [4] (سیرت خلفائے راشدین، ص:۹۹)

''سارے ہمدم ہمارے حاکم ہوگئے'' اور مکروہ کلامی کی[1] اس کی مکروہ کلام کے لئے کلام الٰہی وارد ہوا[2]، رسول اکرمؐ کو اس کے مکروہ کلام کی اطلاع ہوئی، عمر مکرم اٹھے اور کہا:

''اے رسول اللہ! اگر حکم ہو اس مکار کو مار ڈالوں؟ حکم ہوا کہ اس ارادے سے دور رہو۔

مکاروں کی عروس مطہرہ کے لئے اک مکروہ کاروائی اور عمر مکرم کی رائے

راہ کے اک مرحلے اک اور معاملہ ہوا کہ مکاروں کا گروہ عروس مطہرہ کی رسوائی اور سوء کردار کے لئے طرح طرح کی مکروہ کلامی کر کے ساعی ہوا کہ کسی طرح اہل اسلام کو رسوا کرے، رسول اکرمؐ کو اس سے دلی دکھ ہوا، اس لمحے عمر مکرم علی کرمہ اللہ اور ہمدم اسامہ سے رسول اللہؐ کو دلاسہ ملا اور سارے لوگ ہم رائے ہوئے کہ عروس مطہرہ اس مکرہ امر سے دور ہے اور وہ ہر طرح طاہر و مطہر ہے۔[3]

کھائی والا[4] معرکہ اور عمر مکرم

کھائی والا معرکہ اسلامی معرکوں کا اک اہم معرکہ ہوا، عمر مکرم اس معرکے کے اک اہم حصے کے سالار رہوئے، اس لئے اس محل اک اللہ کے گھر کی معماری کی گئی اور وہ اللہ کا گھر عمر مکرم کے اسم سے موسوم ہے۔[5]

معاہدۂ صلح اور عمر مکرم

وداع مکہ کو دو کم آٹھ سال ہوئے اور اس سال کا دسواں ماہ ہوا[6] رسول اکرم صلی اللہ علی

---

[1] عبداللہ بن ابی بن سلول نے کہا: خدا کی قسم مدینہ پہنچ کر عزت والا ذلت والے کو نکال باہر کرے گا [2] قرآن کرم میں ارشاد ہوا: لئن رجعنا الی المدینة لیخرجن الاعزمنها الاذل. (سیرت خلفائے راشدین، ص: ۹۰) [3] تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے گواہی دی کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ ہر برائی سے پاک ہیں۔ (ہادی عالم ص ۲۶۷ بحوالہ سیرت مصطفیٰ ج ۲ ص ۶۱) [4] غزوۂ خندق۔ [5] (سیرت خلفائے راشدین، ص: ۹۹، سیر الصحابہ، ج: ص: ۱۱۰) [5] صلح حدیبیہ۔ [6] آنحضرتؐ یکم ذی قعدہ ۶ھ کو مکہ مکرمہ کے لئے روانہ ہوئے۔ (ہادی عالم، ص: ۲۹۱)

کل رسلہ وسلم عمرے کے ارادے سے مکہ مکرمہ کے لئے راہی ہوئے اور اس امر کو محسوس کر کے کہ گمراہوں کو۔ لگے گا کہ گروہ اسلام لڑائی کے ارادے سے آرہا ہے، رسول اکرمؐ کا اہل اسلام کو حکم ہوا کہ اسلحہ رکھ کر راہی ہوں!

راہ کے اک مرحلے عمر مکرم رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے آگے آئے اور کہا اے رسول اللہ! گروہ اسلام سوئے اعداء راہی ہوا ہے، کس طرح گوارا ہو کہ اسلحہ رکھ کر راہی ہو؟ ہماری رائے ہے کہ اسلحہ اٹھا کر راہی ہوں۔

رسول اکرمؐ اس رائے سے مسرور ہوئے اور حکم ہوا کہ معمورۂ رسول سے اسلحہ اٹھالاؤ![1]

راہ کے اک مرحلے آ کر رسول اکرم صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کو معلوم ہوا کہ مکے والے ہر طرح لڑائی کے لئے آمادہ ہو گئے اور سارے لوگوں کا ارادہ ہے کہ اہل اسلام کو مکے سے دور ہی روک کر معرکہ آراء ہوں گے، مگر رسول اکرمؐ کا ارادہ لڑائی سے دوری کا ہی رہا، اس لئے داماد رسول، اسلام[2] کے حاکم سوم کو حکم ہوا کہ مکہ مکرمہ کے لئے راہی ہوں! وہ مکہ مکرمہ گئے اور ادھر ہی روک لئے گئے۔

اہل اسلام کو کسی طرح اطلاع ملی کہ دامادرسول مارے گئے، اس اطلاع سے رسول اکرمؐ کو کمال دکھ ہوا اور کہا کہ ہر آدمی ہم سے عہد کرے کہ وہ اللہ کے رسول کے ہمراہ اعدائے اسلام سے ڈٹ کر لڑے گا!

رسول اکرمؐ کے اس حکم کو مسموع کر کے دوسوکم سولہ سو اہل اسلام کا اسی دم رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم سے عہد ہوا، اسی عہد کے واسطے اللہ کا کلام وارد ہوا۔

عمر مکرم اول ہی سے لڑائی کے لئے آمادہ رہے، اطلاع ملی کہ لوگوں کا رسول اکرمؐ سے عہد ہو رہا ہے آگے آئے اور رسول اکرمؐ سے لڑائی کے واسطے عہد کر کے مسرور ہوئے۔

---

[1] (سیر الصحابہ، ج:۱،ص:۱۱۱) [2] حضرت عثمانؓ۔ (ہادی عالم،ص:۲۹۸)

مکہ والوں کے کئی سردار آئے اور رسول اکرمؐ سے مکالمے کر کے لوٹ گئے۔

مآل کار مکے والے صلح کے لئے آمادہ ہو گئے۔ ولد عمر سے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا صلح کے امور کے لئے مکالمہ ومعاہدہ ہوا۔

معاہدہ صلح کے طے کردہ امور سے اک امر کمال کڑا رہا کہ ''اگر کوئی آدمی مکے والوں سے رہا ہو کر اور اسلام لا کر معمورۂ رسول آئے گا، وہ معاہدہ کی رو سے مکے والوں کے حوالے ہو گا اور اگر کوئی مسلم معمورۂ رسول سے راہی ہو کر مکہ مکرمہ آئے گا، وہ مکے والوں ہی کے ہمراہ رہے گے۔''

عمر مکرم کو اس امر سے کمال دکھ ہوا۔[1] عمر مکرم رسول اکرم صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے آگے آئے اور کہا کہ ''اے رسول اللہ! ہم راہ ھدیٰ کے عامل ہو کر کس لئے اس طرح رسوا ہوں؟

مگر ہادی کاملؐ اٹھے اور کہا: ''اللہ کا رسول ہو کر وارد ہوا ہوں، امر محال ہے کہ وعدہ کر کے اس سے ہٹوں۔[2]''

عمر مکرم اٹھ کر مسلم اول، سسر رسول کے آگے گئے آئے اور اس سے اسی طرح کا کلام ہوا۔

---

[1] (ہادی عالم، ص:۳۰۲) [2] معاہدہ صلح کی دیگر شرائط کے علاوہ ایک شرط یہ بھی تھی کہ اگر قریش کا کوئی آدمی رسول اللہؐ کے ہاں چلا جائے تو اس کو قریش کے پاس واپس کر دیا جائے گا، لیکن اگر مسلمانوں کا کوئی شخص قریش کے ہاتھ آجائے تو ان کو واپس نہ کرنے کا اختیار ہوگا۔ عمر فاروقؓ کی غیور طبیعت اس شرط سے نہایت مضطرب ہوئی اور خود دربار رسالت میں حاضر ہو کر دریافت کیا کہ جب ہم حق پر ہیں تو باطل سے اس قدر دب کر کیوں صلح کرتے ہیں؟ آنحضرتؐ نے فرمایا: میں خدا کا پیغمبر ہوں اور خدا کے حکم کے خلاف نہیں کرتا۔ اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ سے بھی اسی طرح کی گفتگو کی، انہوں بھی یہی جواب دیا بعد میں حضرت عمرؓ اپنی گفتگو پر بہت نادم ہوئے اور فرماتے تھے: میں نے بہت روزے رکھے، نمازیں پڑھیں، خیرات دی، غلام آزاد کئے تا کہ اس گستاخی کا کفارہ ہو جائے یہاں تک کہ مجھے یقین ہو گیا کہ میں نے اچھی بات کی تھی (گستاخی نہ تھی) روایت کے اصل الفاظ یہ ہیں ''مازلت اصوم واتصدق واصلی واعتق من الذی صنعت یومئذ مخافة کلامی الذی تکلمت به حتی اجوت یکون خیراً (سیرت خلفائے راشدین، سیر الصحابہ، ج ۱، ص:۱۱۱)

مسلم اول کا عمر مکرم سے اسی طرح کا ردکلام ہوا کہ اس سے اول رسول اکرمؐ کا ہوا۔

عمر مکرم کو احساس ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم سے اس طرح سے سوال سوئے عملی ہے، اس لئے اس کے صلے عماد اسلام کی ادائے گی کی ،صائم رہے، کئی مملوکوں کو رہائی دی اور عطاو کرم کے در کھولے کہ دل سے صدا آئی کہ وہ سوئے عملی سے دور ہوئے[۱]

معاہدے کے سارے امور مکمل ہوئے ،عمر مکرم ما مور ہوئے کہ وہ اس معاہدے کو اسم عمر کی مُہر لگادے[۲]

رسول اکرمؐ معمورۂ رسول لوٹے ،راہ کے اک مرحلے آکر رسول اکرمؐ کو اک کامل سورہ[۳] وحی کی گئی۔

ہادی کاملؐ کا عمر مکرم کو حکم ہوا کہ اے عمر! ادھر آؤ! عمر مکرم آگے ہوئے۔رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم سے وہ سورہ مسموع ہوئی ،رسول اکرمؐ کا کلام ہوا کہ اس لمحے اس سورہ کی وحی سے ہم کمال مسرور ہوئے[۴]

اسرائلی گروہ[۵] سے معرکہ اور عمر مکرم

وداع مکہ کو اک کم آٹھ سال ہوئے ،اک اسرائلی گروہ سے معرکہ ہوا، وہ اسرائلی گروہ کئی محکم حصاروں کا مالک رہا، عسکر اسلام اسرائلی حصاروں کے آگے وارد ہوا، سارے اعداء اسلام حصاروں کے کواڑ لگا کر محصور ہو رہے۔

اہل اسلام کے مسلسل حملوں سے اک محکم حصار ٹوٹا اور معمولی لڑائی سے اہل اسلام اس کے مالک ہوئے۔

۱(سیرت خلفائے راشدین، سیر الصحابہ، ج ۱،ص:۱۱۱) ۲ حضرت عمرؓ نے بھی اس پر دستخط کئے۔ ۳ سورۃ الفتح جو کہ اس موقع پر نازل ہوئی تھی۔ ۴ (سیر الصحابہ، ج:۱،ص:۱۱۲) ۵ غزوۂ خیبر (ہادی عالم،ص:۳۷۲)

دوسرے حصار کے لئے اک سحر حاکم اول کو علم عطا ہوا، دوسری سحر عمر مکرم عسکر اسلام کے علمدار رہوئے، مگر کامگاری علی کرمہ اللہ ہی کے حملے سے حاصل ہوئی اور اہل اسلام اس کے مالک ہوئے۔[۱]

رسول اکرم صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے حکم سے وہاں کی املاک کے حصے کر کے عسکر اسلام کو دے گئے، اک حصہ عمر مکرم کو عطا ہوا، عمر مکرم کو کمال حاصل ہوا کہ سارے لوگوں سے اول وہ حصہ اللہ کی راہ دے کر مسرور ہوئے۔[۲]

معرکۂ مکہ مکرمہ اور عمر مکرم

اہل مکہ معاہدہ صلح سے روگرداں ہوگئے اور مکہ والوں کی مکروہ[۳] عملی سے معاہدہ صلح ٹوٹا، اس طرح معرکہ مکہ مکرمہ کی راہ ہموار ہوئی۔

رسول اکرم صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا حکم ہوا کہ اس معرکے کے سارے احوال سے اعداء اسلام کو لاعلم رکھو، مگر اک ہمدم[۴] کہ اس کے گھر والے مکہ مکرمہ ہی ٹھہرے رہے، اس کو اس امر کا احساس ہوا کہ اگر وہ اہل مکہ کو اس معرکے کی اطلاع کر دے گا اس کے صلے مکہ والوں کا اس کے گھر والوں سے عمدہ سلوک ہوگا، اس احساس کو لے کر معرکے کی اطلاع کا حامل اک مراسلہ اہل مکہ کے واسطے لکھا اور وہ مراسلہ اہل مکہ کی اک مملوکہ سارہ کو دے کر کہا کہ مکہ والوں کو دے

---

[۱] (ہادی عالم) [۲] آنحضرت ﷺ نے خیبر کی زمین مجاہدین میں تقسیم کردی، چنانچہ ایک ٹکڑا ثمغ نامی حضرت عمر فاروقؓ کے حصے میں آیا، انہوں نے اس کو راہ خدا میں وقف کردیا۔ اسلام کی تاریخ میں یہ پہلا وقف تھا جو عمل آیا (سیر الصحابہ، ج ا ص: ۱۱۲) [۳] صلح حدیبیہ میں بنوخزاعہ آنحضرت ﷺ کے اور بنوبکر قریش مکہ کے حلیف بن گئے، صلح نامہ کی رو سے اب وہ ایک دوسرے پر حملہ آور نہیں ہوسکتے تھے، بنوبکر کی نیت بگڑی انہوں نے بنوخزاعہ پر شبخون مارا، قریش مکہ کا فرض تھا کہ وہ اپنے حلیف کو اس سے باز رکھتے، لیکن قریش مکہ نے بنوبکر کو ہتھیار فراہم کئے اور اس کی مدد کی (تاریخ اسلام، ج ا ص: ۲۰۵) [۴] حاطب بن ابی بلتعہؓ۔

آؤ! مملوکہ سارہ وہ مراسلہ لے کر سوئے مکہ راہی ہوئی، ادھر رسول اکرمؐ کو الہام الٰہی سے سارے معاملے کی اطلاع ہوئی اسی دم علی کرمہ اللہ، ولد عوام[1] اور ولد اسود[2] کو حکم ہوا کہ مملوکہ کو مراسلہ کے ہمراہ محصور کر کے لاؤ!

علی کرمہ اللہ ہر دو ہمدم کے ہمراہ دوڑ کر گئے اور راہ کے اک مرحلے[3] اس کو روک کر کھڑے ہو گئے اور مراسلہ کے لئے سوال ہوا کہ کہاں ہے؟ وہ مکر گئی۔

مگر علی کرمہ اللہ کی دھمکی[4] سے ڈر گئی اور وہ مراسلہ اس کے موئے سر سے ملا۔ مراسلہ اور سارہ کو لے کر علی کرمہ اللہ، رسول اکرمؐ کے آگے آئے، رسول اکرمؐ کا حکم ہوا کہ محرر مراسلہ کو لاؤ! وہ لائے گئے، رسول اکرمؐ کا اس سے سوال ہوا: کس لئے اس مکروہ عملی کے عامل ہوئے ہو؟

وہ آگے آئے اور کہا: اے رسول اللہ! مری مراد رہی کہ اس اطلاع سے اہل مکہ مسرور ہوں گے اور مرے گھر والوں سے مکے والوں کا عمدہ سلوک ہوگا۔

اس کلام کو مسموع کر کے عمر مکرم کھول اٹھے[4] حسام لے کر آگے آئے اور کہا: اے رسول اللہ! اگر حکم ہو کہ اس مکار کا سر اڑا دوں! رسول اکرمؐ کا کلام ہوا: اے عمر! معلوم ہے کہ وہ معرکہ اول کا مساہم ہے اور معرکہ اول والوں کے لئے کلام الٰہی ہے: "کوئی عمل کرو! دارالآم سے دور ہی رہو گے"[5]۔

رسول اکرمؐ کے حکم سے اس ہمدم کو رہائی ملی[6]۔

---

[1] حضرت زبیر بن عوام۔ [2] مقداد بن اسود۔ [3] روضہ جناح، آپؐ نے فرمایا تھا کہ وہ عورت تمہیں روضہ جناح میں ملے گی ٹھیک اسی مقام پر ملی۔ (تاریخ اسلام، ج ا، ص: ۲۰۷) [3] حضرت علی نے تلوار سونت کر کہا کہ خط دو، ورنہ برہنہ کر کے تلاشی لی جائیگی، اس پر اس نے اپنے جوڑے سے خط نکال کر دیا۔ (حوالہ بالا) [4] حضرت عمر فاروقؓ جو کہ منافقین سے سخت نفرت کرتے تھے حاطبؓ کو منافق سمجھ کر بولے: یا رسول اللہ! اجازت دیجئے! میں اس منافق کی گردن اڑا دوں۔

[5] آپؐ نے فرمایا کہ حاطبؓ بدر میں شریک ہوئے ہیں اور خبر بھی ہے کہ اہل بدر کو اللہ نے جھانک کر دیکھا ہے اور ان سے فرمایا ہے کہ تم جو چاہو عمل کرو میں نے تمہاری مغفرت کر دی ہے۔ [6] (عہد نبوت کے ماہ و سال، ص: ۲۵۴، تاریخ اسلام ج ا ص ۲۰۷)

وداع مکہ کو آٹھ سال ہوئے ماہ صوم کی دس[۱] کو رسول اکرمؐ کے حکم سے دس[۲] دس سو کے دس گروہ اہل اسلام کے اکٹھے ہوکر رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے ہمراہ سوئے مکہ راہی ہوئے اور مکہ مکرمہ سے کئی مرحلے ادھر اک وادی[۳] کے وسط آ کر رکے۔

مکہ والوں کا سردار، دوسرے سرداروں کے ہمراہ حصول احوال کے لئے مکہ مکرمہ سے راہی ہوکر وادی کے سرے آ کر کھڑا ہوا، رسول اکرمؐ کے ہرکارے اور عسکر اسلامی کی رکھوالی والے ادھر آئے اور سرداروں کو محصور کر کے کھڑے ہوئے، مکے کے سردار کی صدا مسموع کر کے رسول اللہؐ کے عم[۴] مکرم ادھر آئے، مکے کا سردار آگے ہوا اور کہا: اے عم رسول! ہماری رہائی کا کوئی سلسلہ کرو!

عم رسول کا کلام ہوا کہ اے سردار! مرے ہمراہ سوار ہوکر رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم سے ملو! عم مکرم اس سردار کو سوار کر کے سوئے عسکر رواں ہوئے۔

عمر مکرم عسکر کی رکھوالی کے ارادے سے ادھر آئے اور معلوم ہوا کہ عم مکرم کے ہمراہ سردار مکہ سوار ہے، حسام لے کر اس سردار کے لئے دوڑے اور کہا:

''الحمد للہ مکہ کا سردار ہمارا محصور ہے۔''

عم رسول سواری دوڑا کر رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے آگے آئے، ادھر عمر مکرم دوڑے ہوئے وہاں آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم سے کہا: اے رسول اللہ! وہ مکے کا سردار ہے! الحمد للہ کسی عہد کے علاوہ ہی ہم کو حاصل ہوا ہے، اس لئے اگر حکم ہو اس کا سر اڑا دوں۔

عم مکرم آگے آئے اور کہا: مکے کے اس سردار سے مرا عہد ہے کہ وہ ہلاکی سے

---

[۱] ۸ھ ماہ رمضان المبارک کی دس تاریخ کو آپؐ مدینہ سے نکلے [۲] آپؐ کے ساتھ دس ہزار صحابہؓ تھے۔

[۳] وادی مر الظہران۔ (تاریخ اسلام) [۴] حضرت عباسؓ۔

دور ہوگا۔

عمر مکرم مصر رہے کہ مکے کی سرداری ہلاکی کا حکم ہو، مگر رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا حکم ہوا: اے عمر مکرم! اس سردار کو ہمراہ لے کر آرام گاہ لوٹو! اگلی سحر وہ اسلام لے آئے۔[۱]

اگلی سحر ہوئی رسول اکرمؐ کا حکم ہوا کہ عسکر اسلامی اس وادی سے رواں ہو! اسلام کا وہ عسکر طرار سوئے مکہ مکرمہ راہی ہوا۔

مکے والوں کا کہاں حوصلہ کہ وہ اس سے معرکہ آراء ہوں، رسول اکرمؐ مکہ مکرمہ کی کامگاری حاصل کر کے سوئے حرم رواں ہوئے، دار اللہ کا دور کر کے دار اللہ کے در کے آگے کھڑے ہوئے اور سارے لوگوں سے ہمکلام ہوئے۔[۲]

اس کلام کو کر کے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم عمر مکرم کو ہمراہ لے کر اس کوہ آئے کہ وہ کلام الٰہی کی رو سے علم[۳] اللہ کے اسم سے موسوم ہے۔ مردوں کے کئی گروہوں کا رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم سے عہد ہوا، مگر ہر مادام کو عہد سے دور رکھا اور اس گروہ کو حکم ہوا کہ وہ عمر مکرم سے عہد کرے۔[۴]

معرکہ وادی واوطاس[۵]

اس معرکے کہ ہمدموں کے گروہ کا اک علم عمر مکرم کو عطا ہوا، اس سے معلوم ہوا کہ ہمدموں کے گروہ کی سرداری کا اکرام عمر مکرم کو عطا ہوا۔[۶]

اول اول اس معرکے عسکر اسلام، اعداء کے حملوں سے ادھر ادھر ہوا اور رسول اکرمؐ کے ہمراہ کوئی دس آدمی رہ گئے، ہمدم مکرم، ہمدم عمر، علی کرمہ اللہ، ہمدم اسامہ اور رسول اللہ صلی اللہ

---

۱ (ہادی عالم، ص: ۳۶۲) ۲ (ایضاً) ۳ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ان الصفا والمروة من شعائر الله. (ترجمہ) بے شک صفا اور مروہ نشانیوں میں سے ہیں اللہ کی (ترجمہ شیخ الہند) ۴ (سیر الصحابہ، ج ۱، ص: ۱۱۳) ۵ غزوہ حنین۔

۶ (سیرت خلفائے راشدین، ص: ۱۰۱)

علی کل رسلہ وسلم کے عمِ مکرم ہادی کامل کے ہمراہ رہے[1] مآل کامگاری اہل اسلام ہی کو حاصل ہوئی۔

معرکہ عسرہ[2]

اس معرکے عمر مکرم گھر کا آدھا مال اللہ کی راہ دے کر مسرور ہوئے اور ہر ہر گام رسول اکرم صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے ہمراہ رہے۔

اعدائے اسلام لڑائی کے حوصلے سے محروم رہے، رسول اکرم صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم اسلامی عسکر کے ہمراہ معمورہ رسول لوٹ آئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے رحلہ[3] وداع کے لیے عمر مکرم ہادی کاملؐ کے ہمراہ رہے۔

وصالِ رسولؐ اور حالِ عمر

مکہ مکرمہ سے لوٹ کر رسول اکرمؐ معمورہ رسول آئے اور دس سحر محموم رہ کر دار السلام کو راہی ہوئے۔

عمر مکرم حواس گم کر کے حرم رسول آئے اور لوگوں سے اس طرح ہم کلام ہوئے:

"اگر کوئی کہے گا کہ رسول اکرمؐ راہی ملک عدم ہو گئے، عمر اس کا سر اڑا دے گا"

کسے معلوم کہ عمر مکرم کی اس سے مراد ہو کہ مکاروں کا گروہ ہر طرح کی مکروہ کارروائی سے رکا رہے۔[4]

---

[1] (سیرت خلفائے راشدین، ص:۱۰۱) [2] غزوہ تبوک کے موقع پر حضرت عمر فاروقؓ نے گھر کا آدھا سامان لا کر رکھ دیا تھا۔ [3] حجۃ الوداع [4] شاید اس میں یہ بھی مصلحت ہو کہ منافقین کو فتنہ پردازی کا موقع نہ ملے۔ (سیر الصحابہ، ج ا، ص: ۱۱۴)

مگراولا د ساعدہ کے محل عالم اسلام کی سرداری کا مسئلہ کھڑا ہوا، عمر مکرم مسلم اول کے ہمراہ وہاں گئے اور کمال عمدگی سے وہ مسئلہ حل کر کے لوٹے اور سارے لوگوں سے اول عمر مکرم کا مسلم اول سے عہد ہوا۔

مسلم اول سوا دو سال اسلام کے حاکم اول رہے، ہر اہم کام کے واسطے حاکم اول کو عمر مکرم کی ہمراہی حاصل رہی، کلام الٰہی اک محل عمر مکرم ہی کی رائے سے اکٹھا ہوا۔

عمر مکرم، اسلام کے دوسرے حاکم

مسلم اول ساٹھ اور سہ سال کی عمر مکمل کر کے ماہ صوم سے[1] سہ ماہ کم دس دس اور دو کو سوموار کی سحر راہی دار السلام ہوئے اور عمر مکرم حاکم اسلام ہوئے۔

ملک کسریٰ اور دوسرے ملکوں کی کامگاری

آگے مسطور ہوا کہ ہمدم رسول، حسام اللہ کسکر اور دوسرے حصوں[2] کی کامگاری حاصل کر کے وائل کے سردار کو عسکر اسلام کی سالاری دے کر ملک روم کے واسطے راہی ہوئے، اس لئے ادھر کامگاری کا سلسلہ رکا۔

عمر مکرم حاکم اسلام ہو کر اول ملک کسریٰ کی کامگاری کے واسطے ساعی ہوئے اس لئے کئی سحر اسلامی لڑائی کے واسطے لوگوں سے ہم کلام رہے، مگر لوگ[3] آمادگی سے دور رہے۔

---

[1] ۲۲ جمادی الثانی بروز سوموار سیدنا صدیق اکبرؓ کی وفات ہوئی۔ [2] بانقیا اور حیرہ ان پر ایران کی حکومت تھی، ان اضلاع کو خالد بن ولیدؓ فتح کر چکے تھے، حضرت ابو بکر صدیقؓ کے حکم سے مثنیٰ بن حارثہ کو اپنا جانشین کر کے مہم شام کی اعانت کیلئے ان کو شام جانا پڑا تھا، حضرت خالد بن ولیدؓ کا جانا تھا کہ عراق کی فتوحات رک گئیں۔ (سیر الصحابہ، ج۱ص:۱۱۴)

[3] لوگ تین دن تک خاموش رہے، اس خاموشی کو مورخین نے خاص طور پر محسوس کیا اور انہوں نے اس کا سبب یہ بیان کیا ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ نے پہلے ہی دن چونکہ خالد بن ولیدؓ کی معزولی کا فرمان لکھ کر شام کے ملک کی طرف بھیجا تھا، لہٰذا لوگ ان سے ناخوش ہو گئے تھے اور اسی لئے ان کے آمادہ کرنے سے آمادہ نہیں ہوئے تھے یہ خیال سراسر غلط ہے، فاروق اعظمؓ کے فرمان کی کسی نے بھی مدینہ میں ایسی مخالفت نہیں کی (بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ ہو۔)

اک سحر کمال عمدہ کلامی کی، اس سے اہل اسلام کے دل اسلامی لڑائی کے اکرام سے معمور ہوئے، سارے لوگوں سے اول ولد مسعودؓ[۱] کھڑے ہوئے اور کہا کہ وہ مہم ملک کسریٰ کے واسطے آمادہ ہے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) کہ اس کا حال عام لوگوں کو معلوم ہوا ہو، اگر واقعی فاروق اعظمؓ سے لوگ مدینہ میں ناخوش ہو گئے تھے تو یہ کوئی معمولی واقعہ نہ تھا، اسکا ذکر خاص الخاص طور پر مورخین کو لکھنا پڑتا اور اسی ناراضی کے دور ہونے کے اسباب بھی بیان کرنے ضروری تھے یہ ایک ایسا غلط خیال ہے کہ اصحاب نبویؐ کی شان میں بہت بڑی گستاخی لازم آتی ہے، وہ لوگ ایسے نہ تھے کہ کسی اختلاف رائے کی بناء پر ترغیب جہاد کی تحقیر کرتے۔ بات صرف یہ تھی کہ جہاد کیلئے سب تیار تھے مگر ذمہ داری لینے یا بیڑا اٹھانے میں متأمل اور ایک دوسرے شخص کے منتظر تھے، ان میں ہر شخص یہ سمجھتا تھا کہ مجھ سے زیادہ بزرگ اور مجھ سے زیادہ قابل عزت لوگ موجود ہیں، وہ جواب دیں گے، اسی طرح ہر ایک شخص دوسرے کا منتظر تھا، بعض اوقات اس قسم کی گرہ بڑے بڑے مجمعوں میں لگ جایا کرتی ہے اور ہم اپنے زمانے میں بھی اس قسم کی مثالیں دیکھتے رہتے ہیں یہ انسانی فطرت کا خاصہ معلوم ہوتا ہے، اسی لئے اعمال نیک، خیرات وصدقات کے متعلق ایک طرف سے بچنے کیلئے چھپانے کی ترغیب ہے تو دوسری طرف اعلانیہ بھی ان نیک کاموں کے کرنے کا حکم ہے تاکہ دوسروں کو تحریض وجرأت ہو اور خاموشی کی کوئی گرہ نہ لگنے پائے۔ فاروق اعظمؓ نے اگر اپنی خلافت کے پہلے ہی دن حضرت خالد بن ولیدؓ کی معزولی کا حکم لکھا تھا تو جہاد کی ترغیب تو انہوں نے بیعت خلافت لینے کے بعد ہی پہلی تقریر اور پہلی ہی مجلس میں دی تھی اس تقریر اور ترغیب کے بعد ہی انہوں نے خالد بن ولیدؓ کی معزولی کا پیغام لکھوایا ہوگا، پس سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس پہلی ترغیب کا جواب مجمع کی طرف سے کیوں نہ ملا؟ بات یہ ہے کہ بعض اوقات کوئی استاد اپنے شاگردوں کو مدرسے کے کمرے میں حکم دیتا ہے کہ تختہ سیاہ کو کپڑے سے صاف کر دو یا نقشے کو لپیٹ دو، مگر اس کے اس حکم کی کوئی طالب علم تعمیل نہیں کرتا، اس کا یہ سبب نہیں ہوتا ہے کہ استاد کے حکم کی تعمیل کو شاگرد ضرور نہیں سمجھتے، بلکہ تعمیل نہ ہونے کا سبب یہ ہوتا ہے کہ استاد نے سارے کے سارے شاگردوں کو مخاطب کر کے یہ حکم دیا تھا جب وہی استاد کسی ایک یا شاگردوں کا نام لے کر یہی حکم دیتا ہے تو فوراً اس حکم کی تعمیل ہو جاتی ہے۔ بہر حال لوگوں کے مجمع کا تین دن خاموش رہنا خواہ کسی سبب سے ہو مگر یہ سبب تو ہرگز نہ تھا کہ وہ خالد بن ولیدؓ کی معزولی سے ناراض تھے، کیونکہ خود مدینہ منورہ میں انصار کی ایک بڑی جماعت ایسی موجود تھی جو خالد بن ولیدؓ کو مالک بن نویرہ کے معاملے میں قابل مواخذہ یقین کرتی تھی، اگر اور لوگ ناراض تھے تو وہ جماعت تو فاروق اعظمؓ سے خوش ہوگی، ان لوگوں کو کسی چیز نے خاموش رکھا؟ (تاریخ اسلام جلد ا ص ۳۱۴)

(حاشیہ صفحہ ھذا) [۱] ابوعبید بن مسعود ثقفیؓ یہ قبیلہ ثقیف کے سردار تھے۔ (ایضاً ص: ۳۱۳)

اسی طرح سعد[1] کھڑے ہوئے اور دم کے دم دوسو کا عسکر لڑائی کے واسطے آمادہ ہوا۔ عمر مکرم کے حکم سے ولد مسعود اس عسکر کے سالار ہوئے، وہ عسکر اسلام کو لے کر مہم ملک کسریٰ کے واسطے راہی ہوئے، وائل کا مسلم سردار اس عسکر کے ہمراہ رہا۔[2]

آگے مسطور ہوا کہ حاکم اول کے دور کو ملک کسریٰ کے لوگوں سے اک لڑائی ہوئی اس لڑائی سے ادھر کے لوگ اہل اسلام کے عدو ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ کم عمر حاکم[3] کسریٰ کی دائی ماں[4] کہ ملکی کاموں کے واسطے سرکردہ رہی اس کے حکم سے اک مرد حوصلہ ور[5]، عسکر کا سالار اعلیٰ ہوا۔ اسی سالار اعلیٰ کی سعی سے اہل اسلام مملوکہ حصوں سے محروم ہو گئے[6] کسریٰ کی دائی ماں کے حکم سے اک اور عسکر طرار اس سالار اعلیٰ کی مدد کے واسطے آمادہ ہوا، اس عسکر کے دو حصے کر کے دو سرداروں[7] کے حوالے ہوئے ہر دو الگ الگ راہ[8] لے کر اہل اسلام سے معرکہ آرائی کے واسطے راہی ہوئے اور ''رود رود'' ہو کر معرکہ آراء ہوئے، عسکر اسلام ڈٹ کر لڑا، عسکر کسریٰ ہار کر دوڑا، اسی طرح دوسرے عسکر کا حال ہوا، وہ دوسری راہ[9] سے آ کر اہل اسلام سے معرکہ آراء ہو کر رسوا ہوا، اس سے اردگرد کے سارے رؤسا محکوم ہو گئے۔

---

[1] سعد بن عبید انصاریؓ ان کے بعد سلیط بن قیسؓ کھڑے ہوئے۔ [2] مثنیٰ پہلے اسلامی لشکر کے سردار تھے، لیکن اب وہ ابوعبید بن مسعود ثقفیؓ کی ماتحتی میں روانہ ہوئے۔ (تاریخ اسلام، ج ۱، ص: ۳۱۷) [3] یزدگرد، اس کی عمر سولہ سال تھی۔

[4] یزدگرد کی متولیہ پوران رخت یہ کسریٰ کی جگہ ملکی انتظامات کی دیکھ بھال کرتی تھیں۔ (سیر الصحابہ، ج ۱، ص: ۱۱۶)

[5] رستم جو کہ نہایت شجاع اور مدبر آدمی تھا، پوران رخت نے اس کو بلوا کر وزیر جنگ بنا دیا۔

[6] رستم نے ابوعبیدؓ کے پہنچنے سے پہلے ہی اضلاع فرات میں غدر کروا دیا اور جو مقامات مسلمانوں کے قبضے میں آ چکے تھے وہ ان کے قبضے سے نکل گئے۔

[7] نرسی اور جابان۔ [8] نمارق، جابان کی فوج نمارق پہنچ کر ابوعبیدؓ سے برسرپیکار ہوئی اور بری طرح شکست کھا کر بھاگی۔

[9] ایرانی فوج کا دوسرا سردار نرسی سقاطیہ کے کی طرف سے آیا ابوعبیدؓ نے آگے بڑھ ان سے معرکہ آراء ہوئے اور ایرانیوں کو شکست سے دوچار کیا۔ (سیر الصحابہ، ج ۱، ص: ۱۱۶)

عسکر کسریٰ کے سالار اعلیٰ کو اس حال کی اطلاع ہوئی، اس کے حکم سے دس دس[1] ہو کے دو اور دو گروہ اکٹھے ہو کر عسکر اسلام سے معرکہ آرائی کے واسطے راہی ہوئے۔

اسلامی عسکر کے سالار اعلیٰ ولد مسعود کو اس حال کی اطلاع ملی، اس کا ارادہ ہوا کہ عسکر اسلام کو لے کر ماء[2] رواں کے اُدھر لڑائی کرے، عسکر کے سرکردہ لوگ آڑے آئے اور کہا کہ ماء رواں کے اِدھر ہی معرکہ آرائی ہو، مگر ولد مسعود عسکر کو ہمراہ لے کر ماء رواں کے اُدھر گئے[3] اور اعداء اسلام سے معرکہ آراء ہوئے۔

اس معرکے اہل اسلام کو کمال دھکا لگا، عسکر اسلام کے ساٹھ[4] سو آدمی کام آئے، اس اطلاع سے عمر مکرم کو کمال دکھ ہوا، وہ اٹھے اور سارے ملک کے لوگوں کو ملک کسریٰ کی مہم کے واسطے للکارا، عمر مکرم کی عمدہ کلامی سے ہر مسلک کے لوگ لڑائی کے واسطے آمادہ ہوئے۔ روح اللہ رسول[5] کے حامی لوگوں کے سردار[6] عمر مکرم کے آگے آئے اور کہا کہ وہ لڑائی دو اہم گروہوں کی ہے، اس لئے ہمارا ہر آدمی اہل اسلام کے ہمراہ مل کر عسکر کسریٰ سے معرکہ آرائی کے واسطے آمادہ ہے۔

الحاصل اک عسکر طرار اکٹھا ہوا، والد عمر[7] کو اس عسکر کا سالار طے کر کے عمر مکرم کا حکم

---

[1] نرسی اور جابان کی ہزیمت کا سن کر رستم نے مردان شاہ کو چار ہزار کی جمعیت کے ساتھ ابو عبیدؓ کے مقابلہ میں روانہ کیا۔

[2] جاری پانی۔ فرات۔ [3] ابو عبیدؓ نے فوجی افسروں کے اختلافات کے باوجود فرات سے پار اتر کر غنیم سے نبرد آزمائی کی، کیونکہ اس پار کا میدان تنگ اور ناہموار تھا نیز عربی دلاوروں کیلئے ایران کے کوہ پیکر ہاتھیوں سے یہ پہلا مقابلہ تھا، اس لئے مسلمانوں کو سخت نقصان ہوا، نو ہزار فوج میں سے صرف تین ہزار فوج بچی۔ [4] چھ ہزار۔ [5] حضرت عیسیٰ علیہ اسلام

[6] نمر و تغلب کے سرداروں نے جو مذہباً عیسائی تھے، اپنے قبائل کے ہمراہ مسلمانوں کے ساتھ شرکت کی اور کہا کہ آج عرب و عجم کا مقابلہ ہے، اس قومی معرکے میں ہم بھی قوم کے ساتھ ہیں۔ (ایضاً ص: ۱۱۷)

[7] حضرت جریر بن عبداللہ البجلیؓ ان کی کنیت ابو عمر تھی۔ (صحابہ کرام کا انسائیکلوپیڈیا ص: ۷۰۳)

ہوا کہ عسکرِ اسلام کو لے کر معرکہ گاہ کو رواں ہو!

ادھر وائل کے سردار کی سعی سے سرحدی لوگوں کا اک عسکر اس معرکے کے واسطے آمادہ ہوا۔

کسریٰ کی دائی ماں کو عسکرِ اسلام کا حال معلوم ہوا، وہ اٹھی اور اہم عسکر سے دس دس سو کے دس اور دو گروہ[1] اک گمراہ سردار[2] کے ہمراہ اہلِ اسلام سے معرکہ آرائی کے واسطے رواں کئے۔

راہ کے اک مرحلے اعدائے اسلام، عسکرِ اسلام سے معرکہ آراء ہو کر رسوا ہوئے۔ گمراہوں کا سردار ہلاک ہو کر راہیِ دارالآلام ہوا۔ وائل کا سردار گمراہوں کی راہ روک کر کھڑا ہوا اور لامحدود گمراہوں کو مارا۔ عسکرِ اسلام کو کامگاری ملی اور عسکرِ اسلام ملکِ کسریٰ کے اہم حصہ کو راہی ہوا۔ سردار وائل آگے ہو کر اس محل حملہ آور ہوا کہ لوگ وہاں سوداگری کے واسطے اکٹھے ہوئے، اس حملے سے لوگ ڈر کر دوڑے، سارا مال اہلِ اسلام کو ملا، اسی طرح سورا، کسکر اور دوسرے کئی حصوں[3] کے اہلِ اسلام مالک ہوئے اور وہاں اسلامی علم لہرائے گئے۔

اہلِ کسریٰ اس حال کو معلوم کر کے دل مسوس کر رہ گئے، کسریٰ کی دائی ماں ملکی کاموں سے ہٹائی گئی اور سارا ملک سولہ سالہ لڑکے کے حوالے ہوا، ملک کے سرکردہ لوگ اکٹھے ہوئے اور اہلِ اسلام سے معرکہ آرائی کے واسطے عہد ہوا، سارے حصار اور عسکر گاہ محکم کئے گئے۔ ہر آدمی سرگرم ہوا کہ اہلِ اسلام کے مملوکہ حصوں کے لوگوں کو اہلِ اسلام سے روگرداں[4] کرے اور اہلِ اسلام مملوکہ حصوں سے محروم ہوں۔

اس سرگرمی سے سارا ملکِ کسریٰ دمک اٹھا، اہلِ اسلام کئی مملوکہ حصوں سے محروم

---

[1] پوران رخت نے ان تیاریوں کا حال سنا تو اپنی فوج خاصہ سے بارہ ہزار جنگ آزما بہادر منتخب کر کے مہران بن مہرویہ کے ساتھ مجاہدین کے مقابلے کے لئے روانہ کئے۔ (سیر الصحابہ، ج۱، ص:۱۱۷) [2] مہران ابن مہرویہ۔ [3] حراۃ اور فلالیج وغیرہ۔ [4] باغی۔

ہو گئے۔ سردار وائل طوعاً و کرہاً سمٹ کر اسلامی سرحدوں کو آ لگا اور[1] ارد گرد کے لوگوں کو اکٹھا کر کے سارے احوال کی اطلاع عمر مکرم کو ارسال کی۔

اہل کسریٰ کی سرگرمی کا حال معلوم کر کے عمر مکرم کھڑے ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے ماموں، سعد[2] کو دس[3] دس سو کے دو اور اٹھارہ گروہ دے کر حکم ہوا کہ وہ مہم ملکِ کسریٰ کو سر کر کے آئے! راہ اور مراحلِ راہ، عمر مکرم ہی کے طے کردہ رہے۔

ہمدم سعد کا عسکر کئی طرح سے اہم رہا، اس لئے کہ اس عسکر کے ہمراہ دس کم اسی آدمی معرکہ اول[4] والے اور سہ سو اہل سمرہ[5] اور سہ سو معرکہ مکہ مکرمہ والے اور اک کم آٹھ سو وہ لوگ رہے کہ وہ ہمدموں اور مددگاروں کی اولاد رہے۔

ہمدم سعد عسکر کو لے کر راہی ہوئے اور اٹھارہ مراحل طے کر کے اک محل[6] آ کر ٹھہرے اور اک عرصہ رک کر آگے رواں ہو گئے۔

سردار وائل اک محل[7] اسی سو[8] لوگوں کے عسکر کے ہمراہ سعد مکرم کے واسطے کھڑے رہے، مگر اس سے اول کہ سعد ادھر آئے، سردار وائل کا لمحہ موعود آ لگا ولد[9] حسامہ کو عسکر کا سالار طے کر کے اور ولد ام[10] کو معرکہ آرائی کے اطوار کہہ کر راہی ملک عدم ہوئے۔

سردار وائل کے ولد ام عسکر کے ہمراہ ادھر آ کر سعد سے ملے اور سردار وائل کا کلام کہا اور اسی محل سردار وائل اور سعد کے عسکر اک دوسرے سے مل گئے اور اسلامی عسکر کا عدد سوا ہوا[11]۔

---

۱ مثنی مجبور ہو کر عرب کی سرحد میں ہٹ آئے اور ربیعہ اور مضر کے قبائل کو جو اطراف عراق میں پھیلے ہوئے تھے، ایک تاریخ معین تک اسلامی علم کے نیچے جمع ہونے کیلئے طلب کیا۔ (سیر الصحابہ، ج، ص: ۱۱۸) ۲ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ۳ بیس ہزار۔ ۴ غزوہ بدر۔ ۵ بیعت رضوان کیکر کے درخت کے نیچے ہوئی تھی۔ ۶ مقام ثعلبہ آ کر رکے اور سیراف کو رواں ہوئے۔ ۷ موضع ذی قار۔ ۸ آٹھ ہزار۔ ۹ بشیر بن حسامہ۔ ۱۰ مثنی کے بھائی مغنی بن حارثہ شیبانی۔ ۱۱ لشکر اسلام کی تعداد بیس اور تیس ہزار کے درمیان تھی۔ (ایضاً)

اسی محل ہمدم سعد کو عمر مکرم کا حکم ملا کہ ادھر کے سارے احوال لکھ کر ہم کو ارسال کرو! اس لئے سارے احوال لکھ کر ارسال کئے گئے۔

احوال کا مطالعہ کر کے عمر مکرم کا ہمدم سعد کو حکم[۱] ہوا کہ معرکہ آرائی کے واسطے اس طرح کے محل آ کر ٹھہرو کہ اُدھر ملکِ کسریٰ ہو اور اِدھر ہمارے کہسار۔ اگر کامگار ہوئے آگے ہو کر اور حملے کرو اور اگر معاملہ الٹا ہو، سوئے کہسار لوٹ آؤ اور اکٹھے ہو کر دہرا حملہ کرو!

ہمدم سعد اس حکم کے عامل ہوئے اور اسی طرح کے اک محل آ کر دو ماہ ٹھہرے رہے۔[۲] حصول رسد کے لئے ادھر ادھر کے گاؤں آ کر حملہ آور رہے۔[۳]

ادھر کے لوگ کسریٰ کے آگے گئے اور سارا حال کہا اور کہا کہ دوڑ کر اہلِ اسلام کو روکو اور اگر معاملہ اسی طرح رہا، ہم اہل اسلام کے محکوم ہوں گے۔ اس اطلاع کو لے کر کسریٰ کا سارا اعلیٰ کو حکم ہوا کہ دوڑ کر عسکر اسلام کو اس لوٹ کھسوٹ سے روکو اور عسکر اسلام کو ہلاک کر کے ہی لوٹو!

کسریٰ کا سالار اعلیٰ ساعی رہا کہ اک اک کر کے دوسرے سرداروں کو لڑائی کے واسطے رواں کرے اور اس سلسلے کو طول دے، مگر حاکم کسریٰ کا دہرا حکم ہوا کہ دوڑ کر معرکہ آرائی کرو!

اس حکم کو لے کر کسریٰ کا سالار اعلیٰ طوعاً و کرہاً رواں ہوا اور راہ کے اک مرحلے آ کر ٹھہرا، ملک کے ہر حصے سے لوگ آ آ کر اس کے گرد اکٹھے ہو گئے اور اس کے عسکری آدھا لاکھ کم دو لاکھ ہو گئے۔[۵]

---

[۱] فاروق اعظمؓ کا فرمان ان کے نام پہنچا کہ ''قادسیہ کی طرف بڑھو اور قادسیہ پہنچ کر اپنے مورچے ایسے مقام پر قائم کرو کہ تمہارے آگے فارس کی زمین ہو اور تمہارے پیچھے عرب کے پہاڑ ہوں، اگر اللہ تعالیٰ تم کو فتح نصیب کرے تو جس قدر چاہے آگے بڑھتے جاؤ، لیکن خدانخواستہ معاملہ برعکس ہو تو پہاڑ پر آ کر ٹھہرو اور پھر خوب چوکس ہو کر حملہ کرو۔ (تاریخ اسلام، ج ا، ص: ۳۳۰) [۲] حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سیراف سے کوچ کر کے قادسیہ آ کر ٹھہرے اور دو ماہ تک ایرانی لشکر کا انتظار کیا۔ (ایضاً) [۳] لشکر اسلام کو جب سامان رسد کی ضرورت ہوتی تو ایرانی علاقوں پر مختلف دستے چھاپے مارتے اور ضروری سامان حاصل کرتے (ایضاً) [۴] قادسیہ کے متصلہ علاقوں کے لوگ دربار کسریٰ میں شاکی بن پہنچنے شروع ہو گئے کہ جلد کچھ تدارک ہونا چاہئے ورنہ ہم مجبوراً عربوں کی فرمان روی اختیار کر لیں گے (ایضاً) [۵] (ایضاً)

ہمدم سعد[1] کے حکم سے سارے احوال کی اطلاع عمر مکرم کو دی گئی۔ عمر مکرم کا رد کلام ہوا کہ کسریٰ کے ٹڈی دل کے ڈر کو دل سے دور رکھو اور اللہ سے آس رکھو اور اللہ ہی سے مدد حاصل کرو اور ہاں لڑائی سے آگے اک گروہ کو حکم دو کہ وہ کسریٰ سے ملے اور اسلام کا حکم کرے!

اس حکم کو لے کر ہمدم سعد کھڑے ہوئے اور اس کے حکم سے عسکر اسلام سے اہل رائے، ماہ رو، عمدہ کلام والے اور حوصلہ ور لوگوں کا اک گروہ اس کام کے واسطے مامور ہوا[2]۔

وہ گروہ آ کر کسریٰ سے ملا۔ کسریٰ کا گروہِ اسلام سے مکالمہ[3] ہوا، اہل اسلام کی عمدہ کلامی اور حوصلہ وری کا مطالعہ کر کے کسریٰ کے دل کی آگ دھک اٹھی اور اس کا ارادہ ہوا کہ سارے گروہ کو ہلاک کر دے، مگر اس کا کلام ہوا کہ رسولوں[4] کی ہلاکی سے سارے ملوک سدا دور

---

[1] حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دربار خلافت میں ایرانیوں کی جنگی تیاریوں اور نقل و حرکت کے حالات بھیجے فاروق اعظمؓ نے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کو لکھا کہ تم ایرانیوں کی کثرت افواج اور ساز و سامان کی فراوانی دیکھ کر مطلق خائف و مضطرب نہ ہو، بلکہ خدائے تعالیٰ پر بھروسہ رکھو اور خدائے تعالیٰ سے ہی مدد طلب کرتے رہو اور قبل از جنگ چند آدمیوں کی ایک سفارت یزدجرد، شاہِ ایران کے پاس بھیجو تا کہ وہ دربار ایران میں جا کر دعوت اسلام کے فرض سے سبکدوش ہوں۔ (تاریخ اسلام، ج۱ص:۳۳۱) [2] اس اسلامی سفارت میں مندرجہ ذیل حضرات شامل تھے: نعمان بن مقرنؓ، قیس بن زرارہؓ، اشعث بن قیسؓ، فرات بن حبانؓ، عاصم بن عمرؓ، عمرو بن معدیکربؓ، مغیرہ بن شعبہؓ، مغنی بن حارثہؓ، عطارد بن حاجبؓ، بشیر بن ابی رہمؓ، حنظلہ بن الربیعؓ، عدی بن سہلؓ۔ (ایضاً) [3] کسریٰ نے پوچھا تم لوگوں کو ہمارے مقابلے میں جرأت کیسے ہوئی؟ کیا تم بھول گئے کہ تمہاری قوم دنیا کی ذلیل و احمق قوم تھی اور تمہاری سرکشی کو ہمارے سرحدوں کے عامل ٹھیک کرتے تھے؟ یہ سن کر نعمان بن مقرنؓ نے جواب دیا کہ ہم دنیا سے بت پرستی اور شرک کو مٹاتے ہیں اور تمام دنیا کے سامنے اسلام پیش کرتے ہیں، اسلام ہی کے ذریعے انسان سعادت انسانی حاصل کر سکتا ہے، اگر کوئی اسلام نہ لائے تو اس کو چاہئے کہ وہ اپنے آپ کو مسلمانوں کی حفاظت میں سپرد کر دے اور جزیہ ادا کرے وگرنہ اس کے اور ہمارے درمیان تلوار فیصلہ کرے گی۔ (تاریخ اسلام، ج:۱ص:۳۳۲) [4] سفراء۔

رہے، اس لئے دور ہوں، مگر اس کا حکم ہوا کہ اک ٹوکری مٹی لاؤ اور اس گروہ کے سردار کے سر رکھ کر ہماری درگاہ سے دور کردو! مٹی لائی گئی، ہمدم عاصم کھڑے ہوئے اور مٹی کی ٹوکری اٹھا کر کہا کہ: ''وہی اس گروہ کا سردار ہے''۔

مٹی لے کر سارے لوگ ہمدم سعد کے آگے آئے اور کہا کہ اللہ کی عطا سے ہم کو ملک کسریٰ کی مٹی ملی ہے، ہم کو ملک کسریٰ کی کامگاری ملے گی۔

اس کلام سے ہمدم سعد کمال مسرور ہوئے[1] ادھر کسریٰ کے سالار اعلیٰ کو کسری سے کئی کمکی سردار ملے اور حکم ہوا کہ دوڑ کر اہل اسلام سے معرکہ آرائی کرو، مگر کسریٰ کا سالار اعلیٰ اک عرصہ ٹال مٹول کر کے معرکہ آرائی سے دور رہا اس کا ارادہ ہوا کہ کسی طرح لڑائی ٹلے، اس لئے اہل اسلام کے ٹھہراؤ والے[2] محل آکر ہمدم سعد کو اطلاع دی کہ اہلِ اسلام کا کوئی آدمی ہمارے آگے آئے کہ صلح کا معاملہ طے ہو۔ ہمدم سعد کے حکم سے ہمدم ولد[3] عامر کسریٰ کے سالار اعلیٰ کے آگے گئے اور اس سے مکالمہ کر کے لوٹے۔ اگلی سحر دہرا کر ہمدم سعد کو اطلاع ملی کہ کوئی آدمی ارسال کرو! ہمدم

---

[1] حضرت سعدؓ اس فال سے بہت خوش ہوئے۔ [2] رستم لڑائی کو ٹالنا چاہتا تھا، اس لئے اس نے مدائن سے قادسیہ تک پہنچنے میں چھ ماہ صرف کر دیئے۔ اس نے رستم مقام عتیق آکر ٹھہرا اور حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے پاس پیغام بھیجا کہ تم اپنے کسی سفیر کو ہمارے پاس بھیج دو تا کہ ہم اس سے مصالحت کی گفتگو کریں۔ [3] حضرت ربیع بن عامرؓ، رستم کے پاس سفیر بن کر گئے، رستم نے پر تکلف دربار سجایا تا کہ صحابی رسولؐ کا دل خوفزدہ ہو، مگر حضرت ربعی بن عامرؓ اس شان وشوکت والے دربار میں داخل ہوئے اور گھوڑے کو اک گاؤ تکیئے سے جو کہ لب فرش پڑا تھا باندھ کر تیر کی انی ٹیکتے ہوئے اور رومی قالینوں والے فرش کو چاک وسوراخ دار بنائے ہوئے، رستم کے سونے کے تخت کی طرف بڑھے اور اس کے برابر جا بیٹھے، لوگ آڑے آئے کہ کسی طرح حضرت ربعیؓ کو نیچے اتاریں، حضرت ربیعؓ نے فرمایا کہ میں آیا نہیں، بلایا گیا ہوں اور ہمارے مذہب میں اس کی سخت ممانعت ہے کہ کوئی شخص خدا بن بیٹھے اور دوسرے لوگ غلاموں کی طرح ہاتھ باندھ کر اس کے سامنے کھڑے ہوں، رستم نے اپنے آدمیوں کو روک دیا، مگر کچھ سوچ کر ربیعؓ خود اٹھے اور تخت سے اتر کر خنجر سے زمین پر بچھے ہوئے قالین اور فرش کو چاک کر کے نیچے سے خالی زمین نکال کر اس پر بیٹھ گئے اور رستم سے مخاطب ہو کر کہا: ہم کو تمہارے اس پر تکلف فرش کی ضرورت نہیں، ہمارے لئے خدا تعالیٰ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر)

سعد کا اک دوسرے ہمدم[1] کو حکم ہوا، وہ گئے اور کسریٰ کے سالار اعلیٰ سے ملے، سالار اعلیٰ کا سوال ہوا کہ کل والا آدمی کہاں ہے؟ کہا: ہمارا سردار عادل ہے، کل اک کو اس کام کا اکرام ملا اور اس سحر دوسرے کو۔ سالار اعلیٰ کا اس ہمدم سے اسی طرح کا مکالمہ ہوا[2] اور وہ لوٹ آئے۔

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) کا بچھا ہوا فرش یعنی زمین کافی ہے، اس کے بعد ترجمان کے ذریعے رستم نے حضرت ربعیؓ سے سوال کیا کہ اس جنگ و پیکار سے تمہارا کیا مقصد ہے؟ حضرت ربعیؓ نے جواب دیا کہ ہم خدا تعالیٰ کے بندوں کو دنیا کی تنگی سے دار آخرت کی وسعت میں لانا ظلم اور مذاہب باطلہ کی جگہ عدل و انصاف اور اسلام کی اشاعت چاہتے ہیں جو شخص عدل اور اسلام پر قائم ہو جائے گا، ہم اس سے اور اس کے ملک و اموال سے معترض نہ ہونگے، جو شخص ہمارے راستے میں حائل ہوگا، ہم اس سے لڑیں گے یہاں تک کہ جنت میں پہنچ جائیں گے یا فتح مند ہونگے، اگر تم جزیہ دینا منظور کروگے تو ہم اس کو قبول کریں گے اور تم سے معترض نہ ہونگے اور جب کبھی تم کو ہماری ضرورت ہوگی تمہاری مدد کو موجود ہوں گے اور تمہاری جان و مال کی حفاظت کریں گے، اس کے بعد رستم نے حضرت ربعیؓ سے سوال کیا کہ تم مسلمانوں کے سردار ہو، حضرت ربعیؓ نے فرمایا کہ نہیں، میں ایک معمولی سپاہی ہوں، لیکن ہم میں ہر شخص خواہ ادنیٰ ہو اعلیٰ کی طرف سے اجازت دے سکتا ہے، یہ سن کر رستم اور اس کے درباری دنگ رہ گئے، پھر رستم بولا تمہاری تلوار کا نیام بہت بوسیدہ ہے، حضرت ربعیؓ نے فوراً تلوار نیام سے کھینچ کر کہا کہ اس پر آب ابھی دکھائی گئی ہے، پھر رستم نے کہا تمہارے نیزے کا پھل بہت چھوٹا ہے یہ لڑائی میں کیا کام دیتا ہوگا؟ حضرت ربعیؓ نے فرمایا کہ پھل سیدھا دشمن کے سینے کو چھیدتا ہو پار ہو جاتا ہے، کیا تم نے نہیں دیکھا کہ آگ کی چھوٹی سی چنگاری سارے شہر کو جلا ڈالنے کیلئے کافی ہوتی ہے؟ اسی قسم کی نوک جھونک کی باتوں کے بعد رستم نے کہا اچھا ہم تمہاری باتوں پر غور کرلیں۔ حضرت ربعیؓ وہاں سے واپس آ گئے۔ (ایضاً ص: ۳۳۴)

(حاشیہ صفحہ ھذا) [1] حضرت حذیفہ بن محصنؓ۔ [2] حضرت حذیفہؓ اسی انداز اور آزادانہ روش سے گئے جیسے کہ حضرت ربعیؓ گزشتہ روز گئے تھے، حضرت حذیفہؓ رستم کے سامنے پہنچ کر گھوڑے سے نہ اترے بلکہ گھوڑے پر چڑھے ہوئے اس کے تخت کے قریب پہنچ گئے، رستم نے پوچھا: کیا سبب ہے آج تم آئے ہو وہ کل والے صاحب کیوں نہیں آئے؟ حضرت حذیفہؓ نے کہا کہ ہمارا سردار عادل ہے ہر خدمت کیلئے ہر ایک شخص کو موقع دیتا ہے، کل اس کی باری تھی آج میری باری آ گئی، رستم نے کہا تم ہم کو کتنے دن کی مہلت دے سکتے ہو؟ حضرت حذیفہؓ نے فرمایا کہ آج سے تین روز تک کی۔ رستم یہ سن کر خاموش ہوا، حضرت حذیفہؓ گھوڑے کی باگ موڑ کر سیدھے اسلامی لشکرگاہ کی طرف روانہ ہوئے اور سارا دربار حضرت حذیفہؓ کی بے باکی اور حاضر جوابی دیکھ کر حیران و ششدر رہ گیا۔

اس سے اگلی سحر دہرا کر اسی طرح ہوا، اک اور ہمدم[1] سالار اعلیٰ کے آگے گئے، کسریٰ کا سالار ساعی ہوا کہ ہمدم کو مال دے کر اسلام سے دور کرے اور دھمکی دی، مگر ہمدم رسول کا کڑا کلام ہوا، سالار اعلیٰ اور سارے گمراہ دل مسوس کر رہ گئے، کسریٰ کا سالار اعلیٰ اٹھا اور عالم کے مہر[2] سے عہد کر کے کہا:

''سارے عسکر اسلام کو ہلاک کر کے ہی دم لوں گا''۔

کالی سواری[3] والا معرکہ

اس طرح کا کلام کر کے کسریٰ کے سالار اعلیٰ کا عسکر کو حکم ہوا کہ کل لڑائی ہوگی، آمادہ رہو!

اگلی سحر کسریٰ کا ٹڈی دل عسکر مسلح ہو کر اہل اسلام کے آگے آ کھڑا ہوا۔ اس عسکر کے آگے کالی سواری کا وہ عسکر رہا کہ اس کے اسم سے کلام اللہ کی اک سورہ موسوم ہے[4]۔

ادھر اہل اسلام کا معدود عسکر معرکہ گاہ آ کر عدو کے آگے کھڑا ہوا[5] اور لڑائی کی رسم کی رو سے اول اول گمراہوں کے کئی لوگ عسکر سے آگے آئے اور لڑائی کے واسطے للکار دی۔

اسلامی عسکر سے اک اک کر کے کئی آدمی گئے اور گمراہوں کو محصور کر کے لائے[6]۔

---

[1] حضرت مغیرہ بن شعبہؓ (ایضاً، ص: ۳۳۵) [2] حضرت مغیرہؓ کے نہایت سخت اور معقول جواب پر رستم کو غصہ آیا اور کہا: آفتاب کی قسم میں تمام عربوں کو ویران کر دوں گا۔ (سیر الصحابہ، ج:۱، ص:۱۱۹) [3] ہاتھی۔ کلام پاک کی اک سورت کا نام سورۂ فیل ہے۔ فیل عربی میں ہاتھی کو کہتے ہیں۔ [4] جنگ قادسیہ۔ اس لڑائی میں ایرانیوں کے پاس تین سو ہاتھی تھے، اس لئے اس کو کالی سواری والا معرکہ کہا گیا۔ [5] اسلامی لشکر بیس سے تیس ہزار کے درمیان تھا۔ (تاریخ اسلام، ج:۱، ص: ۳۲۹) [6] سب سے پہلے لشکر ایران کی طرف سے ہرمز نامی ایک شہزادہ میدان میں نکلا جو زریں تاج پہنے ہوئے تھا اور ایران کے مشہور پہلوانوں میں شمار ہوتا تھا، اس کے مقابلے کیلئے حضرت غالب بن عبداللہ اسدیؓ لشکر سے نکلے، حضرت غالبؓ نے میدان میں جاتے ہی ہرمز کو گرفتار کر لیا اور لا کر حضرت سعدؓ کے سپرد کر گئے۔ اس کے بعد دو اور بہادر نکلے، ان کا بھی یہی حال ہوا۔ (ایضاً ص: ۳۳۶)

اس حال کا مطالعہ کر کے کسریٰ کے سالار اعلیٰ کا عسکر کو حکم ہوا کہ عام حملہ کرو! اس طرح معرکہ عام کا سلسلہ ہوا، ادھر سے اللہ والے "اللہ احد" کی صدا لگا کر آگے آئے اور ہر دو گروہ اک دوسرے سے ٹکرائے، اس عرصے ہمدم سعد کے اک درد اٹھا[1] وہ اس سے محروم ہوئے کہ اٹھ کر سوار ہوں اور معرکہ گاہ وارد ہوں، اس لئے وہ معرکہ گاہ کے سرے اک ٹوٹے گھر کے عالی حصے آ کر رکے اور ادھر ہی سے عسکر اسلام کی اہم اہم صلاحوں سے مدد کی۔

اعدائے اسلام کا کالا عسکر آگے رہا، اس کے حملوں سے کئی مسلم گھائل ہو کر گرے اور کئی اللہ کے گھر کو سدھار رہے (ہم ساروں کا اللہ کا مالک ہے اور ہمارا ہر آدمی اللہ کے گھر لوٹے گا)۔[2]

اسلامی سہام کاروں کے واسطے ہمدم سعد کا حکم ہوا کہ عدو کے کالے عسکر کو سہام کاری سے گھائل کر کے روکو! ہمدم عاصم اور کئی دوسرے سہام کار کالے عسکر کے آگے آ کر حملہ آور ہوئے اور اس طرح سہام کاری کی کہ کالا عسکر اور اس کے سوار ادھر ادھر ہٹ گئے۔[3]

مہر عالم مدہم ہوا، سحر مکمل ہوئی مگر کامل کامگاری سے ہر عسکر ہی محروم رہا اور اس سحر کی لڑائی اک اسم سے موسوم ہوئی۔[4]

---

[1] سپہ سالار لشکر اسلامی حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے دنبل نکل رہے تھے اور عرق النساء کے درد کی بھی آپؓ کو شکایت تھی، للہذا نہ گھوڑے پر سوار ہو سکتے تھے اور نہ چل پھر سکتے تھے، اسلامی لشکر گاہ کے ایک سرے پر اک پرانے زمانے کی پختہ عمارت کھڑی تھی، حضرت سعدؓ خود اس عمارت کی چھت پر گاؤ تکیہ لگا کر بیٹھ گئے اور اپنی جگہ میدان جنگ کا سردار حضرت خالد بن عرفطہؓ کو تجویز کیا، اور لڑائی کے نقشے اور اہم تغیر و تبدیل کو اپنے ہاتھ میں ہی رکھا یعنی برابر حضرت خالدؓ کے پاس ھدایات روانہ کرتے رہے۔ [2] یہ انا للہ وانا الیہ راجعون کا مفہوم ہے۔ [3] حضرت عاصمؓ اور دوسرے بہادروں نے تلوار اور نیزے سے ہاتھیوں کی سونڈھوں پر حملے شروع کئے اور تیر اندازوں نے ایسے تیر برسائے کہ فیل نشینوں کو جوابی تیر اندازی کی مہلت ہی نہ ملی، نتیجہ یہ ہوا کہ ہاتھی پیچھے ہٹ گئے۔ (تاریخ اسلام ج:۱،ص:۳۳۶) [4] قادسیہ کا یہ پہلا معرکہ تھا، عربی میں اس کو یوم الارماث کہتے ہیں۔

دوسری سحر ہوئی گواہوں کولحد کے حوالے[۱] اہل اسلام معرکہ گاہ آئے اور عدو کے آگے ڈٹ گئے ،لڑائی سے آگے ہی اک دوسرا اسلامی عسکر، روم کے سرحدی حصوں کی مہم سرکر کے لوٹا اور کئی حصے ہوکر ہمدم سعد کے عسکر سے آملا[۲] اس اسلامی کمک سے عسکر کسریٰ کے دل ڈر گئے۔

کل کی طرح معرکہ آرائی کا سلسلہ ہوا، اسلامی عسکر سے اک ہمدم[۳] آگے ہوا اور لڑائی کے لئے للکاردی ،ادھر سے اک آدمی آگے ہوا اور اک عرصہ لڑ کر عدو ہلاک ہوا، اسی طرح کا معاملہ عدو سے آئے ہوئے ہر آدمی سے ہوا۔

اس حال کا مطالعہ کر کے عدو کے سالار اعلیٰ کا حکم ہوا کہ عام حملہ کرو ہر دو گروہ اک دوسرے کے آگے ڈٹ گئے ۔سحر مکمل ہوئی اور ہر دو عسکر کامگاری سے محروم ہی آرام گاہ لوٹ گئے اور وہ لڑائی اک دوسرے اسم[۴] سے موسوم ہوئی۔

اگلی سحر کو ہر عسکر کامگاری کی آس لے کر معرکہ گاہ آکر کھڑا ہوا اور ساری سحر لڑائی رہی کہ مہر عالم کی دمک مدہم ہوئی، اک عرصہ کے لئے ہر دو عسکر ہٹے، مگر دہرا کر آئے اور معرکہ آراء ہو گئے ۔اہل اسلام حملے کر کر کے عدو کے سالار اعلیٰ کے محل آگئے، کسریٰ کا سالار اعلیٰ اٹھ کر معرکہ آرا ہوا اور گھائل ہو کر عسکرِ اسلام کے اک آدمی، ہلال کے آگے لگ کر دوڑا،

---

[۱] شہداء کی تجہیز و تکفین ۔[۲] ملک شام سے حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ نے حضرت ہاشم بن عتبہؓ کی سرداری میں لشکر عراق کو واپس بھیجا تھا۔ ہاشم بن عتبہؓ میدان جنگ کے گرم ہونے کا حال سن کر اپنی چھ ہزار فوج کے بہت سے چھوٹے ٹکڑے کر دیئے اور حکم دیا کہ تھوڑے تھوڑے وقفے سے ایک ایک حصہ تکبیر کہتا ہوا داخل ہو! اس طرح شام تک یہ دستے یکے بعد دیگرے لشکر اسلام میں داخل ہوئے اور ایرانی اس طرح پیہم کمکی دستوں کی آمد دیکھ دیکھ کر خوف زدہ ہوتے رہے (تاریخ اسلام، ج:۱،ص:۳۳۷) [۳] حضرت قعقاعؓ شام سے ایک ہزار لشکر لے کر آئے اور حضرت سعدؓ سے اجازت لے کر میدان میں نکلے اور مبارز طلب کیا مقابلہ میں بہمن جادو یہ آیا اور مارا گیا۔[۴] یوم الاغواص۔

ہلال ادھر گئے اور اسلحہ سے حملہ آور ہوئے اور اس حملے سے کسریٰ کے سالارِ اعلیٰ کی کمر ٹوٹ گئی اور وہ ماءِ رواں کو گرا، ہلال گھوڑے سے کودے اور اس کو محصور کر کے اس کا گلا کاٹ ڈالا اور اسی کی کرسی رکھ کر کھڑے ہوئے اور صدا لگائی:

"واللہ! عدو کا سالارِ اعلیٰ مرے وار سے ہلاک ہوا"[۱]

اس صدا کو مسموع کر کے اہلِ اسلام کِھل اٹھے اور "اللہ احد" کی صدا لگائی۔

اس اطلاع سے عدو کے سواروں کے حواس گم ہو گئے اور وہ معرکہ گاہ سے دوڑے اور معدودے لوگوں کے علاوہ سارے مارے گئے[۲] اور ساٹھ سو اہلِ اسلام اللہ کے گھر کو سدھارے۔[۳] اسلامی عسکر کو وہم و گماں سے اعلیٰ مال کامگاری حاصل ہوا۔ اک آدمی کو ہمدم سعد کا حکم ہوا کہ دوڑ کر اس کامگاری کی اطلاع عمر مکرم کو دے آؤ!

عمر مکرم کو اطلاع ملی وہ اس اطلاع سے کمال مسرور ہوئے اور حرمِ رسول آئے اور لوگوں کو اکٹھا کر کے کہا:

"لوگو! عمر حاکم و مالک کہاں کہ وہ لوگوں کو مملوک کرے؟ عمر اللہ کا مملوک ہے۔ ہاں! عمر کو اک اہم عہدہ ملا ہے، اگر اس کام کو اس طرح ادا کروں کہ ہر آدمی آرام سے رہے وہ اللہ کی عطا ہے اور اگر ارادہ کروں کہ ہر آدمی عمر کے گھر آ کر موں دکھائے، وہ سوءِ عملی ہے۔ عمر لوگوں کو کلام اور عمل ہر دو سے آگاہی دے رہا ہے۔"[۴]

اس معرکے سے علمِ کسریٰ سدا کے لئے گرا اور اسلامی علم کو کمال علو ملا۔

اہلِ اسلام اور آگے گئے، ملکِ کسریٰ کے دوسرے حصوں کے مالک ہوئے۔[۵]

---

۱ (تاریخ اسلام، ج:۱ص:۳۳۸) ۲ صرف تیس سوار بھاگ نکلنے میں کامیاب ہوئے۔(ایضاً) ۳ چھ ہزار مسلمان شہید ہوئے۔(ایضاً) ۴ (تاریخ اسلام، ج:۱ص:۳۳۹) ۵ مسلمانوں نے قادسیہ سے بڑھ کر آسانی کے ساتھ بابل، کوثی، بہرہ، شیر پر قبضہ کر لیا۔(سیر الصحابہ، ج:۱ص:۱۲۱)

اہل کسریٰ رسوا ہوکر اک حصے سے دوسرے حصے کو دوڑے اور اہم راہوں کو مسمار[1] کر گئے کہ کسی طرح اسلامی عسکر ہم سے دور رہے، مگر اسلامی عسکر ہردم رواں ہی رہا۔

اک اہم معاملہ

ملک کسریٰ کے اک اہم حصے[2] اور اہل اسلام کے وسط اک گہرا ماءِ رواں حائل ہوا، اہل کسریٰ ماءِ رواں کی راہوں کو مسمار اور مائی سواری کو معدوم کر گئے اور اعداء کا اک عسکر ماءِ رواں سے ادھر کھڑا ہوا کہ وہ عسکر اسلام کی ادھر آمد کو روکے سارے احوال کا مطالعہ کر کے عسکر اسلام کے سالار ہمدم سعد کا اسلامی عسکر کو حکم ہوا:

''کمر کس لو''

اور کہا:

''کوئی سردار وعدہ کرے کہ وہ اک گروہ کو لے کر عسکر اسلام کو عدو کے حملے سے اس لمحے دور رکھے گا کہ اسلامی عسکر ماءِ رواں کا راہی ہوگا۔''

ہمدم عاصم آگے آئے اور کہا: ''وعدہ ہے کہ وہ اس کام کو کرے گا۔'' ہمدم عاصم دو سو کم آٹھ سو سہام کاروں کے ہمراہ اک عالی محل آ کر رکے۔

سالار اسلامی ہمدم سعد، اللہ سے دعا گو ہوئے[3] اور گھوڑے کو لے کر ماءِ رواں کے راہی ہوئے۔ اس حال کا مطالعہ کر کے عسکر اسلام کو حوصلہ ملا، عسکر اسلام آگے ہوا اور گھوڑوں کو لے کر ماءِ رواں کا راہی ہوا۔

اہلِ اسلام آدھی راہ طے کر گئے کہ ادھر سے اعداء کی سہام کاری ہوئی، ادھر سے ہمدم

---

[1] ایرانیوں نے بہرہ سے بھاگتے ہوئے پل مسمار کر دیا۔ (تاریخ اسلام) [2] مدائن۔ [3] حضرت سعدؓ نے نستعین باللہ ونتوکل علیہ حسبنا اللہ ونعم الوکیل ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ کہہ کر اپنا گھوڑا دریا میں ڈال دیا۔ (تاریخ اسلام ج:۱ص ۳۴۲)

عاصم اور اس کا گروہ آگے ہوا اور اس طرح سے سہام کاری کی کہ عسکر کسریٰ کے کئی لوگ مر گئے اور کئی گھائل ہو کر دوڑے اور عسکر اعداء اس ارادے سے محروم رہا کہ وہ عسکر اسلام کی ادھر آمد کو روکے۔

مآل کار کسی مائی سواری اور مائی راہ کے علاوہ ہی عسکر اسلام ادھر آ نگا اور اہل اسلام کے گھوڑوں کے سم مکمل سوکھے رہے۔

اہل اسلام آگے ہوئے اور اعدائے اسلام سے معرکہ آرا ہو کر کامگار ہوئے۔

اک دوسری لڑائی[1]

ادھر اہل اسلام کی آمد ہوئی، ادھر کسریٰ گھر والوں کو لے کر آگے رواں ہوا، کسریٰ کے سالار اعلیٰ کی ماں کا لڑکا[2] ساعی ہوا کہ وہ لوگوں کو اسلامی عسکر سے معرکہ آرائی کے واسطے اکٹھا کرے، اس کی سعی سے اک عسکر طرار اکٹھا ہوا اہل اسلام اس محل گئے[3] کئی ماہ کا محاصرہ رہا کئی معرکے ہوئے اور وہ حصہ عسکر اسلام کی ملک ہوا۔ معرکہ مکمل ہوا عسکر کسریٰ کے اک لاکھ آدمی واصل دار الآلام ہوئے اور سہ کروڑ کا مال کامگاری اہل اسلام کو ملا۔ وللہ الحمد!

کسریٰ کو اطلاع ملی کی اہل اسلام کامگار ہو گئے وہ وہاں سے رے کو راہی ہوا اس کے حکم سے اک سالار کمال اسلحہ سے مسلح ہو کر عسکر اسلام کی راہ روک کر کھڑا ہوا۔ اسلامی عسکر سے معرکہ آرائی ہوئی اور عسکر کسری ہار کر دوڑا۔ اللہ کے کرم سے اسلامی عسکر اس حصے کا مالک ہوا اور اک صدا لگوائی کہ اے لوگو اسلام لے آؤ معصوم رہو گے، اسی طرح مال صلح ادا کرو معصوم رہو گے اس صدا سے کئی امراء ور ؤسا دل سے اسلام لے آئے۔

اہل علم سے مروی ہے کہ اس محل سے آگے ملک کسریٰ اہم حصے کی حد مکمل ہوئی، اس

---

[1] معرکۂ جلولاء [2] رستم بن فرخ زاد کا بھائی، خرزاد بن فرخ زاد۔ (تاریخ اسلام، ج:۱،ص:۳۴۳)

[3] (سیر الصحابہ، ج:۱،ص:۱۲۱)

لئے عمرمکرم کا دلی ارادہ رہا کہ اس محل اسلام اور اہل کسریٰ کے وسط اک آگ کا کوہ حائل ہو کہ ہر اک گروہ معرکہ آرائی سے دور رہے۔

مگر ملک کے کئی اہم حصوں سے محروم ہو کر اہل کسریٰ کو سکھ کہاں؟ مروآ کر کسریٰ ساعی ہوا کہ کسی طرح سرداری کے کھوئے ہوئے ٹھاٹھ لوٹائے، اس کام کے لئے رسائل لکھے گئے اور ہر سو ہرکارے دوڑائے گئے۔

کسریٰ کے رسائل واحکام سے اردگرد کے ممالک کو اک آگ سی لگ گئی اور آدھا لاکھ کم دو لاکھ لوگوں کا ٹڈی دل اکٹھا ہوا۔

اس عسکر طرار کا سالار لڑائی کے اطوار کا ماہر آدمی[1] طے ہوا اور اک اہم علم[2] کہ وہ سدا سے اہل کسریٰ کے ہاں مسعود رہا سالار اعلیٰ اس کے سائے سائے عسکر طرار کو لے کر کامگاری کی آس لگائے رواں ہوا۔

اس حال کی اطلاع عمرمکرم کو ملی، عمرمکرم کا اک ہمدم کو حکم ہوا کہ اک گروہ کو ہمراہ لو اور عسکر کسریٰ کو روکو! راہ کے اک مرحلے آ کر ہر دو عسکر اکٹھے ہو کر اک دوسرے سے معرکہ آراء ہوئے اسلامی عسکر کے سالار اعلیٰ اللہ کے گھر کو سدھار گئے۔ اس کا ولد امام آگے ہوا اور علم اٹھا کر عدو سے معرکہ آراء ہوا اور اسلامی عسکر کو اس سے لاعلم رکھا کہ اس کا ولد امام اور عسکر اسلام کا سالار اعلیٰ دارالسلام کو سدھارا۔

سحر مکمل ہوئی عسکر کسریٰ حوصلہ ہار کر معرکہ گاہ سے سمٹ کر ہٹا۔ اہل اسلام کمال حوصلہ وری سے حملہ آور ہوئے۔ مال کار کامگاری اہل اسلام کا حصہ ہوئی اور دس دس سو کے سہ گروہ عسکر کسریٰ کے مارے گئے اس معرکے عسکر اسلام کا عدد اعداء اسلام کے عدد کا سدس رہا۔ والد لؤلؤ کہ اس کے وار سے عمرمکرم اللہ کے گھر کو سدھارے، وہ اسی لڑائی کا محصور ہے۔

---

[1] فیروزاں اور بقول دیگر مردان شاہ۔ (تاریخ اسلام، ج:۱،ص:۳۵۸) [2] درفش کاویانی۔ (سیر الصحابہ، ج:۱،ص:۱۲۲)

آگے مسطور ہوا کہ عمر مکرم کی دلی آس رہی کہ کسی طرح معرکہ آرائی کا سلسلہ رکے، مگر مملوکہ حصوں کے لوگوں کی حکم عدولی اور معرکہ آرائی کا حال مسموع کر کے عمر مکرم کا حکم ہوا کہ اک معرکہ عام ہو کہ اس کے آگے دہرا کر ہر آدمی اہل اسلام سے معرکہ آرائی کے ارادے سے دور ہے، اس لئے عسکر اسلام کے کئی حصے کئے گئے اور ہر عسکر کو الگ الگ علم عطا ہوا، سارے عسکر معرکہ عام کے لئے طے کردہ ممالک کو رواں ہوئے اور کمال حوصلہ وری سے لڑے، دو سال سے کم عرصہ لگا کہ کسریٰ کا سارا ملک اہل اسلام کی مِلک ہوا اور اللہ کے کرم سے اسلام کو علو ملا۔

کسریٰ ادھر سے رسوا ہو کر اک گلے[1] ممالک کو راہی ہوا اور اک حاکم[2] سے ملا اور اس کو عسکر اسلام سے معرکہ آرائی کے واسطے آمادہ کر کے مسرور ہوا، گو کہ وہ حاکم اک عسکر طرار کے ہمراہ اہل اسلام سے معرکہ آراء ہوا، مگر رسوائی گلے کا ہار ہوئی اور وہ کئی سرداروں کو مروا کر دوڑا،[3] اس سے کسریٰ کی رہی سہی آس ٹوٹ گئی، وہ اٹھا اور سارا مال اکٹھا کر کے آگے راہی ہوا۔

اس حال کا مطالعہ کر کے کسریٰ کے ملک کے لوگ آڑے آگئے اور اس کو اس سے روکا، مگر کسریٰ کا ارادہ مصمم اسی طرح رہا۔

مآل کار کسریٰ کے لوگ کسریٰ سے معرکہ آرا ہوئے اور لڑ لڑ کر سارا مال لے کر ہی رہے۔[4]

---

[1] یزدجرد ترکستان کے علاقہ فرغانہ میں چلا گیا۔ (تاریخ اسلام، ج:۱،ص:۳۶۱) [2] خاقان [3] یزدجرد جب خاقان کے پاس فرغانہ میں پہنچا تو اس نے اس کی بڑی عزت کی اور زبردست فوج لے کر یزدجرد کے ہمراہ خراساں کی طرف روانہ ہوا، بلخ تک خاقان تو مرورود پر حملہ آور ہوا اور یزدجرد نے مرو شاہجہان پر حملہ کیا۔ خاقان احنفؓ بن قیس سے مقابلہ کر کے ناکام ہوا اور اپنے بعض ناموروں کو قتل کروا کے واپس فرغانہ بھاگ گیا۔ (تاریخ اسلام، ج:۱،ص:۳۶۱)

[4] یزدجرد نے کو خاقان کے واپس جانے کی خبر ملی تو اس نے مایوس ہو کر خزانہ اور جواہرات ساتھ لئے اور ترکستان کا عزم کیا، درباریوں نے دیکھا کہ ملک کی دولت ہاتھ سے نکلی جاتی ہے تو روکا، اس نے نہ مانا تو مقابلہ کر کے تمام مال و اسباب ایک ایک کر کے چھین لیا۔ یزدجرد بے سروسامانی کی حالت میں خاقان کے پاس پہنچا اور خدا کی نافرمانی کے باعث مدتوں فرغانہ کی گلیوں کی خاک چھانتا رہا۔ (سیر الصحابہ، ج:۱،ص:۱۲۳)

اس طرح رسوا ہوکر کسریٰ وہاں سے آگے راہی ہوا اور اسی[1] مددگار حاکم کے ہاں کئی سال رہا اور رسوائی گلے کا ہار ہوئی۔

اس کامگاری کی اطلاع عمر مکرم کو ملی، عمر مکرم کمال مسرور ہوئے اور لوگوں کو اکٹھا کر کے کہا:

''اس لمحے کسریٰ کا ملک ٹکڑے ٹکڑے ہوا اور اہل کسریٰ سدا اہل اسلام سے معرکہ آرائی کے حوصلہ سے محروم ہوں گے۔ اس لمحے اسلام اور اہل اسلام ہر طرح سے معصوم ہوئے۔ اے لوگو! اگر راہ ھدیٰ سے ہٹو گے، اللہ اسی طرح اہل اسلام کا ملک دوسروں کو دے دے گا۔''[2]

ملکِ حمص[3] کے معرکے

ملک کسریٰ کے معرکوں کا حال مسطور ہوا اس لمحے ملکِ حمص کے معرکوں کے احوال مسطور ہوں گے۔

اس ملک کے کئی حصے[4] حاکم اول کے دور کو ہی اہل اسلام کی ملک ہوئے، عمر مکرم حاکم اسلام ہوئے، اس لمحے اک اہم ملک[5] اہل اسلام کے محاصرے کا محصور رہا۔

مآل کار ماہ صوم سے دو ماہ ادھر[6] ہمدم حسام اللہ سے اس کی کامگاری ہوئی۔ اہل اسلام کی اس کامگاری سے رومی لوگوں کے دل کمال ملول ہوئے، ادھر ادھر سے کئی عسکر اکٹھے ہوکر عسکر اسلام سے لڑائی کے واسطے آمادہ ہوئے۔

اس اطلاع کو لے کر عسکر اسلام اٹھا اور عسکر اعداء کے آگے آڑ ٹا اک ہم دم[7] رسول صلح کے واسطے

---

[1] خاقان۔ [2] (تاریخ اسلام، ج:۱ص:۳۶۱) [3] ملک شام۔ [4] اجنادین بصری اور دوسرے چھوٹے چھوٹے مقامات۔ (سیر الصحابہ، ج:۱ص:۱۲۴) [5] دمشق۔ [6] رجب ۱۴ھ۔

[7] حضرت معاذ بن جبلؓ۔

گئے، مگر کامگاری سے محروم لوٹ آئے۔

مآل کار وداع مکہ کے دوکم سولہ سال کو ماہ صوم سے دو ماہ آگے ہی کئی معرکے ہو کر اک معرکہ عام ہوا اور اہل اسلام کامگار ہوئے۔ وللہ الحمد!

وہاں کے لوگ آگے آئے اور مال صلح ادا کر کے معصوم ہوئے۔

حمص کی کامگاری

کئی اہم حصوں[1] کی کامگاری حاصل کر عسکر اسلام حمص وارد ہوا اور اہل حمص کا محاصرہ ہوا۔

اک عرصہ حمص والے ڈٹے رہے، مگر مآل کار صلح کر لی۔ حمص کی کامگاری کے آگے کئی دوسرے ممالک اہل اسلام کی مِلک ہوئے اور عسکر اسلام کا ارادہ ہرکول[2] کے دارالملک[3] کی کامگاری کا ہوا، مگر عمر مکرم کا حکم ہوا کہ اس سال اس ارادے سے دور ہی رہو، اس لئے اسلامی عسکر ادھر لوٹا۔

دارالمطہر[4] کی کامگاری

ہمدم عمرو ولد عاص آگے ہی سے اس ملک[5] کی کامگاری کے واسطے مامور رہے کہ اس کا اک حصہ رملہ کے اسم سے موسوم ہے، اس ملک کی کامگاری حاصل کر کے عمرو ولد عاص عسکر اسلام کو دارالمطہر لائے اور دارالمطہر کا محاصرہ کر کے کھڑے ہوئے۔

دارالمطہر کے لوگوں کا اسلامی سالار اعلیٰ سے کلام ہوا کہ ہم کو علم سماوی کے واسطے سے معلوم ہوا ہے

---

[1] دمشق اور اردن مفتوح ہو جانے کے بعد مسلمانوں نے حمص کا رخ کیا، راہ میں بعلبک، حماۃ، شیراز، اور معرۃ النعمان فتح کرتے ہوئے حمص پہنچے اور اسکا محاصرہ کر لیا۔ (سیر الصحابہ ج:۱،ص:۱۲۴) اور تاریخ اسلام مولانا اکبر شاہ نجیب آبادی کے مطابق مقام فحل مقام بیسان، صیداء، عرقہ، جبیل، بیروت کو دمشق کے بعد فتح کیا گیا اور مذکورہ بالا ملکوں کو حمص کے بعد فتح کیا گیا۔ (تاریخ اسلام ج:۱،ص:۳۴۶) [2] ہرقل۔ [3] جہاں بادشاہ رہتا ہو۔ (لغات کشوری) ہرقل کا پایہ تخت انطاقیہ۔ [4] بیت المقدس۔ [5] فلسطین۔

کہ وہ آدمی کہ اس سے دار المطہر کی کامگاری ہوگی، وہ کوئی اور ہی ہے۔[1] اس لئے اس کو لا دِ ہم صلح کے واسطے آمادہ ہوئے۔

اس حال کی اطلاع عمر مکرم کو دی گئی۔ اس اطلاع کو مسموع کر کے عمر مکرم کا لوگوں سے کلام ہوا:

''اے لوگو! ہم کو رائے دو!''

لوگوں سے رائے لی اور معمورہ رسولؐ کا عامل داماد[2] رسولؐ کو طے کر کے دار المطہر کو راہی ہوئے۔

عمر مکرم کا رحلۂ دار المطہر

وداع مکہ کا سولواں سال ہے، اک سواری، اک مملوک اور معمولی سے مال کے ہمراہ راہ کے مراحل اس طرح طے کئے کہ گاہ عمر مکرم سوار اور مملوک سواری کے آگے آگے سواری کی لگام لے کر راہی رہا اور گاہ مملوک سوار اور اسلام کے حاکم دوم، سسر رسولؐ عمر مکرم سواری کی لگام لئے سواری کے آگے آگے راہی ہوئے۔[3]

اسلامی سالارؓ آگے آئے اور عمر مکرم کو سلام کر کے مسرور ہوئے، راہ اک محل عمر مکرم ٹھہر گئے، ادھر ہی دار المطہر کے رؤسا آ کر عمر مکرم سے ملے۔

---

[1] بیت المقدس کے عیسائی اور یہودی علماء نے کہا: عمرو بن العاصؓ بیت المقدس کو فتح نہیں کر سکتے، کیونکہ فاتح بیت المقدس کا حلیہ ہماری کتابوں میں لکھا ہے جو عمرو بن عاصؓ پر منطبق نہیں ہوتا۔ حضرت عمرو بن العاصؓ نے اس کی اطلاع حضرت عمر فاروقؓ کو دی تو حضرت عمر فاروقؓ تشریف لے گئے۔ (سیرت خلفائے راشدین، ص: ۱۷۰)

[2] حضرت عثمانؓ غنیؓ (تاریخ اسلام، ج: ۱، ص: ۳۴۹)

[3] فاروق اعظمؓ کے اس سفر کی سادگی و جفاکشی عام طور پر مشہور ہے کبھی غلام اونٹ کی مہار پکڑ کر آگے چلتا اور فاروق اعظمؓ سوار ہوتے اور کبھی غلام اونٹ پر سوار ہوتا اور فاروق اعظمؓ اونٹ کی مہار پکڑ کر آگے چلتے۔ اللہ! اللہ! یہ اس عظیم الشان شہنشاہ اور خلیفہ کا سفر تھا جس کی فوج قیصر و کسریٰ کے محلات اور تخت و تاج کو اپنے گھوڑوں کی ٹاپوں میں روند چکی تھیں۔ رضی اللہ عنہ و رضوا عنہ۔ (ایضاً)

معاہدہ صلح[1] لکھ کر عمر مکرم دار المطہر راہی ہوئے، اول عمادِ اسلام والے محل وارد ہوئے، اس کے آگے روح اللہ رسول کے لوگوں کے محل مکرم (صعومۃ[2]) آ کر گھومے، عمادِ اسلام کی گھڑی آئی، وہاں کے رؤسا آگے ہوئے اور کہا: ''ہمارے اس محل مکرم آ کر عمادِ اسلام ادا کرلو!''

مگر عمر مکرم وہاں سے ہٹ گئے اور کہا: ''اگر عمر اس محل عمادِ اسلام ادا کرے گا، آگے کے لوگ لامحالہ عمر کے اس عمل کے عامل ہوں گے اور اسی طرح کے ہر محل کو لے کر مسرور ہوں گے''۔[3]

اس لئے عمر مکرم اٹھے اور دوسرے محل آ کر عمادِ اسلام ادا کی اور سارے ملک کا دورہ اور سرحدوں کا مطالعہ کر کے معمورہ رسول لوٹے۔

دوسرے معرکوں[4] کے احوال

دار المطہر کی کامگاری کے آگے کئی اور معرکے ہوئے۔ ہرکول کی مدد سے حمص کے

---

[1] اس معاہدے میں حضرت عمرؓ نے لکھا: ایلیا والوں کی جان مال گھر، گرجے، صلیب، بیمار، تندرست سب کو امان ہے۔ ایلیا والوں پر فرض ہے کہ جزیہ دیں اور یہودیوں اور یونانیوں کو نکال باہر کریں، یہودیوں اور یونانیوں میں سے جو شہر سے باہر نکل جائے، اس کی جان مال اس وقت تک محفوظ ہیں، جب تک وہ محفوظ مقام تک نہ پہنچ جائے۔ اس عہد نامے پر اللہ اور رسول اور خلفاء اور تمام مسلمانوں کی ذمہ داری ہے بشرطیکہ اہل ایلیا مقررہ جزیہ کی ادائے گی سے انکار نہ کریں۔ (ایضاً) [2] گرجا۔ [3] حضرت عمرؓ نے اس خیال سے کہ آئندہ نسلیں میرے گرجا کے اندر نماز پڑھنے کو حجت قرار دے کر مسیحی معبدوں میں دست اندازی نہ کریں، باہر نماز پڑھی۔ (سیر الصحابہ، ج:۱، ص: ۱۲۷) [4] عیسائیوں نے حمص پر دوبارہ قبضہ کی کوشش کی، مگر مسلمانوں نے ناکام کردی ۱۸ھ میں قیساریہ پر اول عمرو بن العاص حملہ آور ہوئے اور پھر امیر معاویہؓ نے اس کو فتح کیا۔ جزیرہ پر عبداللہ بن مغنمؓ نے فوج کشی کی۔ تکریت کا ایک ماہ تک محاصرہ رہا اور اس دوران چوبیس حملے ہوئے، آخر میں حسن تدبیر سے مسخر ہوا۔ باقی علاقوں کو عیاض بن مغنمؓ نے فتح کیا۔ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے اہواز، مناذر، سوس، رامہرز کو فتح کرتے ہو خوزستان کے صدر مقام کا رخ کیا، یہ نہایت مستحکم اور قلعہ بند تھا، لیکن ایک شخص کی راہنمائی سے مسلمان تہہ خانے میں گھس گئے اور اس کو مسخر کیا یہاں کا سردار ہرمزان گرفتار ہوا اور اس کو مدینہ بھیجا گیا، ادھر وہ مسلمان ہوگیا۔ (سیر الصحابہ، ج:۱، ص: ۱۲۷)

لوگ حکم عدولی کر کے ساعی ہوئے کہ کسی طرح حمص دہرا کر اہل حمص کا ہو، مگر وہ اس مراد سے محروم ہی رہے۔

مصر کی کامگاری

عمرو ولد عاص، عمر مکرم کے آگے آئے اور کہا کہ اس کا ارادہ ہے کہ وہ اک عسکر کے ہمراہ مصر حملہ آور ہو! اللہ کی مدد سے وہاں اسلام کو علو ملے گا۔

عمر مکرم کی رائے سے عمرو ولد عاص اک عسکر کے ہمراہ مصر حملہ آور ہوئے اور مصر اور دوسرے کئی ملکوں[1] کی کامگاری حاصل کر کے لوٹے۔

گواہی[2] (رحلۂ دارالسلام)

اک ہمدم[3] رسولؐ کا مملوک، والد لولوٗ اک سحر عمر مکرم کے آگے ہوا اور کہا:

''اس کا مالک حد سے سوا محصول اس کے سر لگائے ہوئے ہے، اس سے کہو کہ وہ کمی کرے۔''

عمر مکرم کا سوال ہوا: ہم سے محصول کا عدد کہو! کہا: ''دو درھم ہے۔''

عمر مکرم کا دہرا سوال ہوا: کس عمل کے عامل ہو؟ کہا: ''لوہے کا، لکڑی کا، اور گل کاری کا۔''[4]

عمر مکرم کا کلام ہوا: ''اس طرح کے کاموں کے دو درھم کا محصول معمولی ہے[5]۔''

اس کلام سے والد لولوٗ کا دل حسد کی آگ سے سلگ اٹھا اور اس کا ارادہ ہوا کہ کسی طرح عمر مکرم کو ہلاک کرے، اس لئے وہ مردود، سحر کی عمادِ اسلام کے لمحے حرم رسول وارد ہوا، عمر مکرم عمادِ اسلام کی ادائے گی کے واسطے آگے ہوئے، اسی لمحے مردود والد لولوٗ اٹھا اور دھاری

---

[1] فرما، بلبیس اور ام دنین فسطاط، اسکندریہ کو مسلمانوں نے فتح کیا۔ (ایضاً)

[2] شہادت۔ [3] حضرت مغیرہ بن شعبہؓ۔

[4] آہنگری، نجاری اور نقاشی کرتا تھا۔ ابولؤلؤ فیروز۔ [5] (تاریخ اسلام، ج:۱، ص:۳۶۴)

دارآ لے سے عمر مکرم کو گھائل کر کے دوڑا۔

عمر مکرم مصلے سے ہٹے اوراک ہمدم رسول، والد محمد[1] کو عماد اسلام کے لئے آگے کھڑا کر کے گھاؤ کے صدمے سے گر گئے، کئی لوگ دوڑے کہ کسی طرح والد لؤلؤ مردود، محصور ہو، اک آدمی[2] کو ہلاک اور کئی لوگوں کو گھائل کر کے وہ مردود، محصور ہوا اور اسی دھاری دارآ لے سے گلا کاٹ کے وہ مردود سدا کے لئے واصل دارالآلام ہوا (اللہ اس مردود کو دارالآلام کے سارے دکھ دے اور حد سے سوا کرے)

گھاؤ کمال گہرے لگے، اس لئے لوگوں کو حاکم دوم کی عمر کی آس ٹوٹ گئی، لوگوں کی رائے ہوئی کہ ہمدم مکرم، حاکم اول[3] کی طرح کسی آدمی کو حاکم اسلام کرو!

عمر مکرم کا حکم ہوا کہ دو کم آٹھ لوگوں کے گروہ سے کسی اک آدمی کو حاکم اسلام طے کرلو!

اس گروہ کے لوگوں کا اسم اس طرح ہے:

''رسول اللہ ؐ کے دہرے داماد، حاکم سوم[4]، داماد رسول ؐ علی کرمہ اللہ، ہمدم طلحہ، ہمدم سعد، ہمدم ولد عوام،[5] ہمدم والد محمد[6]۔''

---

۱ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ؓ (جن کی کنیت ابو محمد ہے۔) نے لوگوں کو اس حالت میں نماز پڑھائی کہ فاروق اعظم ؓ زخمی حالت میں سامنے لیٹے تھے۔ ۲ جب لوگوں نے اس مردود ابولؤلؤ کو پکڑنے کی کوشش کی تو اس نے کئی آدمیوں کو زخمی کیا اور حضرت کلیب بن ابی بکیر ؓ کو شہید کر دیا بالآخر گرفتار کر لیا گیا، لیکن اس نے گرفتار ہوتے ہی خودکشی کر لی اور ہمیشہ کے لئے واصل جہنم ہوا۔ ۳ سید نا ابوبکر صدیق ؓ۔ ۴ حضرت عثمان غنی ؓ۔ ۵ حضرت زبیر بن العوام ؓ، ۶ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ؓ کی کنیت۔ (صحابہ کرام انسائیکلوپیڈیا، ص: ۲۶۹) آپ ؓ نے حضرت عثمان بن عفان ؓ، حضرت علی کرمہ اللہ وجہہ، حضرت طلحہ ؓ، حضرت سعد بن وقاص ؓ، حضرت زبیر بن العوام ؓ، حضرت عبدالرحمٰن ابن عوف ؓ کو طلب فرمایا۔ حضرت طلحہ ؓ مدینہ میں تشریف نہ رکھتے تھے، اس لئے پانچ آدمیوں سے مخاطب ہو کر فرمایا: تین دن تک حضرت طلحہ ؓ کا انتظار کرنا، اگر آ جائیں تو ان کو بھی اپنی جماعت میں شامل کرنا ورنہ تم پانچ آدمی ہی مشورہ کر کے اپنے میں سے کسی ایک کو اپنا امیر بنا لینا۔ (تاریخ اسلام، ج: ۱، ص: ۳۶۵)

(اللہ ہر اک سے مسرور ہو)

اس مرحلے کو مکمل کر کے عمر مکرم کے حکم سے عروس مطہرہ کو اطلاع دی گئی کہ عمر کی دلی آس ہے کہ اس کو رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کی آرامگاہ والے محل کی ہمراہی ملے[1]۔

عروس مطہرہ کی رائے اسی طرح کی ہوگئی[2] عمر مکرم اس سے کمال مسرور ہوئے، اس کے آگے عمر مکرم کا کلام ہوا:

''وہ آدمی کہ حاکم اسلام ہو، وہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے مددگاروں اور ہمدموں کو مکرم رکھے۔''

اور لڑکے[3] سے کہا عمر کے سر لوگوں کا ادھار ہے، ہو سکے عمر ہی کے مال سے ادا کرو! اگر ادائے گی ادھوری رہے، اسرۂ عدی سے سوال کرو کہ کسی طرح ادھار ادا ہو، مگر اس سے دور رہو کہ سارے لوگوں سے سوال کرو![4]

اہل علم سے مروی ہے کہ معمورہ رسولؐ کے اک گھر کے عمر مکرم مالک رہے، عمر مکرم کا حکم ہوا کہ اس گھر کو مول دے کر عمر کا ادھار ادا کرو[5] اس طرح کا اہم کلام کر کے عمر مکرم اک اور دو سحر گھائل رہے۔

وداع مکہ کو سولہ اور آٹھ سال ہوئے، محرم الحرام کی اول کو ساڑھے دس سال اسلام کا حاکم رہ کر، سسر رسول، اسلام کا حاکم دوم، مرادِ رسولؐ راہی دار السلام ہوئے (ہم ساروں کا اللہ مالک ہے اور ہر آدمی اسی کے ہاں لوٹے گا۔)[6]

---

[1] (تاریخ اسلام، ج:۱،ص: ۳۶۶) [2] سیدہ عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا کہ یہ جگہ میں نے اپنے لئے تجویز کی تھی، لیکن اب میں عمر فاروقؓ کو اپنی ذات پر ترجیح دیتی ہوں۔ عمر فاروقؓ اس خبر سے بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ میری سب سے بڑی مراد بر آئی۔ (ایضاً) [3] حضرت عبداللہ بن عمرؓ [4] (سیر الصحابہ، ج:۱،ص:۱۹)

[5] اس گھر کو حضرت امیر معاویہؓ نے خرید اتھا۔ (تاریخ اسلام، ج:۱،ص:۱۶۷)

[6] (ایضاً، ج:۱،ص: ۳۶۹، ہادی عالم،ص:۴۰۷)

رکوع سے عاری عماداسلام[۲] کے امام ہمدم رومی[۳] ہوئے اور حاکم سوم، ہمدم علی، ولد عوام، ولد عمر اور والد محمد کی مدد سے لحد کے حوالے کئے گئے۔

[۱] نماز جنازہ۔ [۲] حضرت صہیب رومیؓ، حضرت عثمان غنیؓ، حضرت علیؓ، حضرت زبیر بن عوامؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے قبر میں اتارا۔ (تاریخ اسلام، ج:۱، ص:۳۶۶)

حمد اللہ کے لئے، سلام رسول اللہ اس کے ہمدوں کے لئے

حصۂ دوم

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے

دو داماد

دہرا دامادِ رسول اور ہمدم علی

(اللہ ہر دو سے مسرور رہو)

کے احوال کا حامل ہے

اللہ کے اسم سے کہ وہ عمومی رحم و کرم والا ہے

مطالعہ

والدِ عمرو،[۱] رسول اللہؐ کا دہرا داماد، دو[۲] رحلوں والا، ولد[۳] ولد والد عاص، دولمعوں والا[۴]۔ اسلام کا حاکم سوم۔

مولودی سلسلہ

داماد رسول حاکم سوم کا مولودی سلسلہ والد اور ماں ہر دو کے واسطے سے ہادی اکرم صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم سے ملا ہوا ہے[۵]۔

داماد رسول، حاکم سوم کو دولمعوں والا اس لئے کہا کہ ہادی اکرم صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کی دو لڑکی کی عروسی حاکم سوم سے ہوئی۔

حاکم سوم کا اموی اسرہ دور لاعلمی سے ہی کو سرداری کا حامل رہا۔

عالم مادی کو آمد

مکہ مکرمہ کے لئے اک سال اس طرح کا ہوا کہ اک حاکم مردود، دار اللہ کی مسماری کے ارادے سے مکہ وارد ہوا، حاکم سوم اس سال سے دو کم آٹھ سال ادھر[٦] مولود ہوئے اور رحلہٗ

---

[۱] حضرت عثمانؓ کی کنیت۔ (صحابہ کرام انسائیکلو پیڈیا، ص: ۱٦۵) [۲] ذو ہجرتین۔ [۳] عثمانؓ بن ابو العاص۔ [۴] ذو النورین۔

[۵] والد کی طرف سے پورا سلسلہ نسب یہ ہے: عثمان بن عفان بن ابی العاص ابن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی القرشی۔ والدہ کی طرف سے سلسلہ نسب یہ ہے: اروی بنت کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس بن عبد مناف۔ حضرت عثمان کا سلسلہ پانچویں پشت عبد مناف پر آنحضرت ﷺ سے مل جاتا ہے یعنی عبد مناف کے دو فرزندوں میں سے ایک کی اولاد میں رسول اللہ ہیں اور ایک کی اولاد میں حضرت عثمانؓ آپ ؓ کی نانی بیضا، ام حکیم، حضرت عبد اللہ بن عبد المطلب کی سگی بہن اور رسول اللہ کی پھوپھی تھیں۔ غرض آپؓ ماں اور باپ دونوں طرف سے بہت قریب کی قرابت رسول اللہ کے ساتھ رکھتے تھے۔ (سیرت خلفائے راشدین، ص: ۲۰۰، تاریخ اسلام، اکبر شاہ، ج:۱، ص: ۳۷۴، سیر الصحابہ، ج:۱، ص: ۱۷۵) [٦] واقعہ فیل کے چھٹے سال یعنی ہجرت نبویؐ سے ۴۷ سال قبل پیدا ہوئے۔

وداع مکہ سے سہ کم آدھی صدی آگے مولود ہوئے۔

دامادرسول، حاکم سوم اک آسودہ حال سوداگراورداد وعطا کے عادی رہے۔

حاکم سوم کا اسلام

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے دہرے داماد کی عمراٹھارہ اورسولہ سال کی ہوئی، مکہ مکرمہ کی وادی صدائے لا الہ سے معمور ہوئی گوکہ اس صدا سے اہل مکہ اک عرصہ سے لاعلم رہے، مگر حاکم سوم کہ ملائم دل والے رہے، اس لئے اسلام کے حاکم اول کا کلام مسموع کر کے اسلام کے واسطے آمادہ ہوئے۔

اوراس ارادے سے کھڑے ہوئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے آگے آکر اسلام لائے کہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم ادھر ہی مل گئے، رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا کلام ہوا: اے والدعمرو! اسلام لاکر دارالسلام حاصل کرلو! حاکم سوم اسی لمحے اسلام سے مالا مال ہوئے۔[1]

اک اہم کلام

اہل مطالعہ کومعلوم رہے کہ اسلام کے حاکم سوم کا اموی اسرہ، رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے اسرہ کا ہمکار[2] رہااوروہ ہادی عالمؐ کی کامگاری اورعلو اسلام سے حاسد ہوا کہ اگر اسلام

---

[1] سیر الصحابہ، ج:۱ص:۱۷۶) [2] حریف۔ (فیروز اللغات) حضرت عثمان غنیؓ کا تعلق اموی خاندان سے تھا جو بنو ہاشم کا حریف تھا، رسول اللہ علیہ ﷺ کی کامیابی کو اس لئے خوف وحسد کی نگاہ سے دیکھتا تھا کہ اس طریقے سے عرب کی سیادت کی باگ بنوامیہ کے ہاتھ سے نکل کر بنو ہاشم کے دست اقتدار میں چلی جائے گی یہی وجہ تھی کہ عقبہ بن ابی معیط اورابوسفیان وغیرہ اس تحریک کو دبانے میں نہایت سرگرمی سے پیش پیش تھے، مگر حضرت عثمانؓ کا آئینہ دل خاندانی تعصب کے گرد وغبار سے پاک تھا، اس لئے اس قسم کی کوئی پیش بینی ان کی صفائی باطن کو مکدر نہ کرسکی، آپ چوتھے مسلمان تھے۔

(سیر الصحابہ، ج:۱ص:۱۷۶، تاریخ اسلام، اکبر شاہ، ج:۱ص:۳۷۵)

کوعلو ملے گا سرداری، اموی اسرہ سے ہٹ کر رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے اسرہ کو ملے گی۔ اس لئے اموی اسرہ کے کئی سرکردہ لوگ ساعی ہوئے کہ کسی طرح صدائے اسلام رکے، مگر داماد رسول حاکم سوم کا دل اس طرح کے ہر حسد سے کوسوں دور رہا۔ اسی لئے وہ اول اول اسلام لے آئے، اس سے اس کے اسرہ کے لوگ اس کے عدو ہو گئے۔

دامادیٔ رسولؐ کا عالی اکرام

حاکم سوم کے اسلام کو اک عرصہ ہوا، حاکم سوم کو اک اعلیٰ اکرم ملا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے داماد ہوئے۔

رسول اکرمؐ کی اک لڑکی[1] کی عروسی ہادی اکرمؐ کے عم گمراہ[2] کے اک لڑکے[3] سے ہوئی، مگر رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم داعی اسلام ہوئے، عم گمراہ لڑکے کے گھر آئے اور اس کو حکم ہوا کہ محمدؐ کی لڑکی کو الگ کر دو! والد کے حکم سے لڑکا دوری کر کے مسرور رہوا۔

رسول اللہؐ کی رائے سے اس لڑکی کی عروسی حاکم سوم سے ہوگئی[4]۔

رحلۂ اول[5]

مکہ مکرمہ کی وادی صدائے اسلام سے معمور ہوئی، رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم اور ہمدموں کی مساعی سے اسلام کو علو ملا۔ اس سے اہل مکہ کے دل حسد کی آگ سے سلگ اٹھے اور وہ اہل اسلام کو دکھ دہی اور الم رسائی کے واسطے ساعی ہوئے۔ گو کہ حاکم سوم، اموی اسرہ کے سرکردہ آدمی رہے، مگر اسلام کے لئے دکھ و الم سہے۔ حاکم سوم کے اک عم گمراہ کو اطلاع ملی کہ اس کے ولد ام کا لڑکا اسلام سے مالا مال ہوا ہے، وہ اٹھا اور حاکم سوم کو رسی سے کس کے مارا[6]۔

---

[1] حضرت رقیہؓ۔ [2] ابولہب۔ [3] عتبہ۔ آپؐ کے دعوے نبوت کے بعد ابولہب ملعون کو آنحضرتؐ سے اتنی عداوت ہوگئی کہ اس نے اپنے لڑکے عتبہ پر دباؤ ڈال کر حضرت رقیہؓ کو طلاق دلوادی۔ [4] (سیر الصحابہ، ج:۱، ص:۱۷۷) [5] ہجرتِ حبشہ۔ [6] حضرت عثمان غنیؓ کے چچا کو اطلاع ملی کہ حضرت عثمانؓ مسلمان ہوگئے ہیں تو اس نے حضرت عثمانؓ کو باندھ کر مارا۔ (سیر الصحابہ، ج:۱، ص:۱۷۸)

اول اول اہل اسرہ سرد مہری کے عامل رہے، مگر وہ لمحہ آ کے رہا کہ اسرہ اور مکہ کے گمراہوں کے دکھ دہی اور الم رسائی کے سلسلے کو اس طرح طول ہوا کہ اس کی سہار آدمی کو کہاں؟ اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا حاکم سوم کو حکم ہوا کہ گھر والوں کو لے کر ملک اصحمہ[1] کو راہی ہو[2]۔

حاکم سوم گھر والی کو لے کر سوئے ملک اصحمہ راہی ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا کلام ہے:

''معمار حرم[3] اور لوط رسول (سلام اللہ علیٰ روحھما) کے علاوہ والدعمرو[4] ہی وہ آدمی ہے کہ گھر والی کے ہمراہ رحلہ کر گئے۔''

حاکم سوم آٹھ سال ادھر رہے[5] اور اس کی اطلاع کو مسموع کر کے مکہ لوٹے کہ اہل مکہ سارے کے سارے اسلام لے آئے، مگر مکہ آ کر معلوم کہ اہل مکہ اسلام سے محروم ہی دور ہے۔ کئی آدمی دہرا کر ملک اصحمہ لوٹ گئے، مگر حاکم سوم مکہ ہی رک گئے۔[6]

رحلۂ دوم[7]

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کو وحی آئی کہ مکہ مکرمہ کے ہمدم اور اہل اسلام معمورہ احد کو اک اک کر کے رواں ہوں، ہمدموں کو اس حکم اور اس رائے کی اطلاع دی گئی، لوگوں کو حکم رسول ملا اور وہ اس حکم الٰہی اور رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے حکم کے لئے آمادہ عمل ہوئے۔

---

۱ نجاشی ۔ ۲ (سیرت خاتم الانبیاء، ص:۱۳۶) ۳ حضرت ابراہیم اور حضرت لوط علیہم السلام نے بھی اپنے اہل کے ساتھ ہجرت کی تھی، ان کے بعد حضرت عثمان غنیؓ نے۔ (سیرت خلفائے راشدینؓ، ص:۲۰۲، سیر الصحابہ، ج:۱ص:۱۷۸) ۴ حضرت عثمان غنیؓ ۵ (صحابہ کرام انسائیلوپیڈیا، ص:۱۶۸)ؒ ۶ صحابہ کرامؓ کو قریش کے اسلام غلط خبر ملی وہ سب مکہ آگئے ان میں عثمانؓ بھی تھے۔ (سیر الصحابہ، ج:۱، ص:۱۷۸) ۷ مدینہ کی ہجرت۔

حاکم سوم مع گھر والوں کے آمادہ ہوئے کہ مکہ مکرمہ کو الوداع کہہ کر اس مصر کو رواں ہوں کہ وہی معمورہ رسول ہوگا۔[1]

حاکم سوم معمورۂ احد آکر مددگارِ رسول اوس[2] کے ہاں ٹھہرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کی رائے سے مددگار اوس اور حاکم سوم کا اک دوسرے سے معاہدہ ہمدردی وروداداری ہوا۔[3]

ماءِ رومہ[4] اور دامادِ رسول

معمورۂ رسول آکر اہل اسلام کو ماءِ طاہر سے محرومی ہوئی، لوگوں سے معلوم ہوا کہ معمورہ رسول کے لئے اک ماءِ طاہر کا گڑھا ہے، مگر اس کا مالک اک اسرائلی[5] ہے اور وہ ماءِ طاہر اس کی کمائی ہے۔

اہل اسلام کی ماءِ طاہر سے محرومی کو محسوس کر کے دامادِ رسول کا ارادہ ہوا کہ اسرائلی کو دام دے کر ماءِ طاہر کا گڑھا مول لے لوں اور اس کو اللہ کی راہ دے دوں۔

اس ارادے کو لے کر حاکم سوم اٹھے اور اس اسرائلی کے آگے آکر اس سے کہا:

''ہم کو رومہ کا گڑھا مول دے دو!''

اس کا ردکلام ہوا کہ آدھا گڑھا مول دوں گا[6] اور وہ اس طرح کہ اک سحر رومہ ہمارا ہوگا اور اک سحر دامادِ رسول کا۔ دامادِ رسول آمادہ ہو گئے اور دام ادا کر کے آدھے رومہ کے مالک ہوئے اور اس کو اللہ کی راہ دے کر مسرور رہوئے۔

---

[1] (ہادی عالم، ص:۱۲۶) [2] حضرت اوس بن ثابتؓ۔ [3] آپؐ نے حضرت عثمانؓ اور حضرت اوس بن ثابتؓ کے درمیان مواخات قائم کردی۔ (صحابہ کرام انسائیکلوپیڈیا، ص:۱۶۸) [4] بیرِ رومہ۔ [5] یہودی۔ [6] یہودی صرف نصف حق فروخت کرنے پر راضی ہوا اور شرط یہ قرار پائی کہ ایک دن حضرت عثمانؓ کی باری ہوگی اور ایک دن یہودی کیلئے یہ کنواں مخصوص رہے گا۔ (سیر الصحابہ، ص:۱۷۹)

وہ سحر کی رومہ دامادِ رسول حاکم سوم کی ملک رہا، اسی سحر سارے لوگ اس کے ماءِ طاہر سے مالامال ہوئے اور گھڑوں ماءِ طاہر گھر لا کر مسرور ہوئے۔

دوسری سحر رومہ لوگوں کی آمد سے محروم ہی رہا۔ کئی سحر اسی طرح ہوا، اس سے اسرائلی کو ملال ہوا کہ کمائی گئی،[1] اس لئے وہ داماد رسول حاکم سوم سے آ کر ملا اور کہا:

''وہ آمادہ ہے کہ دام طے کر کے رومہ کا دوسرا حصہ داماد رسول کے حوالے کر دے۔''

حاکم سوم اٹھے اور دام دے کر سارے رومہ کے مالک ہوئے اور سارے رومہ کو اللہ کی راہ دے مسرور ہوئے۔ اس طرح سارے لوگوں کی ماءِ طاہر سے محرومی دور ہوئی۔

معرکے اور دوسرے احوال

معمورۂ رسول آ کر اہل اسلام کو آرام ملا، مگر گمراہوں کو کہاں گوارہ کہ مسلم آرام سے رہے اور اسلام کو علو ملے؟

اس ڈر سے کہ اگر معمورۂ رسول اسلام کا گہوارہ ہوا، اہل مکہ کی راہ کھوٹی ہوگی، وہ اسلام اور اہل اسلام کی رسوائی کے واسطے ساعی ہوئے اور اس لئے وداع مکہ کے دوسرے سال سے لے کر مکہ کی کام گاری کے لمحے معرکوں کا سلسلہ دائم رہا۔ داماد رسول حاکم سوم اک، دو معرکوں کے علاوہ ہر ہر معرکے ہادی اکرمؐ کے ہمراہ رہے۔

اسلام کا معرکہ اول[2] اور اسلام کے حاکم سوم

اسلام کے معرکۂ اول کے لمحے داماد رسول کی گھر والی، رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کی لڑکی، محموم رہی، اس لئے داماد رسول، حاکم سوم کو ہادی اکرمؐ کا حکم ہوا کہ گھر والی کی دلداری

---

[1] جس دن حضرت عثمانؓ کی باری ہوتی، اس دن مسلمان اس قدر پانی بھر کر رکھ لیتے تھے کہ دو دن تک کیلئے کافی ہوتا تھا، یہودی نے دیکھا کہ اب اس سے کچھ نفع نہیں ہوسکتا تو وہ بقیہ نصف بھی فروخت کرنے پر راضی ہوگیا۔ (سیر الصحابہ، ج:۱، ص:۱۷۹) [2] غزوہ بدر۔

کے واسطے ادھر ہی ٹھہرو! اللہ کی درگاہ سے صلہ واکرام اور مال کامگاری ملے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم اہل اسلام کے ہمراہ معرکۂ اول کے واسطے راہی ہوئے اور دامادِ رسول، حاکم سوم رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے حکم سے معمورۂ رسول ہی ٹھہر گئے کہ گھر والی کی دلداری کر سکے۔[1]

دامادِ رسول، حاکم سوم کی گھر والی کئی سحر محموم رہ کر اللہ کے گھر کو سدھاری۔ (ہم ساروں کا اللہ مالک ہے اور ہر آدمی اسی کے ہاں لوٹے گا۔[2])

ہادی کامل معرکہ گاہ سے سوئے معمورۂ رسول رواں ہوئے، رسول اکرم کا حکم ہوا کہ دو آدمی دوڑ کر سوئے معمورۂ رسول رواں ہوں کہ وہاں کے لوگوں کو اہل اسلام کی کامگاری کی اطلاع ملے، اس امر کے لئے ولد رواحہ اک اور مددگار کے ہمراہ رواں ہوئے۔

ہمدم اسامہ[3] راوی ہوئے کہ ہم کو اہل اسلام کے اس معرکے سے کامگاری کی اطلاع ماہ صوم کی اٹھارہ کو ملی، اسی لمحے ہم سرور عالم کی لڑکی اور ہمدم داماد کی اہل کو مٹی دے کر آئے۔

معلوم رہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے ہمدم داماد اور اسلام کے حاکم سوم رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے حکم سے رسول اللہ کی لڑکی کی دلداری کے لئے معمورہ رسول ہی رہے۔ اہل اسلام کو رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا حکم ہوا کہ ہمدم داماد سے معرکہ اول کے کامگار لوگوں کا سا سلوک ہو! اسی لئے معرکہ اول کے مال کامگاری سے اس کو دوسرے لوگوں کے مساوی حصہ ملا اور اللہ کی درگاہ سے وہ سارے احوال واکرام ملے کہ اس معرکے کے

---

[1] غزوہ بدر کے موقع پر آپؓ کی اہلیہ حضرت رقیہؓ بیمار تھیں، اس لئے آپ نے حضرت عثمان غنیؓ سے فرمایا: تم مدینہ ٹھہر کر اپنی اہلیہ کی تیمارداری کرو! تم کو پورا پورا اجر ملے گا۔ اس آپؓ غزوہ بدر میں شریک نہ ہوسکے۔ (سیرت خلفائے راشدین، ص: ۲۰۶، سیر الصحابہ، ج: ۱، ص: ۱۸۰) [2] سیر الصحابہ، ج: ۱، ص: ۱۸۰، ہادی عالم، ص: ۴۰۷۔ [3] حضرت اسامہ بن زیدؓ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت رقیہؓ کو دفن کر کے لوٹے تو ہمیں فتح کی اطلاع ملی۔ (ایضاً، ص: ۱۹۴)

دوسرے لوگوں کو ملے۔[۱]

اہل علم سے مروی ہے کہ دامادِ رسول حاکم سوم کو اس سے کمال دکھ ہوا کہ ادھر معرکہ اول سے محرومی ہوئی اور ادھر رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم سے سلسلہ دامادی ٹوٹا اور رسول اکرمؐ کا کلام ہے:

''دارالمعاد[۲] کو مرے سلسلے کے علاوہ ہر سلسلہ ٹوٹ کر رہے گا''۔[۳]

اس حال کا مطالعہ کر کے رسول اکرمؐ آئے اور داماد رسول کی دلدہی کی اور کہا کہ والد عمرو کے لئے وہی اکرام ہے کہ وہ دوسرے لوگوں کا ملا۔

دامادیٔ رسول کا دہرا اکرام

دامادرسول، حاکم سوم کو رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم سے اک اکرام اس طرح کا ملا کہ سارے رسولوں کے سارے ہمدم و حواری اس سے محروم رہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کی رائے سے رسول اللہؐ کی دوسری لڑکی کی عروسی حاکم سوم سے ہوگئی۔[۴] اس طرح حاکم سوم رسول اللہؐ کے دہرے داماد ہوگئے اور دولمعوں والے کہلائے۔[۵]

معرکہ احد

معرکہ احد کو حاکم سوم رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے ہمراہ رہے اور کمال حوصلہ وری سے لڑے، مگر گھاٹی والوں کی حکم عدولی سے اہل اسلام کی کامگاری ادھوری رہ گئی اور وہ ہر دوراہ سے اعدائے اسلام سے گھر گئے اور سارا عسکر اسلامی کئی حصے ہو کر ادھر ادھر ہوا۔

---

[۱] حضرت عثمان غنیؓ حضرت رقیہؓ کی شدید بیماری کی وجہ سے مدینہ منورہ رہ گئے تھے، مگر آنحضرتؐ نے ان کو اصحاب بدر ہی میں شمار فرمایا اور مال غنیمت میں ان کا حصہ لگایا (ہادی عالم، ص: ۱۹۲، بحوالہ اصح السیر) [۲] آخرت۔ [۳] رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: قیامت کے دن میری قربت کے سوا ساری قرابت داریاں منقطع ہو جائیں گی۔ (سیر الصحابہ، ج:۱، ص: ۱۸۱ بحوالہ کنز العمال ج:۲، ص:۲۷۹) [۴] حضرت ام کلثومؓ۔ [۵] ذوالنورین۔

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا اک ہم رو ہمدم گمراہوں سے لڑ کر اللہ کے گھر کو سدھارا، اس سے اس گمراہ کو دھوکہ لگا کہ محمدؐ گھائل ہو کر گرے، وہ مسرور ہوا اور کہسار کے اک سرے سے صدا لگائی کہ محمدؐ کا وصال ہوا!

گمراہوں کے دل اس صدا سے مسرور ہوئے، مگر اہل اسلام کے دل اس صدا سے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اور سارے لوگ اک دم ٹھٹھر کر رہ گئے۔[۱]

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے دہرے داماد اور اسلام کے حاکم سوم کا حال دگر ہوا، وہ حواس گم کر کے رسول اللہ سے دور ہو گئے، اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے وصال کی اطلاع عام ہوئی، اک مسلم کو اس کی سہار کہاں؟ حاکم سوم اس دوری کو لے کر سدا دکھی رہے، حالاں کہ اس طرح کے لوگوں کے لئے اللہ کا کلام وارد ہوا:

> ''اللہ سے اس طرح کے سارے لوگوں کو رہائی ملی، لامحالہ، اللہ کمال حلم والا اور رہائی والا ہے۔''[۲]

---

[۱] (ہادی عالم، ص: ۲۲۲) [۲] احد کی لڑائی میں جب رسول خداؐ کی شہادت کی خبر مشہور ہوئی اور صحابہ کرامؓ میں نہایت بے چینی اور سراسیمگی پھیل گئی اور اس پریشانی و بدحواسی میں بعض لوگ میدان جنگ سے ہٹ گئے، بعض معمولی روایات سے جن کی حیثیت اخبار احاد سے زیادہ نہیں، حضرت عثمان غنیؓ کا نام بھی پیچھے ہٹ جانے والوں میں لیا گیا ہے، حالانکہ ایک تو حضرت عثمانؓ جیسے جلیل الشان وعظیم المرتبت صحابی کا میدان احد سے ہٹ جانا قابل تسلیم نہیں۔ دوسرے ان ہٹ جانے والے لوگوں پر کوئی ملامت بھی نہیں۔ اول: اس وجہ سے کہ رسول اللہؐ کی شہادت کی خبر سے سراسیمہ ہو کر ہٹے تھے۔ دوم: اس وجہ سے کہ ان ہٹ جانے والوں کے حق میں صاف طور پر قرآن کریم میں وارد ہو گیا ہے: **ولقد عفا اللہ عنھم ان اللہ غفور حلیم**۔ تحقیق اللہ نے ان سب کو معاف کر دیا، بے شک اللہ بڑا حلم والا اور بخشنے والا ہے۔ آل عمران: ۱۵۵ (سیرت خلفائے راشدین، ص: ۲۰۷)

دوسرے معرکے

وداع مکہ کو دو اور دو سال ہوئے کہ ڈروالی[1] عماد اسلام والا معرکہ ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم اس معرکہ کے واسطے راہی ہوئے اور داماد رسول، حاکم سوم کو معمورۂ رسول کا والی کر گئے۔

اسی طرح اسرائلی گروہ سے معرکہ[2] ہوا اور اس کے آگے کھائی والا معرکہ[3] ہوا، داماد رسول اہل اسلام کے ہمراہ رہے۔

معاہدہ صلح اور حاکم سوم

وداع مکہ کو دو کم آٹھ سال ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم عمرے کے ارادے سے مکہ مکرمہ کے لئے راہی ہوئے، راہ کے اک مرحلے رسول اکرمؐ کو اطلاع ملی کہ مکے کے گمراہ ہر طرح لڑائی کے واسطے آمادہ ہو گئے اور سارے لوگوں کا ارادہ ہے کہ اہل اسلام کو مکہ سے دور ہی روک کر معرکہ آراء ہوں گے۔

سرکار دو عالمؐ اہل اسلام کو لے کر مکہ مکرمہ سے کوئی دس کوس ادھر اک گاؤں آ کر رکے، وہی محل رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم اور اہل اسلام کی ورود گاہ ہوا۔[4]

مگر ہادی اکرمؐ لڑائی کے ارادہ سے کہاں آئے؟ اس لئے ہادی کاملؐ کا دہرے[5] داماد اور اسلام کے حاکم سوم کو حکم ہوا کہ مکہ مکرمہ کے لئے راہی ہوں اور مکے والوں سے کہو کہ ہمارا عمرے کا ارادہ ہے اور ہمارا عہد ہے کہ ہم لڑائی سے دور ہوں گے اور رؤسائے مکہ سے اور مکہ مکرمہ کے مسلموں سے

---

[1] غزوہ ذات الرقاع، چونکہ اس غزوہ میں صلوۃ الخوف مشروع ہوئی، اس لئے اس کو یہ نام دیا۔ اس غزوے کے کل پانچ نام ہیں: (۱) غزوہ ذات الرقاع۔ (۲) غزوہ بنو محارب۔ (۳) غزوہ بنو ثعلبہ۔ (۴) غزوہ صلوۃ الخوف۔ (۵) غزوۃ الاعاجیب۔ (عہد نبوت کے ماہ و سال، ص: ۸۰) [2] غزوہ بنو نضیر۔ (ہادی عالم، ص: ۲۴۵) [3] غزوہ خندق۔ [4] حدیبیہ، مکہ مکرمہ سے ساڑھے نو میل جدہ کی سمت واقع ہے۔ (ایضاً ص: ۲۹۳) [5] حضرت عثمانؓ کو یہ پیغام دے کر بھیجا کہ اللہ تعالیٰ عنقریب مسلمانوں کو فتح دے گا اور اپنے دین کو غالب کرے گا۔ (ایضاً ص: ۳۹۴)

کہہ دو کہ اک عرصہ ادھر، اللہ اہل اسلام کو کامگاری عطا کرے گا اور اسلام کو علو حاصل ہو گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے دہرے داماد، رسول اللہؐ کے حکم سے مکہ کے اک آدمی کے ہمراہ مکہ مکرمہ گئے اور وہاں کے سرداروں اور مسلموں کو رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے حوالے سے اطلاع دی۔

مکہ والے اک رائے ہو گئے کہ اس سال مکہ مکرمہ سے دور رہو اور عمرے کے ارادے کو دل سے دور کرو! ہاں اگلے سال آکر عمرہ ادا کرو اور داماد رسول سے کہا کہ اگر ارادہ ہو، دار اللہ کا دور کر لو! مگر داماد رسول حاکم سوم کو کہاں گوارہ کہ اللہ کا رسول دار اللہ کے دور سے محروم رہے اور وہ اس اکرام و سرور کو حاصل کرے۔؟

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے دہرے داماد وہاں روک لئے گئے اور ادھر اہل اسلام کسی طرح اطلاع ملی کہ داماد رسول مارے گئے۔

حاکم سوم کے صلۂ دم کے واسطے اہل اسلام کا رسول اللہؐ سے عہد[1]

سرور عالمؐ کو اس کی اطلاع ہوئی، اس سے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کو کمال صدمہ ہوا اور کہا کہ دہرے داماد کا صلۂ دم لے کر ہی وہاں سے راہی ہوں گے اور وہاں سمرہ[2] کے سائے آئے اور عام صدا دی:

> ''ہر وہ آدمی کہ اللہ کے رسول کے ہمراہ حوصلہ وری سے لڑائی کے لئے آمادہ ہے، آگے آئے اور وہ رسول اللہؐ سے عہد کرے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے ہمراہ ہر طرح سے لڑے گا اور دل کھول کر معرکہ آراء ہو گا۔''

---

[1] بیعت الرضوان یعنی وہ بیعت جس سے صحابہ کرامؓ کیلئے اللہ تعالیٰ کی عام رضا کا اعلان قرآن کریم میں ہوا۔ (ہادی عالم، ص: ۲۹۴) [2] سمرہ، کیکر کا وہ درخت جس کے نیچے بیٹھ کر آپؐ نے بیعت لی (ایضاً بحوالہ سیرت مصطفیٰ ص: ۲۳۰، ج: ۲)

سارے لوگوں سے اول رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے اک دلدادہ اسدی آگے آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم سے معرکہ آرائی کا عہد کر کے لوٹے۔

سارے اہل اسلام کھڑے ہوئے اور اک اک کر کے سارے لوگ عہد کر مسرور ہوئے، دہرے داماد کے لئے کلام ہوا: ''اس کے لئے اس طرح کا عہد اللہ کا رسول ہی کرے گا۔''

ہمدموں اور مددگاروں کے اسی عہد کے لئے کلام الٰہی وارد ہوا اور اس عہد کے حامل سارے اہل اسلام کو وہ اکرام ملا کہ دوسرے لوگ اس سے محروم رہے۔ اس کلام الٰہی سے اس امر کی گواہی ملی کہ اللہ مالک الملک عہد کاروں سے مسرور رہا اور اللہ کو سارے اہل اسلام کے دلوں کا حال معلوم ہے اور اہل اسلام کے لئے دل کا سرور وارد ہوا اور اس کے صلے، اللہ کی درگاہ سے اک عرصہ ادھر اک کامگاری عطا ہوئی اور اموال کامگاری ملے۔[1] مگر رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے دہرے داماد کسی طرح مکہ والوں سے الگ ہو کر ورود گاہ آ گئے اور رسول اکرم سے آ ملے اور آ کر رسول اکرم سے عہد کر کے اس اکرام کے حصہ دار ہوئے۔[2]

مآل کار اہل مکہ صلح کے لئے آمادہ ہو گئے، معاہدہ صلح کے امور طے کر کے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم اہل اسلام کو لے کر سوئے معمورہ رسول لوٹ گئے۔

اس کے آگے کئی دوسرے معرکے ہوئے،[3] رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے

---

[1] قرآن کریم کی یہ آیت اس بارے میں نازل ہوئی: لقد رضی اللہ عن المومنین اذیبایعونک تحت الشجرۃ فعلم مافی قلوبھم فانزل السکینۃ علیھم و اثابھم فتحاقریباو مغانم کثیرۃ یاخذونھاو کان اللہ عزیزاًحکیما. ترجمہ: بے شک اللہ راضی ہوا ایمان والوں سے جس وقت کہ وہ آپؐ کے ہاتھ پر درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے اور اللہ کو ان کے دلوں کا خلوص معلوم ہو گیا، اللہ نے ان پر سکینت نازل کی اور انعام میں قریبی فتح عطا فرمائی اور بہت سے اموال غنیمت عطا فرمائے، اللہ غالب حکمت والا ہے۔ (ہادی عالم، ص:۲۹۵) [2] (ایضاً۔) [3] ۷ھ میں غزوہ خیبر پیش آیا پھر ۸ھ میں فتح مکہ ہوا، اسی سال ہوازن کی جنگ ہوئی جو غزوہ حنین کے نام سے مشہور ہے۔ حضرت عثمانؓ ان تمام معرکوں میں شریک رہے۔ (سیر الصحابہ، ج:۱، ص:۱۸۳)

دہرے داماد، ہر ہر معرکے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے ہمراہ رہے۔

معرکہ عسرہ[1] اور اسلام کے حاکم سوم کی داد و عطا

ملک روم کے حاکم کو کسی طرح اطلاع ملی کہ محمدؐ اس دار مادی سے دارالسلام کو راہی ہوئے اور اس ملک کے لوگ مال وطعام سے محروم ہوگئے، اس لئے اگر اس ملک آکر حملہ آور ہوگے، کامگار ہوگے۔

حاکم روم ہرکلس کا دل ملک و مال کی طمع سے معمور ہوا اور وہ اک عسکر طرار اکٹھا کر کے آمادہ ہوا کہ معمورہ رسول آکر حملہ آور ہو۔

ادھر ملکِ روم کے کسی کارواں کے لوگوں سے سرور عالمؐ کو معلوم ہوا کہ حاکم روم حملے کا ارادہ کر رہا ہے، سرور عالمؐ کا حکم ہوا کہ عسکر اسلام ملک روم کے رحلے کے لئے آمادہ ہو!

وہ سال اہلِ اسلام کے لئے کڑا رہا، اس لئے کہ اس سے اگلے سال گراں سالی رہی اور وہ موسم کٹائی کا موسم رہا، رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا حکم ہوا کہ اس معرکے کے لئے لوگ کھلے دل سے اموال دے کر اللہ کے آگے کامگار و مسرور رہوں!

ہمدم مکرم اور اسلام کے حاکم اول گھر کا سارا مال اور عمر مکرم گھر کا آدھا مال لے کر آئے۔[2]

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے دہرے داماد اک آسودہ حال سوداگر رہے اور اس کا اک سوداگری کا کارواں ممالک روم سے مالا مال ہو کر لوٹا، اس لئے وہ اٹھے اور کہا کہ وہ عسکر اسلام کے سہ حصے کر کے اک حصہ کو مکمل اسلحہ اور اس کے ہر ہر آدمی کو لدی لائی سواری دے گا۔[3]

---

[1] غزوہ تبوک کو سخت آزمائشی حالات کی وجہ سے غزوہ عسرہ بھی کہتے ہیں۔ عسرہ کے معنی تنگی اور تکلیف کے ہیں۔ (ہادی عالم) [2] (ایضاً، ص: ۳۸۴) [3] اسی زمانے میں حضرت عثمان غنیؓ کا تجارتی قافلہ ملک شام سے نفع کثیر کے ساتھ واپس آیا تھا، اس لئے انہوں نے اک تہائی فوج کے جملہ اخراجات تنہا اپنے ذمہ لے لئے۔ (سیر الصحابہ، ج:۱ ص: ۱۸۳)

ولد سعد سے مروی ہے کہ معرکہ عسرہ کے لمحے عسکر اسلام کا عدد دس سو کے دس گروہ کم آدھا لاکھ رہا۔[۱]

اہل مطالعہ کو معلوم ہوا کہ دہرے داماد کا مال عسکر اسلام کے دس دس سو کے دس رسالوں سے سوا لوگوں کو ملا اور ہر اک کے لئے رسی اسی کے مال سے لی گئی۔[۲] اس کے علاوہ دس سو سواری[۳] اور دس کم اسّی گھوڑے اور رسد کے لئے اموال دئے۔

ہادی اکرم سارے اموال کا مطالعہ کر کے کمال مسرور ہوئے اور مسکرا مسکرا کر درھموں[۴] کو اِدھر سے اُدھر اور اُدھر سے اِدھر الٹا الٹا کر کہا:

''اس سحر سے آگے داماد رسول کا ہر عمل اس کو گھاٹے سے دور رکھے گا۔''

(رواہ احمد و حاکم)

ہادی اکرمؐ کا رحلۂ وداع اور رسول اللہؐ کا دہرا داماد

وداع مکہ کو دس سال ہوئے، ہادی اکرمؐ کا رحلۂ وداع اسی سال ہوا، رسول اکرمؐ کے دہرے دامادِ رسول اللہؐ کے ہمراہ رہے۔

رسول اکرمؐ کے وصال مسعود کے آگے سسر رسول، ہمدم مکرم حاکم اسلام ہوئے، اس لمحے دامادِ رسول اہل الرائے کے سر کردہ آدمی رہے۔

---

۱ لشکر اسلام کی تعداد چالیس ہزار تھی، جن میں تیس ہزار پیادے اور دس ہزار سوار شامل تھے۔ (ایضاً) ۲ گویا حضرت عثمانؓ نے دس ہزار سے زیادہ فوج کیلئے سامان مہیا کیا اور اس اہتمام کے ساتھ کہ اس کیلئے ایک ایک تسمہ تک ان کے روپے سے خریدا گیا۔ (ایضاً) ۳ ایک ہزار اونٹ۔ ۴ حضرت عثمان غنیؓ نے ایک ہزار دینار دیئے آپؐ اس فیاضی سے اس قدر خوش تھے کہ دیناروں کو دست مبارک سے اچھالتے تھے اور فرماتے تھے: ماضر عثمان ماعمل بعدھذا الیوم. ترجمہ: آج کے بعد عثمانؓ کا کوئی کام اس کو نقصان نہیں پہنچائے گا (ایضاً، بحوالہ مستدرک حاکم، ج:۳، ص:۱۰۲، ترمذی، ابواب المناقب: باب مناقب عثمان)

دہرے دامادِ رسول کی مدح سسرِ رسول سے

ہمدم مکرم کے وصال کے آگے ہمدم مکرم کے ارادے اور اہل اسلام کی رائے سے عمر مکرم، اولی الامر ہوئے، اس کا حال اس طرح ہوا کہ ہمدم مکرم کے وصال سے اک عرصہ ادھر ہمدم مکرم کا ارادہ ہوا کہ لوگوں کے واسطے اک رسالہ اس طرح کا لکھوا دوں کہ وہ اسلام کے اگلے حاکم کے اسم کا حامل ہو کہ لوگوں کے لئے حاکم اسلام کا مسئلہ سہل ہو، اس لئے ہمدم مکرم اور اسلام حاکم کے اول کا دامادِ رسول حاکم سوم کو حکم ہوا کہ ہمارے کلام کو لکھو!

حاکم سوم آئے اور کلام کا اک حصہ لکھا اس سے آگے کہ ہمدم مکرم اس آدمی کا اسم لکھوائے کہ وہ لوگوں کے واسطے اسلام کا اگلا حاکم ہوگا، درد کی کسک سے حواس گم کر گئے [1]

دامادِ رسول اسلام کے حاکم سوم کو الہامی طور سے معلوم ہوا کہ وہ آدمی کہ اگلا حاکم اسلام ہوگا، وہ عمر مکرم ہی ہے، اس لئے عمر مکرم کا اسم لکھ کر رک گئے، کئی لمحے اسی طرح رہ کر ہمدم مکرم اٹھے اور کہا:

"ہمارے آگے کہو کس طرح لکھا ہے"؟

حاکم سوم سے عمر مکرم کا اسم مسموع کر کے کمال مسرور ہوئے اور رسول اللہؐ کے دہرے داماد کی مدح کی [2] اس کے آگے عمر مکرم حاکم اسلام ہوئے اور دس سال حاکم اسلام رہ کر دارالسلام کو سدھارے اور دو کم آٹھ لوگوں کا اسم لے کر کہا:

"دوا دو راک سحر لگا کر رائے سے کسی اک کو حاکم اسلام کر لو!"

عمر مکرم کے امور لحد کو مکمل کر کے دو کم آٹھ لوگوں کا گروہ اکٹھا ہوا کہ اولی الامری کا مسئلہ حل

---

[1] حضرت ابوبکر صدیقؓ استخلافِ عمرؓ کا وصیت نامہ حضرت عثمان غنیؓ سے لکھوا رہے تھے، دوران کتابت کسی خلیفہ کا نام لکھانے سے قبل حضرت ابوبکر صدیقؓ پر غشی طاری ہوگئی۔ حضرت عثمانؓ نے اپنی عقل وفراست سے سمجھ کر اپنی طرف سے حضرت عمر فاروقؓ کا نام لکھ دیا، حضرت ابوبکر صدیقؓ کو ہوش آیا تو کہا کیا لکھا ہے پڑھ کر سناؤ؟ انہوں نے سنا شروع کیا اور جب حضرت عمرؓ کا نام لیا تو حضرت ابوبکر صدیقؓ بے اختیار اللہ اکبر پکار اٹھے اور حضرت عثمانؓ کی اس فہم فراست کی بہت تعریف وتوصیف کی [2] (سیر الصحابہ، ج:۱، ص:۱۸۴)

ہو، سارے لوگوں سے آگے والد محمد[1] کھڑے ہوئے اور کہا کہ کوئی ہے کہ کہے کہ وہ اولی الامری والے معاملے سے الگ ہے اور کسی کے لئے وہ اولی الامری کا حکم کردے؟ اس کا حکم مسلم ہوگا۔

اس کلام کو مسموع کر کے سارے لوگ رد کلام سے رکے رہے۔

کئی لمحے ٹھہر کر والد محمد کا کلام ہوا کہ وہ اولی الامری والے معاملہ سے الگ ہے اور آمادہ ہے کہ کسی اک کے لئے اولی الامری کا حکم کرے، مگر عہد کرو کہ حکم عدولی سے دور رہو گے!

اس کلام کو مسموع کر کے سارے لوگوں کا رد کلام ہوا کہ ہم آمادہ ہوئے، مگر ہمدم علی کرمہ اللہ رد کلام سے رکے رہے۔

والد محمد کا کلام ہوا:

''اے علی! کلام کرو!''

ہمدم علی کرمہ اللہ کا کلام ہوا کہ آمادہ ہوں، مگر عہد کرو کہ اسلام اور اہل اسلام ہی کی اصلاح کو آگے رکھ کر حکم کرو گے! کہا:

''ہمارا عہد ہے کہ اسی طرح ہوگا۔''

اس کلام کو مسموع کر کے ہمدم علی کرمہ اللہ کا کلام ہوا کہ کسی کے لئے اولی الامری کا حکم کرو، ہم سارے حکم عدولی سے دور رہوں گے!

تاآں کار اگلی سحر، سحر کی عمادِ اسلام ادا کر کے والد محمد کھڑے ہوئے اور لوگوں سے کہا کہ لوگو! حاکم اسلام رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے دہرے داماد ہوں گے۔

لوگ آگے آئے اور اک اک کر کے عہد کر کے لوٹے۔ ہمدم علی کرمہ اللہ اول اول عہد سے رکے

---

[1] حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ؓ (صحابہ کرام انسائیکلوپیڈیا) حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ؓ نے کھڑے ہوکر فرمایا کہ کوئی ہے جو خلافت سے دست بردار ہوجائے تو اس کو یہ حق ملے گا کہ وہ جس کیلئے بھی خلافت کا حکم کریگا دوسرے اس کا حکم مانیں گے؟ بالاخر عبدالرحمٰن بن عوف ؓ خود ہی خلافت سے دستبردار ہوگئے اور فرمایا کہ میں انتخاب خلیفہ کے کام کو انجام دینے کیلئے تیار ہوں۔ (تاریخ اسلام، اکبر شاہ، ج:۱ص:۳۷۶)

اور ادھر سے ہٹے، مگر معمولی عرصہ ٹھہر کر دوڑ کر آئے اور عہد کر کے لوٹے[1]

اس طرح محرم کی دوا اور دو کو رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے دہرے داماد مسلمہ طور سے سارے اہل اسلام کے حاکم ہو گئے۔ (اللہ اس سے مسرور ہو)

اسلام کے حاکم سوم کی درگاہ کا اول معاملہ

عمر مکرم کے وصال سے کئی سحر ادھر والدلولو اک دھاری دار آلے کے ہمراہ کسروی سردار[2] کے آگے وارد ہوا، ادھر اک مملوک روح اللہ رسول کے مسلک کا راہرو[3] اس سردار کا ہمراہی رہا۔ والدلولو کئی لمحے ہر دو سے ہم کلام رہا[4]

اس گروہ کی ہم کلامی کا مطالعہ کر کے حاکم اول کا لڑکا محمد ادھر راہی ہوا، والدلولو کو معلوم ہوا کہ محمد ولد حاکم اول کا ارادہ ادھر ہی کا ہے، وہ اٹھا اسی لمحے اس کا دھاری دار آلہ گرا، والدلولو کو دا اور اس کو اٹھا کر آگے رواں ہوا۔

اس لمحے حاکم اول کا لڑکا محمد، ہر طرح کے وساوس سے دور رہا، مگر عمر مکرم کے وصال کے آگے معلوم ہوا کہ وہ دھاری دار آلہ کہ عمر مکرم اس سے ہلاک ہوئے، وہی ہے کہ کئی سحر آگے والدلولو اس کا حامل رہا۔

حاکم اول کا لڑکا اٹھا اور والدلولو، کسروی سردار اور مملوک کی ہم کلامی اور دھاری دار آلے کا حال لوگوں کے آگے کہا۔ عمر مکرم کے اک لڑکے[5] کا دل صلۂ دم[6] کی آگ سے معمور ہوا، وہ اٹھا اور صمصام کے وار سے کسروی سردار کو گھائل کر کے رہا، سردار گھائل ہو کر گرا، عمر مکرم

---

[1] حضرت علیؓ کو اول اول اس نظارے سے کچھ دل گرفتگی ہوئی اور مسجد سے اٹھ کر باہر جانے لگے، لیکن پھر کچھ خیال آیا تو فورا بڑی عجلت و بے تابی کے ساتھ صفوں کو چیرتے ہوئے بڑھے اور حضرت عثمان غنیؓ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ (تاریخ اسلام، اکبر شاہ، ج:۱، ص:۳۷۸) [2] ہرمزان۔ [3] جفینہ عیسائی غلام۔ [4] ابولولو، ہرمزان اور عیسائی غلام جفینہ سے باتیں کر رہا تھا محمد بن ابوبکرؓ کو دیکھ کر اٹھ کر چل دیا، اٹھتے وقت اس کا خنجر نیچے گرا، اس نے فورا اس کو اٹھالیا یہ سارا منظر محمد بن ابوبکرؓ نے دیکھ لیا۔ (تاریخ اسلام، اکبر شاہ، ج:۱، ص:۳۷۹) [5] حضرت عبید اللہ بن عمرؓ۔ [6] انتقام۔

کالڑ کا مملوک کی ہلاکی کے واسطے ادھر دوڑا،مگر اس کی ہلاکی سے اول ہمدم سعد آگے آگئے[2] اور ولد عمر کو محصور کر کے ہمدم رومی[1] کے آگے لائے۔ ہمدم رومی اک اور دو سحر کے لئے حاکم اسلام ہوئے ، اس لئے اس کا حکم ہوا اس کو محصور کر دو! وہ آدمی کہ اسلام کا حاکم ہوگا وہی اس مسئلے کو حل کرے گا۔

ادھر رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے دہرے داماد حاکم اسلام ہوئے ، سارے معاملوں سے اول ولد عمر کا معاملہ اسلام کے حاکم سوم کے آگے ہوا۔

دامادِ رسول حاکم سوم کا ولد عمر سے سوال ہوا کہ کسروی سردار، ولد عمر ہی کی صمصام سے ہلاک ہوا ہے؟ کہا: ہاں![3]

اسلام کے حاکم سوم کا لوگوں سے کلام ہوا: لوگو! ہم کو اس مسئلے کے حل کے واسطے رائے دو!

دمادِ رسول علی کی رائے ہوئی کہ ولد عمر کے سر سردار کسریٰ کا لہو ہے اس لئے ولد عمر کو مار دو!

مگر عمر ولد عاص کی رائے اور ہوئی ، اس کا کلام ہوا کہ لوگوں کو معلوم ہے کہ اک دو سحر ہی ہوئی ، کہ اس کے والد مارے گئے۔ کہاں کا عدل ہے کہ اس کو ہلاک کر دو؟ مری رائے ہے کہ اس کی ہلاکی

---

[1] حضرت صہیب رومیؓ۔ [2] حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے عبیداللہ بن عمرؓ کو گرفتار کرلیا اور اسکو عارضی خلیفہ حضرت صہیب رومیؓ کے آگے لے گئے۔ (ایضاً) انتہائی غور کا مقام ہے کہ صحابہ کرامؓ اسلامی تعلیمات پر کس طرح سختی سے عمل پیرا تھے کہ ایک طرف مسلمان ہے دوسری طرف عیسائی ،مگر حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے یہ بھی گوارا نہ کیا کہ کوئی مسلمان خواہ وہ خلیفہ رسول عمرؓ کا فرزند ہی کیوں نہ ہو،کسی عیسائی پر بھی ظلم کرے،فوراً اس کو گرفتار کرلیا،اس سے بڑھ کر قابل غور امر یہ ہے کہ حضرت عمرؓ کی شہادت کے بعد تین دن انتخاب خلیفہ میں لگے یہ مدت خواہ قلیل ہی سی مگر صحابہ کرامؓ نے اپنا عارضی خلیفہ رومی باشندے حضرت صہیب رومیؓ کو منتخب فرمایا۔ سبحان اللہ! (رضی اللہ عنہم اجمعین) از مؤلف۔

[3] حضرت عثمان غنیؓ نے حضرت عبیداللہ بن عمرؓ سے پوچھا کہ تم نے ہی ہرمزان کو قتل کیا ہے؟ حضرت عبیداللہؓ نے اقرار کرلیا۔ (تاریخ اسلام،اکبر شاہ، ج:۱،ص:۳۷۹)

سے دور رہو! کئی لوگ ہمدم عمرو کی رائے کے ہم رائے ہوئے۔

حاکم سوم کے واسطے مسئلے کا حل گراں[1] ہوا، مگر اسی لمحہ کہا: ولد عمر کا مسئلہ عمر مکرم اور ہمارے دور کے علاوہ کا ہے، اس لئے اس مسئلے کا حل ہمارے سر کہاں؟ اس کے آگے اس مسئلے کے حل کے واسطے اک عمدہ سعی کی۔[2]

وہ اس طرح کہ دامادِ رسول حاکم سوم ولد عمر کے ولی ہوئے اور اس کے مال دم کی ادائے گی کر دی۔ سارے لوگ اس عمل سے کمال مسرور ہوئے اور ولد عمر کو صلۂ دم سے رہائی ملی۔

علوِ اسلام اور کامگاری کے احوال

عمر مکرم کا عہد، عہد کامگاری رہا، اس دور کو روم، مصر اور ملک کسریٰ ممالک محروسہ کا حصہ ہوئے، عمر مکرم ملکی کارواں کے لئے عمدہ اصول دے کر گئے، اس لئے حاکم سوم کے لئے راہ ہموار رہی، وہ ہمدم مکرم کا سا ملائم دل لے کر، عمر مکرم کے ملکی اصولوں کے عامل رہے، اک سال کا عرصہ اسی طرح مکمل ہوا۔ ہاں اک ہمدم رسول[3] کو اس کے عہدے سے ہٹا کر ادھر ہمدم سعد[4] کو والی و حاکم طے کر کے کہا:

''عمر مکرم کا ارادہ اسی طرح کا رہا۔''

---

[1] صحابہ کرامؓ کی رائے چونکہ مختلف تھی، اس لئے سیدنا عثمان غنیؓ شش و پنج میں مبتلا ہو گئے، مگر پھر فرمایا: یہ واقعہ نہ حضرت عمرؓ کے عہد خلافت کا ہے اور نہ میرے عہد خلافت کا، کیونکہ میرے خلیفہ ہونے سے پہلے یہ واقعہ ظہور میں آ چکا تھا، میں اس کا ذمہ دار نہیں ہو سکتا۔ [2] سیدنا عثمان غنیؓ نے خود عبید اللہ بن عمرؓ کا ولی بن کر اپنے پاس سے اس کی دیت ادا کر دی اور منبر پر بیٹھ کر ایک پر اثر تقریر کی۔ تمام لوگ اس فیصلے سے خوش ہو گئے۔ (تاریخ اسلام، اکبر شاہ، ج:۱، ص:۳۸۰) [3] مغیرہ بن شعبہؓ۔ [4] حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کو مغیرہ بن شعبہؓ کی جگہ کوفہ کا گورنر مقرر فرمایا، لوگوں نے اس تقرری اور برطرفی کا سبب دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: مغیرہ کو کسی خطا پر معزول نہیں کیا گیا، بلکہ میں نے یہ انتظام، وصیتِ فاروقی کے مطابق کیا ہے، کیونکہ حضرت فاروق اعظمؓ اپنے منشاء کو مجھ سے فرما چکے تھے۔ (تاریخ اسلام، اکبر شاہ، ج:۱، ص:۳۸۰)

اسی دور کو وہ ملک[۱] کہ ہمدم سعد اس کے حاکم ہوئے، اس کے دارالمال کے والی ولد مسعود[۲] رہے۔

اک سحر کا حال ہے کہ ہمدم سعد[۳] دارالمال کے والی، ولد مسعود کے آگے آئے اور کہا:

''اس کو دارالمال سے ادھار دے دو! لوٹا دوں گا۔''

ولد مسعود، حاکم سعد کے حکم کے عامل ہوئے، اک عرصہ ٹھہر کر ولد مسعود ہمدم سعد کے آگے اور کہا: ''وہ ادھار لوٹاؤ!''

ہمدم سعد کا رد کلام ہوا کہ مال سے محروم ہوں، کہاں سے ادائے گی کروں[۴]؟

اک دوسرے کی صدا[۵] اٹھی اور ماحول مکدر رہا اور معاملہ اسلام کے حاکم سوم کے آگے ہوا، حاکم سوم کو اولی الامر ہوئے اک سال کا عرصہ ہوا، اگلے[۶] سال حاکم سوم کے حکم سے ہمدم سعد عہدے سے ہٹائے گئے اور اس ملک[۷] کا حاکم اک دوسرا آدمی ہوا[۸] اسلام کے حاکم سوم کو اولی الامر ہوئے اک سال مکمل ہوا وہ سال[۹] معرکوں سے عاری رہا۔

اگلے[۱۰] سال کے معرکے

حاکم سوم کو اولی الامر ہوئے دوسرا سال ہے اس سال معمولی معرکے ہوئے۔

اہل روم سے معرکہ

عمر مکرم کے وصال کی اطلاع مسموع کر کے حاکم روم کا ارادہ ہوا کہ اہل اسلام کے اک معاہد[۱۱] ملک آکر حملہ آور ہو کر اس کا مالک ہو، اس لئے اس کے حکم سے اک رومی عسکر حملہ آوری کا ارادہ کر کے ساگر کی راہ[۱۲] سے اہل اسلام کے معاہد ملک کے ساحل وارد ہوا۔

---

۱ کوفہ۔ ۲ عبداللہ بن مسعودؓ۔ ۳ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے اپنی کسی ضرورت کی غرض سے بیت المال سے قرض لیا تھا۔ (تاریخ اسلام، ج:۱،ص:۳۸۲) ۴ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ باوجودیکہ کوفہ کے گورنر تھے، مگر ان کے پاس اتنے پیسے بھی نہ تھے کہ وہ اپنا قرض ادا کر پاتے ۵۔ بات بڑھ گئی۔ ۶ یعنی ۲۵ھ میں۔ ۷ کوفہ۔ ۸ ولید بن عقبہ بن ابی معیط۔ ۹ یعنی ۲۴ھ میں کوئی اہم اور قابل تذکرہ واقعہ ظہور پذیر نہیں ہوا۔ (تاریخ اسلام، ج:۱،ص:۳۸۰) ۱۰ یعنی ۲۵ھ ۱۱ اسکندریہ۔ ۱۲ سمندری راستہ۔ رومی فوج جہازوں کے ذریعہ اسکندریہ کے ساحل پہنچی تھی۔

اہل اسلام اس اطلاع کو لے کر ادھر آئے، راہ کے اک محل عسکر روم اور عسکر اسلام کا ٹکراؤ ہوا اور معرکہ عام ہوا، اس معرکہ آرائی سے عسکر اعداء کا سالار اعلیٰ ہلاک ہوا۔ اس سے عسکر روم حوصلہ ہارا اور رسوائی کو گلے لگا کر دوڑا۔ کئی رومی واصل دارالآلام ہوئے، عسکر اسلام کے سالار اعلیٰ عمرو ولد عاص معاہد ملک کے لوگوں کے آگے آئے اور وہ گھاٹے کہ لوگوں کو عسکر روم سے ملے اس کی ادائے گی کر کے لوٹے[1]

اہل رے و ہمداں کی حکم عدولی

عمر مکرم کے وصال کا حال مسموع کر کے ہی اہل روم کو اہل اسلام کے معاہد ملک[2] کی حملہ آوری کا حوصلہ ہوا، اسی اطلاع کو لے کر اہل رے اور اہل ہمداں حکم عدولی کا علم لے کر اٹھے۔

اسلام کے حاکم سوم کو اس کی اطلاع ملی، والد[3] موسیٰ اور دو اور مسلم سرداروں کو حاکم سوم کا حکم ہوا:

''ادھر کے لوگوں کو حکم عدولی سے دور رکھو!''

مسلم سردار اسی حکم کے عامل ہوئے اور معمولی معرکہ آرائی سے لوگ حکم عدولی سے رک گئے۔

عسکر روم سے معرکہ اور کامگاری[4]

رسول اکرمؐ کے سالے[5] کے حکم سے ولد[6] مسلمہ اہل روم کے ممالک محروسہ کے اک

---

[1] حضرت عمرو بن عاصؓ نے رومیوں کو بھگا کر اسکندریہ اور نواح اسکندریہ کے باشندوں کے تمام ان نقصانات کی تحقیق کروائی جو رومی فوج کے ذریعے ہوا تھا، ان تمام نقصانات کو حضرت عمرو بن عاصؓ نے پورا کیا کیونکہ وہ رومیوں کی حفاظت اور ان کو نقصانات سے بچانے کا ذمہ دار اپنے آپ کو سمجھتے تھے۔ (تاریخ اسلام، ج:۱ص:۳۸۱) [2] اسکندریہ۔
[3] حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ، براء بن عازبؓ اور قرظ بن کعبؓ کو حضرت عثمان غنیؓ نے ان بغاوتوں کے فرو کرنے پر مامور فرمایا۔ (تاریخ اسلام) [4] فتح آرمینیا [5] سیدنا امیر معاویہؓ۔ [6] حبیب بن مسلمہ۔

ملک کی کامگاری کے واسطے عسکر اسلام کے ہمراہ ادھر گئے، رومی لوگ طوعاً و کرہاً[1] مال صلح کی ادائے گی کے لئے آمادہ ہو گئے۔

اس اطلاع سے حاکم روم[2] کا دل صلہ کی آگ سے معمور ہوا۔

اس کے حکم سے کئی ممالک کے عساکر اکٹھے ہوئے اور دس سو کے اسی گروہوں[3] کا عسکرِ طرار، ہمدم مسلمہ کے عسکر سے معرکہ آرائی کے واسطے رواں ہوا۔

ہمدم مسلمہ کے حکم سے اس حال کی اطلاع رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے سالے[4] کو دی گئی، اُس کے واسطے سے حاکم سوم کو عسکر گراں کا حال معلوم ہوا۔

حاکم سوم کا اک مسلم سردار[5] کو حکم ملا کہ دس دس سو کے دس گروہوں سے ہمدم مسلمہ کی مدد کرو!

وہ اسی حکم کے عامل ہوئے اور اک عسکر کے ہمراہ ہمدم مسلمہ کے عسکر سے آملے اور اکٹھے ہو کر عسکر روم سے معرکہ آراء ہوئے۔ اللہ کے کرم سے سارے ملک کی کامگاری حاصل کر کے لوٹے۔

مصر کے احوال

ولد سعد[6] کہ وہ والد سرح کے اسم سے معلوم ہوئے، وہ اسلام کے حاکم سوم کے دودھ کے واسطے سے ولد ام رہے۔

رسول اکرمؐ کے عہد کو اسلام لا کر اسلام سے روگرداں ہو گئے، مگر دہرا کر دل سے اسلام لائے اور ساری عمر مسلم رہے۔

وہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے دہرے داماد کے حکم سے مصر اور اس کے دارالمال کے

---

[1] چاروناچار۔ [2] قیصر قسطنطین۔ [3] اسی ہزار۔ [4] سیدنا امیر معاویہؓ۔ [5] گورنر کوفہ ولید بن عقبہ۔ [6] حضرت عبداللہ بن سعد المعروف بہ ابن ابی سرح حضرت عثمان غنیؓ کے رضاعی بھائی تھے۔ (تاریخ اسلام، ج:۱،ص:۳۸۳)

والی ہوئے اور عمر ولد عاص عسکری امور کے والی رہے،[۱] اس دوعملی سے ملکی اور عسکری سردار اک دوسرے سے دورائے ہوئے، اس سے ماحول مکدر رہوا۔ حاکم سوم کو اس کی اطلاع ملی، حاکم سوم کے حکم سے عمر وولد عاص عسکری عہدے سے الگ ہوئے اور ولد سعد ملکی و عسکری عہدوں کے مالک ہوئے۔[۲]

گوکہ ولد سعد حوصلہ ور گھڑ سوار رہے مگر معرکہ آرائی کے اطوار کا علم عمر وولد عاص سے کم ہی رہا اور وہ اس سے محروم رہے کہ اہل مصر کے دلوں کو گھر کرے اور اہل مصر کو اس سے صدمہ ہوا کہ عمر وولد عاص معطل کئے گئے، اس لئے وہ ولد سعد کی حکم عدولی کے لئے آمادہ ہوئے۔

اس حال کا مطالعہ کر کے حاکم روم[۳] کا ارادہ ہوا کہ اک عسکر کو مصر سے ملے ہوئے اک ملک[۴] کی کامگاری کے واسطے رواں کرے، اس لئے اس کے حکم سے اہل روم کا اک عسکر طرار ساگر کی راہ سے اس ملک کے ساحل آ لگا اور معمولی سے لڑائی لڑ کر اس ملک کا مالک ہوا۔

اسلام کے حاکم سوم کو اس حال کی اطلاع ہوئی، اس کے حکم سے عمر وولد عاص دہرا کر حاکم مصر ہوئے[۵] اور اسی لمحے عسکر روم سے معرکہ آرائی کے واسطے آمادہ ہوئے اور عسکر روم سے اس طرح لڑائی لڑی کہ رومی حوصلہ ہار گئے اور عسکر گاہ سے دوڑے اور وہ اسلامی ملک دہرا کر اہل اسلام کی ملک ہو، اس کے آگے عمر ولد عاص دہرا کر عہدے سے معطل کئے گئے اور ولد سعد دہرا کر حاکم مصر ہوئے، اس سے عمر وولد عاص دکھی ہوئے۔

عمر وولد عاص کی معطلی کا حال دوسرے علماء سے اس طرح مروی ہے کہ عمر مکرم، اسلام کے حاکم دوم کے دور کو مصر کے حاکم عمر وولد عاص رہے اور اک معمولی حصہ کی اولی الامری

---

۱ حضرت عمرو بن عاصؓ فوجی افسر تھے۔ ۲ ۲۶ھ میں سیدنا عثمان غنیؓ نے ان معزول کر کے عبداللہ بن سعدؓ کو مصر و اسکندریہ کے کامل اختیارات دے دیئے۔ ۳ قیصر قسطنطین۔ ۴ اسکندریہ۔ ۵ بغاوت اور اسکندریہ پر رومی فوج کے قبضے کا سن کر حضرت عثمان غنیؓ نے عمرو بن العاصؓ کو پھر مصر کا گورنر مقرر کر کے روانہ کیا۔ (تاریخ اسلام)

ولدسعد کوملی۔

مصر کے محصول کی کمی عمر مکرم ہی کے دور سے محسوس کی گئی، وہی کمی حاکم سوم کے دور کو رہی، اس لئے حاکم سوم کا والی مصر عمر وولد عاص سے کلام ہوا کہ اس کمی کی اصلاح کرو! عمر وولد عاص کا رد کلام ہوا:

''دودھ[1] والی سواری کا دودھ اس سے سوا کہاں''؟

اس لئے حاکم سوم کے حکم سے عمر وولد عاص معطل ہوئے اور ولدسعد سارے مصر کے والی ہوئے۔

ادھر کے لوگ حکم عدولی کا علم کے اٹھ کھڑے ہوئے، اس لئے حاکم سوم کے حکم سے عمر وولد عاص دہرا کر حاکم مصر ہوئے اور لوگوں کو اس حکم عدولی سے روکا۔

حاکم سوم کی رائے سے ولدسعد ملکی امور کے والی رہے اور عمر وولد عاص عسکری امور کے۔ مگر دوعملی کو ٹھہراؤ کہاں؟ اس لئے ماحول مکدر رہا۔

مآل کار عمر وولد عاص عسکری عہدے سے معطل ہو کر معمورہ رسول آ گئے اور ولدسعد ملکی وعسکری امور کے مالک ہوئے۔

عمر وولد عاص کے دور مصر کے محصول کا عدد دس اور دس لاکھ رہا، مگر ولدسعد کی سعی سے اس کا عدد سوا ہوا[2]

اس حال کا مطالعہ کر کے حاکم سوم کا ہمدم عمر و سے کلام ہوا کہ لو! دودھ اور سوا ہوا۔ کہا: ہاں! مگر اولاد محروم رہ گئی۔[3]

---

[1] حضرت عمرو بن العاص نے جواب دیا کہ اونٹنی اس سے زیادہ دودھ نہیں دے سکتی۔ (سیر الصحابہ، ج:۱،ص: ۱۸۶) حضرت عمرو بن عاص جب والی مصر تھے تو مصر کا خراج بیس لاکھ تھا حضرت عبداللہ بن سعدؓ کی کوششوں سے چالیس لاکھ ہو گیا۔ [3] جب مصر کا خراج چالیس لاکھ ہو گیا تو حضرت عثمان غنیؓ نے حضرت عمرو بن عاصؓ سے فرمایا: دیکھو آخر اونٹنی نے زیادہ دودھ دیا۔ انہوں نے کہا: ہاں مگر بچے بھوکے رہ گئے۔ (ایضاً)

اک صحرائی ملک کی کامگاری[1]

ولد سعد حاکم سوم کی رائے سے اک صحرائی ملک کی کامگاری کے واسطے راہی ہوئے اور ادھر کے سرحدی رؤساء و امراء سے معرکہ آراء ہوئے، وہ مال صلح کی ادائے گی کے واسطے آمادہ ہوئے۔[2]

اس کے آگے عسکر اسلام ملک کے وسطی حصے وارد ہوا، ادھر حاکم سوم کے حکم سے اک کمک معمورہ رسول سے رواں ہوئی اور مصر سے ہو کر عسکر اسلام سے آملی اس سے عسکر اسلام کا عدد سوا ہوا۔

رومی لوگوں سے معرکہ[3]

رومی لوگ عسکر اسلام سے معرکہ آرائی کے واسطے آئے ،مگر اہل اسلام کی حوصلہ وری کی سہار سے محروم رہے۔

اور ہار کر دوڑے، ادھر کی کامگاری[4] حاصل کر کے عسکر اسلام صحرائی[5] ملک وارد ہوا اور صحرائی ملک کی کامگاری حاصل کی۔

اک اور ملک کی کامگاری[6]

صحرائی ملک کی کامگاری سے اک اور ملک کی کامگاری کا در کھلا، اس لئے حاکم سوم کی رائے سے اسلامی عسکر آگے رواں ہوا اور کئی ملکوں کی کامگاری حاصل کر لی ،مگر وہ مہم ادھر ہی

---

[1] فتح افریقہ: اس زمانہ میں افریقہ ایک براعظم کا نام ہے، مگر صحابہ کے دور میں افریقہ نام کی ایک ریاست بھی تھی جو طرابلس اور طنجہ کے درمیانی علاقے پر پھیلی ہوئی تھی، لیکن اس زمانے میں افریقہ ان ملکوں کے مجموعے پر بھی بولا جاتا تھا جو آج کل براعظم افریقہ کے شمالی حصہ میں واقع ہیں یعنی طرابلس، الجیریا، ٹیونس مراکو وغیرہ۔ (تاریخ اسلام، ج:۱،ص:۳۸۴) [2] فتح طرابلس۔ [3] طرابلس پر قبضہ مکمل کر کے لشکر اسلام خاص ریاست افریقہ کی جانب بڑھا۔ (تاریخ اسلام، ج:۱،ص:۳۸۴) [4] فتح افریقہ۔ [5] عبداللہ بن سعدؓ نے دس ہزار کے لشکر کے ساتھ مصر سے خروج کیا اور علاقہ برقہ میں سرحدی رئیسوں کو مغلوب کر کے جزیہ کی ادائیگی پر مجبور کیا ایضاً۔ [6] اسپین کے بعض علاقے فتح کئے۔ (سیر الصحابہؓ۔ ج:۱،ص:۱۸۸)

روک دی گئی۔ ولد سعد[1] مصر لوٹ آئے اور اک دوسرا آدمی[2] صحرائی ملک کا والی ٹھہرا۔

ساگر[3] کی مہموں کے احوال

اول اول اہل اسلام ساگر کی مہموں سے لاعلم رہے، اس لئے کہ ساگر کی مہموں سے سدا دور رہے۔

عمر مکرم کے دور کو حاکم روم کے سارے ٹھاٹ مٹی ہوئے، اس کے مُلک کے سارے اہم حصے اہل اسلام کی ملک ہوئے، مگر کئی ساحلی ممالک اسی کی مِلک رہے۔

روڈس اور اس سے ملے ہوئے ملک کی کامگاری[4]

رسولِ اکرم صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے اک سالے[5] کا عمر مکرم کے دور سے ہی ارادہ رہا کہ وہ ساحلی ملکوں کی کامگاری کے واسطے عسکرِ اسلام کے ہمراہ راہی ہو، مگر عمر مکرم آمادگی سے سدا دور رہے۔

عمر مکرم کے وصال کے آگے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے سالے کا حاکم سوم[6] سے کلام ہوا: ''اے دامادِ رسول! ساحلی ملکوں کی کامگاری کا ارادہ ہے۔ ساگر کی مہموں کے واسطے آمادہ ہوں۔ اس کے لئے حاکم سوم کی رائے درکار ہے اور معلوم رہے کہ ساگر کی مہموں والا معاملہ سہل ہی ہے محال کہاں''؟[7]

اس کلام کو مسموع کر کے حاکم سوم کا رد کلام ہوا: ''اگر معاملہ سہل ہے ہماری رائے ہے کہ اک عسکر ساگر کی مہم کے واسطے راہی ہو، مگر اس عسکر کے ہمراہی وہی لوگ ہوں کہ وہ دل سے آمادہ ہوں''۔[8]

---

[1] عبداللہ بن سعدؓ المعروف بہ ابن ابی سرح۔ [2] عبداللہ بن نافع بن عبدقیس افریقیہ کے حاکم مقرر کئے گئے۔ [3] بحری جنگیں۔ [4] قبرص۔ [5] امیر معاویہؓ۔ [6] سیدنا عثمان غنیؓ۔ [7] حضرت امیر معاویہؓ نے سیدنا عثمان غنیؓ کو اطمینان دلایا کہ بحری جنگ کو جس قدر خوفناک سمجھا جاتا ہے، اس قدر خوفناک نہیں ہے۔ (سیر الصحابہ، ج:۱،ص:۲۸۹) [8] سیدنا عثمان غنیؓ نے اجازت تو دی، مگر فرمایا کہ اس مہم میں اسی کو شریک کیا جائے جو اپنی خوشی سے شرکت کرے۔ (ایضاً)

اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے سالے کی سعی سے اک گروہ ساگر کی مہم کے واسطے آمادہ ہوا۔ ام حرام اور اس کا مرد اسی گروہ کے ہمراہی ہوئے۔

اہل مطالعہ کو علم ہوگا کہ ساگر کی مہموں کے واسطے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کی آمادگی معلوم رہی۔

علماء کرام سے مروی ہے کہ رسول اکرمؐ اک سحر آدھی سحر کے لمحے ام حرام کے گھر آئے اور آکر سو گئے اک عرصہ سو کر اٹھے اور مسکرائے، ام حرام کا سوال ہوا:

''اے اللہ کے رسول! کس لئے مسکرا رہے ہو''؟

رسول اکرمؐ کا ردِ کلام ہوا: ''ہم کو سوئے ہوئے معلوم ہوا کہ اہل اسلام کا اک گروہ امراء و رؤساء کی طرح ٹھاٹ سے ساگر کے راہوار[1] کا سوار ہو کر رواں دواں ہے۔ اے ام حرام! وہ سارا گروہ دارالسلام والا ہوگا۔''

ام حرام کا رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم سے کلام ہوا:

''اے اللہ کے رسول! دعا کرو کہ ام حرام اسی گروہ کے ہمراہ ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا ردِ کلام ہوا کہ ام حرام اسی گروہ کے ہمراہ ہوگی۔[2]

آگے مسطور ہوا کہ ام حرام اور اس کا مرد اس گروہ کے ہمراہ ساگر کی مہم کے واسطے راہی ہوئے۔ راہ کے اک محل ام حرام کا گھوڑا کودا، اس سے وہ گھوڑے سے گری اور گر کر دارالسلام کو سدھار گئی اور اس کو ادھر ہی مٹی دی گئی اور اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے کلام کا اک اک کلمہ مکمل ہو کے رہا۔

دوسرا عسکر اسلام آگے رواں ہوا، اللہ کا حکم اس طرح ہوا کہ اس ساگر والی مہم کا سالار اعلیٰ[3] راہ کے اک محل راہی ملک عدم ہوا، لوگوں کی رائے سے اک دوسرا آدمی[4] سالار

---

[1] سمندری جہاز۔ [2] صحیح بخاری۔ [3] عبداللہ بن قیس۔ [4] سفیان بن عوف ازدی۔ (سیر الصحابہ، ج:۱،ص:۱۸۹)

عسکر ہوا اور عسکر اسلام صحرائی ملک وارد ہوا۔

حاکم روم[۱] کہ اسی صحرائی ملک کو دارالامارہ کئے ہوئے رہا، وہ معرکہ آرائی کے حوصلہ سے محروم ہو کر دوڑا اور وہ صحرائی ملک اہل اسلام کی ملک ہوا۔

ادھر کی کامگاری مکمل کر کے عسکر اسلام روڈس کی کامگاری کے واسطے راہی ہوا، ادھر کڑی معرکہ آرائی ہوئی۔

مآل کار روڈس کی کامگاری اہلِ اسلام کو حاصل ہوئی۔

والد موسیٰ[۲] کی معطّلی

والد موسیٰ، عمر مکرم کے عہد سے ہی ممالک کسریٰ کے اک ملک[۳] کے والی رہے، رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا دہرا داماد، اولی الامر ہوا اور والد موسیٰ کو دو کم آٹھ سال کا عرصہ اسی طرح والی رکھا، مگر ادھر کے کئی لوگ حاکم سوم کی درگاہ آئے اور کہا والد موسیٰ کو اس کے عہدے سے ہٹا کر ادھر کسی دوسرے آدمی کو حاکم کر دو!

اس لئے حاکم سوم کے حکم سے والا موسیٰ معطل ہوئے اور ولد عامر[۴] اس ملک کے حاکم ہوئے[۵]۔

موسم احرام

حاکم سوم کو حاکم اسلام ہوئے سہ کم آٹھ سال ہوئے، اس کا ارادہ ہوا کہ وہ اسی سال عمرہ واحرام کے احکام کی ادائے گی کرے، اس لئے ہمدموں اور مددگاروں کے اک گروہ کے ہمراہ سوئے مکہ راہی ہوئے۔

حاکم سوم اول ہی سے داد وعطا کے عادی رہے، اس لئے راہ کے اک مرحلے سارے کارواں کو روک کر کہا کہ ادھر ہی ٹھہرو! ہمارا ارادہ ہے کہ سارے کارواں کو اکل وطعام سے مالا مال کروں! اس طرح سارے لوگ حاکم سوم کی داد وعطا سے مالا مال ہوئے۔

---

۱ قسطنطین ۔ ۲ ابوموسیٰ اشعریؓ ۔ ۳ بصرہ ۔ ۴ عبداللہ بن عامر ۔ ۵ سیر الصحابہ، ج:۱، ص:۱۰۹)

راہ کے اک مرحلے اک ہمدمہ حاکم سوم کے آگے لائی گئی، لوگوں کا اس ہمدمہ کے لئے کلام ہوا کہ وہ حرام کاری کی عامل ہوئی ہے، اس لئے کہ وہ ہمدمہ اک عرصہ دولہے سے محروم رہی اور اس کی دوسری عروسی کو آدھا سال ہی ہوا ہے کہ وہ اک لڑکے کی ماں ہوگئی۔

کئی لوگوں کا کلام مسموع کر کے حاکم سوم کا حکم ہوا کہ اس ہمدمہ کو مرمر کے ٹکڑوں سے مار مار کر ہلاک کر دو۔[۱]

داماد رسول علی کرمہ اللہ کو اس کا علم ہوا، وہ آئے اور حاکم سوم سے کہا کہ اسلامی رو سے محال ہے کہ کوئی اس ہمدمہ کو مرمر کے ٹکڑوں سے ہلاک کرے،[۲] اس لئے کہ کلام اللہ گواہ کہ اک ہمدمہ کا عرصہ حمل کم سے کم آدھا سال ہوگا۔

کلام الٰہی ہے:

''اور اس کے حمل اور دودھ سے دوری کا عرصہ، ڈھائی سال ہے۔''

اور کلام الٰہی سے ہی معلوم ہوا ہے کہ دودھ کا عرصہ دو سال ہے۔

اللہ کا کلام ہے:

''اور ماں اولاد کو دو سال مکمل دودھ دے۔''[۳]

ڈھائی سال سے دو سال دودھ کا عرصہ ہے، ادھر حمل کا عرصہ آدھا سال رہا، اس لئے وہ ہمدمہ حرام کاری کی عامل کہاں ہوئی؟

اس کلام کو مسموع کر کے حاکم سوم کا اک آدمی کو حکم ہوا کہ دوڑو اور لوگوں کو اس ہمدمہ کی ہلاکی سے دور رکھو! مگر اس آدمی کے ورود سے آگے ہی وہ ہمدمہ مرمر کے ٹکڑوں سے ماری گئی اور ہلاک ہوئی

---

[۱] نصاب شہادت اور علامات کو دیکھتے ہوئے سیدنا عثمان غنیؓ نے اس کو رجم کرنے کا حکم دیا۔ [۲] حضرت علیؓ نے فرمایا: کلام اللہ کی رو سے وہ عورت بالیقین زانیہ نہیں [۳] وحمله وفصاله ثلثون شهراً۔ (الاحقاف:۱۵)

[۳] والوالدات یرضعن اولادهن حولین کاملین۔ (البقرہ:۲۳۳)

حاکم سوم کو سدا اس کا ملال رہا۔[1]

علماء سے مروی ہے کہ اگر لوگ اسلامی علوم کے کسی ماہر عالم کی رائے کے عامل ہوں اور وہ رائے عمدہ ہو، اس عالم کے لئے دو صلے ہوں گے اور اگر وہ رائے سوء ہو، اس کو اک صلہ مل کر ہی رہے گا۔[2]

اسی سال حاکم سوم کے حکم سے حرم رسول کا احاطہ اور کھلا ہوا۔

اک حاکم[3] کو کوڑے اور اس کی معطّلی

مکار لوگ سدا اس امر کے لئے ساعی رہے کہ مکاری کی راہ سے اسلام کو اور اہل اسلام رسوا کر کے مسرور ہوں۔ اسی سلسلے کی اک کڑی وہ ہے کہ اک اسلامی[4] ملک کے حاکم کے لئے لوگوں کا گماں ہوا کہ وہ ماء[5] سکر کا عادی ہے۔

حاکم سوم کے حکم سے وہ والی لائے گئے اور لوگوں سے کہا کہ کوئی گواہ ہے؟ لاؤ! مگر محال ہوا کہ کوئی گواہی دے کہ وہ والی ماء سکر کا عادی ہے۔

اک عرصہ ٹھہر کر لوگوں کا کلام ہوا کہ ہاں! ہم لوگ اس طرح کے گواہ سے محروم ہوئے کہ کوئی گواہی دے کہ وہ والی ماء حرام کا عادی ہے مگر ہمارے آگے اس والی کو ماء سکر کی الٹی آئی ہے۔

مآل کار حاکم سوم کا حکم ہوا کہ اس والی کو اسی کوڑے لگاؤ! مگر آدھے کوڑے لگے کہ دامادِ رسول علی کھڑے ہوئے اور کہا کہ رکو!

ہمدم علی کا کلام ہوا کہ ہم کو معلوم ہے ماء سکر کے عادی کے واسطے عمر مکرم کا عمل اسی کوڑوں کا ہی ہے، مگر ہم کو اس معاملے کے واسطے اسلام کے حاکم اول کا عمل عمدہ لگا ہے۔ ماء سکر کے عادی کے

---

[1] (تاریخ اسلام ج:۱ص:۳۹۰) [2] فقیہ کی رائے اگر درست ہو تو اس کو دو اجر ملتے ہیں اور اگر رائے غلط ہو ایک اجر

[3]۔ ولید بن عقبہ۔ [4] کوفہ۔ [5] شراب۔

واسطے اس کا حکم اسی کوڑوں کا آدھا ہے۔[۱]

الحاصل حاکم سوم کی اولی الامری کو دوکم آٹھ سال ہوئے، وہ والی معطل کیے گئے اور ادھر ولد عاص والی ہوئے۔

اک کسروی ملک کی کامگاری[۲]

اسلامی ملکوں کے دو سردار ولد عامر[۳] اور ولد عاص[۴] الگ الگ راہ لے کر ممالک کسریٰ کی کامگاری کے واسطے رواں ہوئے۔

ولد عاص کے ہمراہ داماد رسول علی کرمہ اللہ کے وہ دو لڑکے رہے[۵] کہ وہ دارالسلام والے لڑکوں کے سردار ہوں گے۔ اسی طرح ولد عمر[۶] ولد عمرو[۷]، ولد ولد عوام[۸] اور رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے عم مکرم کا لڑکا[۹] عسکر کے ہمراہ رہے۔

ولد عاص عسکر اسلام کو لے کر آگے آئے۔ اس سے اول کہ ولد عامر ادھر آئے، ولد عاص کا عسکر اعداء اسلام سے معرکہ ہوا اور اس ملک کی کامگاری حاصل کر لی[۱۰] ادھر ولد عامر عسکر اسلام کو لئے ہوئے اور آگے گئے اور کئی ملکوں کی کامگاری حاصل کر کے سوئے معمورہ رسول لوٹے[۱۱]

---

۱ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اگرچہ فاروق اعظمؓ نے شراب خور کے اسی کوڑے لگائے ہیں، مگر وہ بھی درست ہیں، لیکن صدیق اکبرؓ نے شراب خور کو چالیس کوڑے لگائے ہیں اور مجھ کو اس معاملہ میں صدیق اکبرؓ کی تقلید زیادہ محبوب ہے۔ (تاریخ اسلام، ج:۱، ص:۳۹۰) ۲ فتح طبرستان۔ ۳ عبداللہ بن عامر بصرے کے نئے والی۔ ۴ سعید بن عاصؓ۔ ۵ حضرت حسنؓ و حضرت حسینؓ۔ آپؐ کا ارشاد ہے: "الحسن والحسین سیدا شباب اهل الجنة." ۶ عبداللہ بن عمرؓ۔ ۷ عبداللہ بن عمرو۔ ۸ عبداللہ بن زبیر بن العوامؓ۔ ۹ عبداللہ بن عباسؓ۔ (ایضاً ص:۳۹۲، سیر الصحابہ، ج:۱، ص:۱۹۱) ۱۰ (سیر الصحابہ، ج:۱، ص:۱۹۱) ۱۱ عبداللہ بن عامر نے اپنی مہم کو جاری رکھا اور ہرات کابل اور بجستان کو فتح کرتے ہوئے نیشاپور کا رخ کیا اور بست اشندورخ خواف، اسرائن، ارغیان وغیرہ کو فتح کرتے ہوئے نیشاپور پہنچے۔ (ایضاً)

اک ہمدم رسول[1] کا حال

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا اک معمر ہمدم، رسول اکرمؐ کے اک سالے، محرر وحی کے ملک ٹھہرا رہا، کلام اللہ کے اک حصہ[2] کی مراد کے واسطے اس ہمدم کی رائے وہاں کے حاکم اور دوسرے لوگوں سے الگ ہی رہی کہ: کسی مسلم کے لئے روا کہاں کہ وہ مال اکٹھا کرے؟ اور وہاں کے حاکم کی رائے رہی: وہ مال کہ اس سے محروموں کو حصہ ملا ہو، روا ہے کہ مسلم آدمی اس کو اکٹھا کر کے رکھے۔

لوگوں کو اس ہمدم رسول کے مسلک کا علم ہوا، لوگ آئے اور ٹھٹھ کر کے مسرور ہوئے۔

اس حال کی اطلاع حاکم سوم کو دی گئی، اس کا رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے سالے کو حکم ہوا کہ اس ہمدم رسول کو اکرام سے معمورۂ رسول رواں کر دو!

معمورہ رسول آ کر اس کا حال اسی طرح رہا، اس لئے حاکم سوم کی رائے سے وہ ہمدم معمورۂ رسول سے دور اک گاؤں[3] آ کر ٹھہرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کی مُہر

رسول اللہؐ کی وہ مہر کہ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے ملوک عالم کو ارسال کردہ مراسلے مہر کئے گئے، وہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے وصال مسعود کے آگے عروس مطہرہ[4] کو ملی اور حاکم اول اولی الامر ہوئے، وہ مہر اس کو دے دی، اس کے آگے وہ مہر عمر مکرم کو ملی۔

---

[1] حضرت ابوذر غفاریؓ۔ [2] والذین یکنزون الذهب والفضة ولاینفقونهافی سبیل الله فبشرهم بعذاب الیم. اس آیت کے معانی ومطالب میں حضرت ابوذر غفاریؓ کا امیر معاویہؓ سے اختلاف تھا۔ [3] حضرت ابوذر غفاریؓ نے حضرت عثمان غنیؓ کے مشورے سے مدینہ سے تین میل کے فاصلے پر مقام موضع ربدہ میں سکونت اختیار کی۔ (تاریخ اسلام، ج:۱، ص:۳۹۲) [4] سیدہ عائشہ صدیقہؓ۔

عمر مکرم لے وصال کے آگے وہ مہر عمر مکرم کی لڑکی[۱] کہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کی عروس ہوئی، اس کو ملی۔

اس سے ہو کر وہ مہر، رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے دہرے داماد اور اسلام کے حاکم سوم کو ملی، مگر حاکم سوم سے وہ مہر ماء طاہر کے اک گہرے گڑھے گر گئی۔[۲]

حاکم سوم کے حکم سے کئی آدمی آئے اور سارے گڑھے کو ماء طاہر سے محروم و عاری کر کے رہے، مگر محال ہے کہ مہر دکھائی دے۔ مہر رسول گم ہوئی اس سے حاکم سوم کو کمال صدمہ ہوا، اسی لمحے سے حاکم سوم کے واسطے دکھوں اور آلام کے در کھلے۔ حاکم سوم کے حکم سے مہر رسول کی طرح کی اک دوسری مہر لے لی گئی۔[۳]

اس سال[۴] کے دوسرے احوال

اسی سال عمادِ اسلام کے واسطے لوگوں کا عدد سوا ہوا اور وہ عمادِ اسلام کہ اس کے اسم سے کلام اللہ کی اک سورہ موسوم[۵] ہے، اس کے واسطے اہل اسلام کا عدد اس طرح سوا ہوا کہ صدائے عماد اسلام کے سماع سے کئی لوگ محروم رہے۔

اس حال کا مطالعہ کر کے حاکم سوم کا حکم ہوا کہ وہ آدمی کہ وہ صدائے عماد اسلام کے واسطے مامور ہے، وہ امام کی حمد و دعا سے اول اک صدائے عماد اسلام اور دے، اس طرح اس عماد اسلام کے لئے دو صدائے عماد اسلام کا سلسلہ ہوا۔[۶]

اسی سال اسلام کے حاکم سوم کی رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے ہمدموں کو رائے ہوئی کہ دوسرے ملکوں سے آ کر مکہ اور اس کے اردگرد گھر مول لے لو! کئی لوگ اس

---

[۱] ام المؤمنین حضرت حفصہؓ۔ [۲] ۳۰ھ میں مدینہ میں دو میل کے فاصلے پر ایک کنواں جس کا نام بئر اریس ہے، وہ انگوٹھی حضرت عثمانؓ کے ہاتھ اس کنویں میں گر گئی، اس کنویں کا تمام پانی سینچ دیا گیا، لیکن وہ کہیں ہاتھ نہ آئی۔ (تاریخ اسلام، ج:۱، ص:۳۹۲) [۳] (ایضاً) [۴] ۳۰ھ۔ [۵] جمعہ۔ [۶] (تاریخ اسلام، ج:۱، ص:۳۹۲)

رائے کے عامل ہوئے۔

کلام اللہ کا معاملہ

اک ہمدم[1] کا حاکم سوم سے کلام ہوا کہ عالم اسلام کا کلام الٰہی سے کس طرح کا معاملہ ہے؟ کہ ہر ہر ملک کے لوگوں کا الگ الگ کلام الٰہی ہے۔ ہماری رائے ہے کہ سارے عالم اسلام کو اک ہی طرح کے کلام الٰہی کا عادی کر دو۔ حاکم سوم کا کلام ہوا: لوگو! ہم کو رائے دو!

سارے لوگ ہمدم رسول کی رائے کے ہم رائے ہوئے، اس لئے حاکم سوم کے حکم سے کلام الٰہی کے کئی رسالے اک ہی طرح کے لکھوا کر ملکوں کو ارسال کیے گئے۔[2]

کسریٰ[3] کی ہلاکی

کسریٰ کے کئی ملک عمر کرم کے عہد کو ہی اسلام کے مما لک محروسہ کا حصہ ہوئے اور کئی ساحلی ملک اک اک کر کے حاکم سوم کے عہد کو اہل اسلام کو ملے اور کسریٰ کا حال دگر ہوا کہ وہ گاہ رے کو دوڑ رہا ہے اور گاہ اس ملک گاہ اس ملک۔[4]

لوگوں کا اک گروہ اس آس کو لے کر سدا اس کا ہمراہی رہا کہ کسی سحر دہرا کر وہ سارے ملکوں کا مالک ہوگا، اسی لئے مما لک کسریٰ کے لوگ حکم عدولی کے عادی رہے۔ مگر کسریٰ کے احوال اک اک سحر کر کے اور دگر ہوئے۔

اک سحر، لک لکا کر کسریٰ اک آٹے والے[1] کے ہاں وارد ہوا۔ آٹے والے کا دل مال

---

[1] حضرت حذیفہ بن الیمانؓ نے حضرت عثمانؓ سے کہا: عجیب بات ہے کہ عراق والے قرآن مجید کو الگ قرات میں پڑھتے ہیں اور شام والے دوسری قرآت کو پسند کرتے ہیں۔ اسی طرح بصرہ، کوفہ، اور فارس والوں کی قرآت الگ الگ ہیں۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ سب کو ایک ہی قرآت پر جمع کیا جائے۔ (ایضاً، ج:۱ص: ۳۹۳) [2] اس طرح سیدنا عثمان غنیؓ نے جمع قرآن کا عظیم الشان کارنامہ انجام دیا۔ [3] یزدجرد، شاہِ فارس۔ [4] اس کی حالت یہ تھی کہ کبھی رے میں ہے، کبھی بلخ میں ہے، کبھی مرو میں ہے تو کبھی اصفہان میں، کبھی اصطخر میں ہے تو کبھی جیحون کو عبور کر کے ترکستان چلا گیا۔ (تاریخ اسلام، ج:۱ص:۳۹۴)

کی طمع سے معمور ہوا اور اس کا ارادہ ہوا کہ کسی طرح کسریٰ کا سارا مال حاصل کر لے۔

اک سحر کسریٰ آٹے والے کے گھر محوِ آرام ہوا، آٹے والا صمصام لے کر اٹھا اور اس کے اک ہی وار سے کسریٰ ہلاک ہو کر واصل دارالآلام ہوا۔

آٹے والا اس کے مال اسلحہ اور حلے کا مالک ہوا اور اس کے مردہ دھڑ کو ساگر کے حوالے کر کے لوٹا۔ اس طرح ممالک کسریٰ کی حکم عدولی کے در مسدود ہوئے۔

کسریٰ کے دو اور دو سال عمدہ حالی کے رہے اور سولہ سال دکھوں اور آوارگی سے کٹے۔[۲]

دورِ مکارہ[۳]

آگے مسطورہ ہوا کہ وہ ملک کہ ہمدمِ علی کے واسطے دارالامارہ رہا، اس ملک کے حاکم ولد عاص[۴] ہوئے اور عمدہ اطوار سے ملکی کارواں لے کر رواں دواں رہے، لوگ اس سے مسرور ہوئے۔

مالک[۵]، اسود[۶]، عروہ[۷]، صعصعہ، اولاد مواعدی[۸]، اور کئی دوسرے لوگوں کا ولد عاص کے ہاں آ کر ہم کلامی کا معمول رہا۔

اک سحر ولد عاص کہہ گئے کہ وہ ملک کہ ولد عاص اس کا والی ہے ہمارا ہی ہے گل کدہ ہے۔[۹]

اس کلام کو مسموع کر کے مالک کا کلام ہوا: اس طرح کہاں؟ وہ ملک ہمارے اسلحہ سے حاصل ہوا ہے۔ اس طرح کے کلام کو طول ملا اور لوگوں کی صداؤں سے ماحول مکدر رہا۔

اسدی[۱۰] اسم کا اک آدمی اٹھا اور لوگوں سے کہا: رکو! لوگ اٹھے اور اسدی کو اس طرح مارا کہ

---

۱ کسریٰ نے بھاگ کر اک پن چکی والے کے ہاں پناہ لی۔ (تاریخ اسلام، ج:۱، ص:۳۹۴) ۲ (ایضاً) ۳ مکارہ: برائیاں۔ مراد فتنے ہیں۔ ۴ سعید بن العاص ۵ مالک بن حارث جو مالک بن اشتر کے نام سے مشہور تھا۔ ۶ اسود بن یزید۔ ۷ عروہ بن الجعد۔ ۸ کمیل بن زیاد وغیرہم۔ ۹ سعید بن العاص کی زبان سے نکلا کہ یہ علاقہ تو قریش کا باغ ہے۔ (تاریخ اسلام، ج:۱، ص:۳۹۵) ۱۰ عبدالرحمٰن اسدی۔ (ایضاً)

اسدی ادھ موئے ہو گئے۔

اس کے آگے ولد عاص اس طرح کے لوگوں کی ہم کلامی سے رک گئے۔ اس سے لوگوں کو ملال ہوا۔

اگر کسی محل دو آدمی مل کر کھڑے ہوئے، اسی محل ولد عاص اور حاکم سوم کے لئے سوء کلامی کا در کھولا۔ اس سلسلے کو طول ہوا طوعاً و کرھاً ساری روداد حاکم سوم کو ارسال کی گئی اور کہا کہ اس طرح کے لوگوں کے واسطے لائحہ عمل طے کرو!

حاکم سوم کا کلام ہوا کہ اس طرح کے لوگوں کو اہل اسلام کے ماموں[1] کے ہاں رواں کر دو کہ وہ اس گروہ کو راہ ھدیٰ دکھائے۔ سارے لوگ ادھر رواں کیے گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے سالے اور اہل اسلام کے ماموں اٹھے سارے لوگوں کو سلام کہا، دلداری کی اور اکل وطعام کی ہمراہی عطا کی اور کہا:

''اس مکروہ عملی سے دور رہو کہ اہل اسلام کے ٹکڑے کر دو۔''

مگر وہ سارے لوگ راہ ھدیٰ کی راہ روی سے دور و محروم رہے۔[2]

اہل اسلام کے ماموں رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے سالے کے حکم سے سارے احوال کی اطلاع حاکم سوم کو دی گئی۔ حاکم سوم کا حکم ہوا کہ اس گروہ کو والی حمص[3] کے ہاں ارسال کر دو! آس ہے کہ حمص آ کر وہ گروہ راہ ھدیٰ کا راہرو ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے سالے اور اہل اسلام کے ماموں اسی حکم کے عامل ہوئے اور سارے لوگ ملک حمص رواں کیے گئے۔

والی حمص کا معاملہ کڑا رہا، سارے گروہ کو درگاہ سے دور اور اکل وطعام کی ہمراہی سے

---

[1] حضرت امیر معاویہؓ جو آپ ﷺ کے سالے تھے۔ [2] حضرت امیر معاویہؓ نے ان لوگوں کو سمجھایا، مگر وہ لوگ ٹس سے مس نہ ہوئے۔ (تاریخ اسلام، ج:۱، ص:۳۹۶) [3] عبدالرحمٰن بن خالدؓ۔

محروم رکھا۔ معمولی عرصہ ہوا ہوگا کہ سارا گروہ راہ ھدیٰ کا راہ رو ہوا۔

اس حال کی اطلاع حاکم سوم کو دی گئی۔ حاکم سوم کا حکم ہوا کہ اس گروہ کو رہائی دو، کسی محل رہے[1]۔

ولد سوداء[2]

اک اسرائلی مردود، ولد سوداء، سدا سے اسلام اور اہل اسلام کا عدو رہا اور ہر دم ساعی رہا کہ اسلام اور اہل اسلام کے ٹکڑے ٹکڑے کرے۔

وہ اسی ارادے کو لے کر معمورہ رسول وارد ہوا[3] اور اک عرصہ اہل اسلام کے احوال کا مطالعہ کر کے لائحہ عمل کے لئے اگلے ملک راہی ہوا اور لوگوں کے آگے طرح طرح کا کلام کر کے لوگوں کی گمراہی کے واسطے ساعی ہوا۔

کم علم لوگوں کا اک گروہ اس کے گرد ہوا۔ اس کا لوگوں سے اس طرح کا کلام ہوا:

''اہل اسلام کا معاملہ کس طرح کا ہے کہ روح اللہ رسول لوٹ کر اس دار آئے گا، مگر محمدؐ عود سے محروم رہے گا؟''[4]

اور رکھا کہ:

''ہر رسول کا کوئی اک وصی رہا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا وصی ہمدم علی ہے اور اہل اسلام کی سوء عملی ہے کہ ہمدم علی کے علاوہ دوسرے لوگ اولی الامر ہو گئے، اس لئے اٹھو اور ہمدم علی کی مدد کرو اور دوسرے اولی الامر کو ہلاک کر دو! کم سے کم معطل ہی کر دو[5]۔''

ولد سوداء اک گروہ کو ہم مسلک کر کے اگلے مصر راہی ہوا اور اک اک کر کے کئی ملک وارد ہوا

---

[1] حضرت عثمان غنیؓ نے فرمایا اگر یہ لوگ کوفہ جانا چاہیں تو اس کو جانے دو۔ (تاریخ اسلام، ج:۱،ص:۳۹۶) [2] عبداللہ بن سبا المعروف بہ ابن السوداء۔ [3] اس نے مدینہ میں رہ کر مسلمانوں کی اندرونی اور داخلی کمزوریوں کو خوب جانچا اور مخالف اسلام تدابیر کو سوچا۔ [4] بصرہ۔ وہ کہتا: مجھے تعجب ہے کہ مسلمان اس بات کے تو قائل ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ دوبارہ دنیا میں آئیں گے، لیکن اس بات کو نہیں مانتے کہ حضرت محمدؐ بھی دنیا میں ضرور آئیں گے۔ (تاریخ اسلام، ج:۱،ص:۳۹۷) [5] (ایضاً)

اور ہر ملک سے اک اک گروہ کو اس کام کے واسطے آمادہ کر کے رہا۔[۱]

اس مردود کا اگلا کام اس طرح ہوا کہ اک مصر کے عامل کا گلہ دوسرے مصر کے عامل سے اور دوسرے کا دوسرے سے اور سارے عاملوں کا گلہ معمورۂ رسول والوں سے کہ کسی طرح لوگوں کے دل حاکم سوم اور اس کے طے کردہ عمال کے حسد سے معمور ہوں اور کسی طرح اہل اسلام ٹکڑے ٹکڑے ہوں۔[۲]

ہمدم عمار سارے احوال کی اطلاع کے واسطے حاکم سوم کے حکم سے ملکِ مصر راہی ہوئے، مگر وہ لوگوں کے ہم مسلک ہو گئے اور مصر ہی رک گئے۔[۳]

روگردوں کی کاروائی اک اک کر کے حد سے سوا ہوئی، اس لئے ولد[۴] عاص احوال کی اطلاع لے کر معمورہ رسول راہی ہوئے اور روگردوں کا اک گروہ[۵] معمورہ رسول اس مکروہ ارادے سے راہی ہوا کہ وہ حاکم سوم کو اولی الامری سے معطل کرے۔

ولد عمرو[۶] آڑے آئے، اس گروہ سے لڑائی ہوئی۔

مآل کار اس گروہ کا سالار محصور ہوا، مگر دھوکے سے رہائی حاصل کر لی اور رہا ہو کر دہرا کر معمورہ رسول راہی ہوا۔

حاکم سوم کے حکم سے اسلامی ملکوں کے عمال موسم احرام کے لئے معمورۂ رسول آ کر

---

۱ عبداللہ بن سبا پہلے بصرہ آیا یہاں اپنی ہم خیال جماعت بنا کر کوفہ پہنچا اس کے بعد شام، پھر مصر آیا اور ہر ہر جگہ اپنے ہم خیال لوگ چھوڑ جاتا تا۔ (رتخ اسلام، ج:۱ص:۳۹۸) ۲ اس کا اگلا مشن یہ تھا کہ ہر اک ملک کے عامل کو دوسرے ملک کے عوام کے ظالم سمجھیں اس لئے اس جماعت کے لوگوں نے اپنے اپنے حاکم کی شکایتیں دوسرے عمال اور مدینہ میں بھیجنا شروع کیں ہر ایک یہی سمجھتا کہ شاید ہم سے زیادہ ظلم دوسرے ملک ہو رہا ہے۔ ۳ آپؓ نے تحقیق حال کیلئے عمار بن یاسر کو مصر کی جانب بھیجا کہ وہاں کے حالات دیکھ کر آئیں اور صحیح اطلاع دیں عمار بن یاسر جب مصر پہنچے تو عبداللہ بن سبا کے ساتھیوں نے ان کو اپنا ہم نوا بنالیا اور مدینہ جانے سے روک دیا (تاریخ اسلام ج ۱ص ۳۹۹) ۴ سعید بن العاص۔ ۵ اس گروہ کا سالار یزید بن قیس تھا۔ ۶ قعقاع بن عمرو۔

اکٹھے ہوئے۔سارے احوال کہہ کر ہر کسی سے رائے لی گئی، مگر اس سے محرومی رہی کہ کوئی لائحہ عمل طے ہو۔[۱]

سارے عمال لوٹ گئے، ولد[۲] عاص کو راہ کے اک مرحلے حکم عدولی والوں[۳] کا عسکر ملا اور کہا کہ معمورۂ رسول لوٹو اور حاکم سوم سے کہو: ہمارا عامل والد موسیٰ کو طے کردے۔

ولد عاص معمورۂ رسول لوٹ آئے اور سارا حال حاکم سوم سے کہا۔حاکم سوم کی رحم دلی کا مطالعہ کرو کہ اسی لمحے ولد عاص کو معطل کر کے والد موسیٰ کو حکم ہوا کہ وہ اس گروہ کے مصر[۴] کا عامل ہو اور گمراہوں کے واسطے حاکم سوم کا کلام ہوا کہ سدا اصلاح کے لئے ساعی رہوں گا۔

حاکم سوم کی سعی رہی کہ کسی طرح روگردوں کی اصلاح ہو، مگر ہر راہ سے محرومی ہوئی۔

ہمدم طلحہ کی رائے[۵]

ہمدم طلحہ کا حاکم سوم سے کلام ہوا کہ ہماری رائے ہے کہ اہل اسلام سے اک گروہ ادھر ادھر کے ملکوں کو راہی ہو اور اصل احوال کی اطلاع لائے۔حاکم سوم کو ہمدم طلحہ کی رائے عمدہ لگی اور کئی گروہ اس مہم کے واسطے رواں ہوئے۔

روگردوں کی مکروہ سعی

ادھر روگردوں کی اصلاح کے لئے رائے دہی کا سلسلہ ہے، ادھر روگردوں کے کئی گروہ موسم احرام کے لمحے اس ارادے سے راہی ہوئے کہ وہ معمورۂ رسول آکر حاکم سوم سے طوعاً وکرھاً سارے حلال وحرام معاملے طے کروائے۔

---

[۱] حضرت عثمان غنیؓ کے حکم سے اکثر ملکوں کے گورنر مکہ آئے اور موجودہ حالات پر رائے لی گئی، مگر کوئی خاص تجویز اور لائحہ عمل نہیں سوچا گیا۔ اور سب لوگ واپس لوٹ گئے۔[۲] سعید بن العاص۔[۳] اس لشکر میں مالک بن اشتر بھی شامل ہو گیا تھا، اس نے سعید کو کوفے سے روکا اور مدینہ واپسی پر مجبور کیا۔ (تاریخ اسلام، ج:۱،ص:۴۰۱) [۴] کوفہ۔

[۵] (سیر الصحابہ، ج:۱،ص:۲۱۳)

روگردوں کا گروہ معمورۂ رسول سے دوسہ کوس دور ہی رکا۔ اس گروہ کے سرکردہ لوگ معمورۂ رسول آئے اور الگ الگ ہمدم علی، ہمدم طلحہ، ولد عوام اور ہمدم سعد سے ملے۔ اور کہا کہ ہمارا معاملہ حل کرواؤ!

مگر ہر کوئی اس معاملے سے دور ہی رہا۔ حاکم سوم کا ارادہ اول ہی سے اصلاح کا رہا، اس لئے ہمدم علی سے کہا کہ وہ روگردوں سے مل کر اس معاملے کو حل کرے۔ اس گروہ کا ہر اسلامی امر وصول ہوگا۔[1]

ہمدم علی اٹھے اور آ کر اس گروہ سے ہمکلام ہوئے اور کسی طرح اس گروہ کو آمادہ کر کے لوٹا آئے۔ سارے لوگ مسرور ہو گئے کہ لڑائی ٹل گئی اور دہرا کر اسلامی کارواں رواں دواں ہو گا۔ مگر اللہ کا حکم اور ہی رہا کہ اک سحر معمورہ رسول کے محلوں سے اللہ کے اسم اور گھوڑوں کے سموں کی صدا اٹھی۔ لوگ ڈر کر گھروں سے آ گئے، معلوم ہوا کہ وہی روگردوں کا گروہ ہے اور ''صلہ، صلہ'' کی صداء دے رہا ہے۔

ہمدم علی آگے آئے اور کہا: ''کس لئے لوٹے ہو؟''

اہل مصر کا ردکلام ہوا کہ راہ کے اک مرحلے حاکم سوم کا ہرکارہ ملا، معلوم ہوا کہ وہ مصر ہی کو رواں دواں ہے۔ ہمارا دل وساوس سے معمور ہوا کہ لامحالہ ہمارے لئے والی مصر کو کوئی حکم ارسال ہوا ہو گا۔ اس لئے اس کو روک کر ٹٹولا۔ ہم کو اس سے اک مراسلہ ملا، لکھا ہے:

''حاکم سوم کا والی مصر کو حکم ہے، اس گروہ کے سر کاٹ دو۔''

اس لئے ہمارا گروہ اس سوء عہدی کا صلہ لے کر ہی رہے گا۔ حاکم سوم کو اس کی اطلاع دی گئی۔ حاکم سوم کا کلام ہوا:

---

[1] آپؓ نے حضرت علیؓ کو بلا کر کہا کہ آپؓ اس جماعت کو راضی کر کے واپس کر دیجئے میں جائز مطالبات پورے کرنے کیلئے تیار ہوں۔ (سیر الصحابہ، ج:۱،ص:۲۱۴)

''واللہ! ہم اس مراسلے سے لاعلم رہے۔''

حاکم سوم کے اس کھرے کلام سے لوگوں کو گماں ہوا کہ لامحالہ وہ ولد حکم[۱] کا کام ہے۔

روگرد دوں کا کلام ہوا:

''وہ آدمی کس طرح اہل اسلام کا حاکم ہوگا کہ وہ اس طرح کے اہم امور سے لاعلم ہے؟ اس لئے حاکم سوم اہل اسلام کی اولی الامری سے معطل ہو۔''

حاکم سوم کا کلام ہوا:

''وہ اس حلے کو کہ وہ اللہ کی عطا ہے، اوڑھے رہے گا اور رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے حکم کو لے کر سارے دکھوں کو سہہ لے گا۔''[۲]

محاصرہ

حاکم سوم کا کلام مسموع کر کے روگرد اٹھے اور حاکم سوم کے گھر کا محاصرہ کر کے کھڑے ہوئے۔

وہ محاصرہ اک ماہ اور دس سحر رہا، اس عرصہ حاکم سوم رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا دہرا داماد ہر طرح کے ماء وطعام سے محروم رہا۔[۳]

اہل اسلام کی ماں،[۴] رسول اللہ کی عروس، ساعی ہوئی کہ کسی طرح ماء وطعام حاکم سوم کو دے آئے۔ مگر مردودوں کو کہاں گوارا؟ اس لئے وہ لوٹ آئی۔

حاکم سوم کی رحمدلی سے روگرددوں کو اس حد حوصلہ ہوا کہ ہمدموں اور مددگاروں کے ہر طرح کے کلام کو رد کر کے اسی طرح محاصرہ کر کے کھڑے رہے۔[۵]

حاکم سوم کا ہمدم علی کے واسطے کلام ہوا کہ ہمارے گھر آؤ! ہمدم علی اٹھے، مگر روک دیے

۱۔ مروان بن حکم۔ ۲۔ (تاریخ اسلام، ج:۱، ص:۳۱۲، سیر الصحابہ، ج:۱، ص:۲۱۵) ۳۔ البتہ ہمسایہ گھروں سے کبھی کبھی رسد اور پانی کی امداد پہنچ جاتی تھی۔ ۴۔ ام المؤمنین حضرت ام حبیبہؓ۔ ۵۔ حضرت عبداللہ بن سلام، ابو ہریرہؓ، سعد بن ابی وقاصؓ، اور زید بن ثابتؓ جیسے اکابر صحابہ تک کی کسی نے نہ سنی۔ (سیر الصحابہ، ج:۱، ص:۲۱۶)

گئے۔

ہمدم علی کا ارادہ ہوا کہ کسی طرح اس حال کی اطلاع حاکم سوم کو دوں۔ اس لئے سر سے کالا عمامہ کھولا اور اطلاع رساں کو دے کہا:

"لو! مرا عمامہ حاکم سوم کو دکھا کر کہو: علی کی ہر راہ مسدود ہے کس طرح آئے؟"[1]

کئی ہمدم و مددگار معمورۂ رسول سے الگ ہو گئے اور اہلِ اسلام کی ماں، عروس رسول، حاکم اول کی لڑکی،[2] موسم احرام کی ادائے گی کے واسطے سوئے مکہ راہی ہوئی۔ اہل رائے کے سہ آدمی ہی معمورۂ رسول رہ گئے۔ اول: ہمدم علی۔ دوم: ہمدم طلحہ۔ سوم: ولد عوام۔

ہر اک ساعی رہا کہ کسی طرح اس معاملے کا حل ہو، مگر محرومی ہوئی۔

مگر لڑکوں کو حکم ہوا کہ حاکم سوم کے گھر کے آگے کھڑے ہو کر رکھوالی کرو اور روگردوں کو حاکم سوم سے دور رکھو۔[3]

حاکم سوم کا روگردوں سے کلام

اک سحر حاکم سوم گھر کے عالی حصے سے روگردوں سے اس طرح ہمکلام ہوئے: لوگو! معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم معمورۂ رسول آئے، حرم رسول[4] اہل اسلام کے لئے کم ہوا، رسول اللہ کا کلام ہوا:

"کوئی ہے کہ اک حصہ مٹی کا مول لے کر حرم رسول کے لئے کر دے؟ اس کو دار السلام کا عمدہ گھر ملے گا۔"

اس لمحے حاکم سوم رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے اس حکم کے عامل ہوئے اور اس سحر اُسی

---

[1] (سیر الصحابہ، ج:ا، ص:۲۱۶) [2] حضرت عائشہؓ حج کے ارادے سے مکہ مکرمہ چلی گئیں۔ [3] چنانچہ حضرت علیؓ نے حضرات حسنینؓ کو اور حضرت زبیرؓ نے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو حضرت عثمان غنیؓ کی حفاظت پر مامور فرمایا۔ (سیر الصحابہ، ج:ا، ص:۲۱۶) [4] مسجد نبویؐ۔

حرم رسول آکر عمادا سلام کی ادائے گی سے ہم کوروک رہے ہو۔

لوگو! اللہ سے عہد کر کے کہو کہ معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم معمورۂ رسول آئے، لوگ ماء طاہر سے محروم ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا کلام ہوا:

''کوئی ہے کہ ماءِ رومہ کو مول لے کر اللہ کی راہ دے دے؟ اللہ اس کو دارالسلام کا ماء دے گا۔''

حاکم سوم ہی اور اس کمال کے حامل ہوئے۔ اور اسی ماءِ رومہ سے اس کو محروم کر رہے ہو۔

لوگو! معلوم ہے کہ عسکر عسرہ کو حاکم سوم ہی سے اموال ملے؟ سارے لوگو کا اکٹھا رد کلام ہوا:

ہاں! واللہ! اسی طرح ہے۔

حاکم سوم کا دہرا کر کلام ہوا: لوگو! معلوم ہے کہ اک سحر رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کوہِ حرا گئے، وہ کوہ ہلا، رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا کوہِ حرا کو حکم ہوا:

''اے کوہ! ٹھہر! اس لئے کہ اک اللہ کا رسول، اک ہمدم رسول اور اک گواہ[1] اس کوہ کا سوار ہے۔

اور اس لمحے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا ہمراہی حاکم سوم ہی رہا؟

لوگو کا رد کلام ہوا کہ ہاں! اسی طرح ہے۔

اور کہا: لوگو! اگر معلوم ہے، اللہ کے واسطے ہم سے کہو: رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے حکم سے معرکہ صلح کے لمحے ہم ہی اطلاع لے کر اہل مکہ کے آگے گئے؟ لوگوں کا رد کلام ہوا: ہاں! معلوم ہے۔

مگر اس سارے کلام سے مردودوں، ردگردوں کے دل، رحمدلی سے عاری رہے اور وہ اسی طرح محاصرہ کر کے کھڑے رہے۔

محاصرے کو طول ہوا، ردگردوں کا اک دوسرے سے کلام ہوا:

---

[1] شہید۔

''اس سے آگے کہ موسم احرام مکمل ہوا اور لوگوں کو معمورہ رسول کے احوال کا علم ہو، حاکم سوم کو ہلاک کر دو!''[1]

لوگوں سے اس طرح کا کلام مسموع کر کے حاکم سوم کا کلام ہوا:

''لوگو! کس لئے ہم کو ہلاک کرو گے؟ اسلام اس طرح کے آدمی کی ہلاکی کا حامی ہے کہ وہ حرام کاری کا عامل[2] ہو۔ دوم: اس سے کوئی ہلاک ہوا ہو۔ سوم: اسلام لا کر دہرا کر اسلام سے روگرداں ہوا ہو۔ حاکم سوم اس طرح کے ہر کام سے دور رہے اور گواہ ہے کہ اللہ واحد ہے اور محمد اس کا رسول ہے۔''

مگر رو گرداں کا گروہ اس عمدہ کلام کی وصولی سے محروم ہی رہا۔

دل دادوں کی رائے

اک ہمدم رسول[3] دلدادۂ حاکم سوم کی رائے ہوئی:

''اے داماد رسول! سہ امور سے اک امر کو وصول کر لو! اول: عسکر اسلام کو حکم کرو کہ وہ روگرداں کو مار مار کر ادھر سے ہٹا دے۔ دوم: گھر کے دوسرے در کی راہ لے کر مکہ مکرمہ راہی ہو۔ سوم: رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے سالے کے ملک کی راہ لو کہ ادھر دلدادوں کا اک عسکر ہے۔''

مگر حاکم سوم ہر امر کی وصولی سے دور ہی رہے۔ اس لمحے حاکم سوم کے گھر کے گرد اک کم آٹھ سو ہمدموں اور مددگاروں کا گروہ کھڑا رہا، اس گروہ کا سالار اعلیٰ ولد عوام کا لڑکا رہا، وہ آگے ہوا اور کہا:

---

[1] حضرت عثمان غنیؓ نے اپنے قتل کا منصوبہ خود لوگوں سے سنا۔ (سیر الصحابہ، ج:۱، ص:۲۱۶) [2] زانی، حضرت عثمان غنیؓ نے فرمایا: قتل تو صرف تین صورتوں میں جائز ہے۔ اول: زانی ہو۔ دوم: ناحق قتل کیا ہو۔ سوم: مرتد ہو۔ [3] مغیرہ بن شعبہؓ (سیر الصحابہ، ج:۱، ص:۲۱۸) کئی لوگوں نے باغیوں سے لڑنے کی اجازت مانگی، مگر حضرت عثمانؓ نے سب کو منع ہی کیا۔ (ایضاً)

''اے اہل اسلام کے حاکم! ہمارے ہمراہ اہل اسلام کا اک عسکر ہے، اگر حکم ہو روگردوں سے لڑوں۔''

حاکم سوم کا ردِ کلام ہوا:

''لوگو! اللہ کا واسطہ ہے، لڑائی سے دور رہو! ہم کو کہاں گوارا کہ کوئی آدمی ہمارے لئے ہلاک ہو؟''

اور اس لمحے اٹھارہ اور دو مملوکوں کو رہائی دی۔

اک دوسرے ہمدم[1] آئے اور کہا:

''اے دامادِ رسولؐ! مددگاروں کا گروہ کھڑا ہے کہ اگر رائے ہو، وہ روگردوں سے لڑائی کرے۔''

حاکم سوم کا کلام ہوا:

''ہمارا مددگار وہی ہے کہ وہ لڑائی سے دور رہے۔''

حاکم سوم کو رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے کلام کی رو سے مصمم گماں رہا کہ وہ لمحہ اس کی گواہی[2] اور ملکِ عدم سے رحلہ کا ہے، اس لئے سارے دکھ والم سہہ کر مسرور رہے اور ہر دم گواہی کے واسطے آمادہ۔

گواہی کی سحر حاکم سوم صائم رہے، گواہی سے اک سحر آگے حاکم سوم کو سوئے ہوئے معلوم ہوا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم اور حاکم اول اور حاکم دوم سے ملے، رسول اللہؐ کا کلام ہوا:

''اے مرے دہرے داماد! دوڑ کر آؤ اور طعامِ صوم[3] ہمارے ہمراہ کھاؤ!''

سو کر اٹھے اور سارا حال لوگوں سے کہا اور گھر والی سے کہا کہ:

''ہماری گواہی کا لمحہ آ لگا ہے، روگردوں کا گروہ ہم کو ہلاک کر کے ہی رہے گا۔''[4] وہ اٹھے اور کلامِ الٰہی کھول کر آگے رکھا اور سارا گھر کلامِ الٰہی کی صدا سے معمور ہوا۔

---

[1] حضرت زید بن ثابتؓ۔ [2] شہادت۔ [3] افطاری۔ [4] (سیر الصحابہ، ج:۱، ص:۲۱۹)

گواہی[۱]

روگرد گھر کے دوسرے حصے[۲] سے گھس گئے اور آ کر حملہ آور ہوئے، ہمدم علی کے لڑکے اور وہ لوگ کہ گھر کے اگلے حصہ کے گرد کھڑے رہے، وہ اس کاروائی سے لاعلم رہے۔
ہمدم مکرم حاکم اول کا لڑکا محمد آگے ہوا اور آ کر دامادِ رسول کی داڑھی کس کے ہلائی۔ حاکم سوم کا اس سے کلام ہوا:

''اے لڑکے! اگر حاکم اول اس حال کا مطالعہ کرلے، لامحالہ وہ دکھی ہو۔''

اس کلام سے حاکم اول کے لڑکے کو عار آئی اور وہ وہاں سے ہٹا اور اک دوسرا مردود آگے ہوا اور لوہے کی لاٹ ماری، اس سے حاکم سوم گھائل ہو گئے۔ اک اور آدمی صمصام لے کر حملہ آور ہوا، حاکم اول کی گھروالی اٹھی اور اس کے حملے کو روکا، اس سے اس کی مٹھی کا اگلا حصہ کٹ کر گرا، وہ مردود، دہرا کر حملہ آور ہوا، اس سے حاکم سوم دارالسلام کو سدھارے اور رسول اللہؐ اور حاکم اول ودوم کے مہماں ہوئے۔ (ہم ساروں کا اللہ مالک ہے اور ہر آدمی اسی کے ہاں لوٹے گا۔)

گواہی کے لمحے حاکم سوم کے آگے کلام الٰہی کھلا رہا اور حاکم سوم کا لہو کلام الٰہی کے اس حصہ کو لگا: ''لوگوں کے واسطے اللہ ہی ہے، وہ سامع ہے اور علم والا ہے۔''
گواہی کو دو سحر مکمل ہوئی، حاکم سوم کا دھڑ گور[۳] سے محروم رہا۔ ہر آدمی روگردوں کے ڈر سے اس حوصلہ سے محروم رہا کہ اس کو مٹی دے۔

مآل کار دوسری سحر مکمل ہوئی، معدود لوگ حوصلہ کر کے آئے اور حاکم سوم کا دھڑ اٹھا کر لے گئے۔ رکوع سے عاری عمادِ اسلام کے امام ولد مطعم[۴] ہوئے اور دور اک محل ملحود

---

۱ اشہادت۔ ۲ باغی گھر کی پچھلی طرف سے اندر آئے۔ (تاریخ اسلام، ج:۱، ص:۴۱۴) ۳ قبر۔ ۴ حضرت جبیر بن معطمؓ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ (تاریخ اسلام، ص:۴۱۵)

کرآئے۔[1]

حاکم سوم کی گواہی اور اہل اسلام کا ردعمل

حاکم سوم کی گواہی کی اطلاع عام اہل اسلام کو ملی، لوگ اس وہم وگماں سے دور رہے کہ روگرداں کو اس حد حوصلہ ہوگا اور حاکم سوم اس طرح ہلاک ہوں گے۔ ہر سو ہو کا عالم ہوا، لوگ اس اطلاع سے رودئے۔

مآل کو لے کر روگرداں کو عار محسوس ہوئی، مگر ولد سوداء اور دوسرے اعداء اسلام کو مراد مل گئی، اہل اسلام کا اک دوسرے سے ہمدردی، رواداری، رحم دلی اور عمدہ سلوکی والا سلسلہ کٹ کے رہا اور وہ لوگ کہ اک دوسرے کے لئے سر کٹوا کر مسرور رہے، وہ کئی گروہ ہو کر اک دوسرے کے سدا کے لئے عدو ہو گئے۔

ہمدم علی حرم رسول[2] سے گھر کو لوٹے، راہ کے اک مرحلے حاکم سوم کی گواہی کی اطلاع ملی، اسی لمحے کہا:

''اے اللہ! علی حاکم سوم کی ہلاکی سے الگ ہے۔''

عمر مکرم کے والد کے داماد[3] کا کلام ہوا:

''لوگو! روا ہے کہ کوہِ احد اس سوء عملی سے ٹوٹ کر گرے اور سارے لوگوں کو ہلاک کردے۔''

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے محرم اسرار[4] کا کلام ہوا:

''آہ! حاکم سوم کی ہلاکی سے اسلام کو وہ دراڑ لگی کہ وہ سدا رہے گی۔''

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے ولد عم[5] کا کلام ہوا:

---

[1] آپؓ کو جنت البقیع کے قریب حش کوکب میں سپردخاک کیا گیا، بعد میں یہ حصہ جنت البقیع میں شامل کرلیا گیا۔ (سیر الصحابہ، ج:۱، ص:۲۲۱) [2] مسجد نبویؐ۔ [3] حضرت عمر کے بہنوئی سعیدؓ بن زید بن عمرو بن نفیل۔ [4] حضرت حذیفہؓ۔ [5] عبداللہ بن عباسؓ۔

''اگر سارے لوگ حاکم سوم کی ہلاکی کے لئے ساعی ہوئے ہوں، گروہ لوط کی طرح ساوی ڈلوں سے ہلاک ہوں۔''

ہمسائے ملک[۱] کے والی کو اطلاع ملی، وہ رودئے اور کہا:

''ہائے! رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے مصلے سے اہل اٹھ گئے۔''

ہمدم ساعدی[۲] کا اللہ سے عہد کر کے کلام ہوا:

''سدا کے لئے محال ہے کہ مسکراؤں۔''

ولد سلام[۳] کا کلام ہوا:

''آہ! اہل لسان[۴] کی ساکھ مٹ گئی۔''

عروس رسول[۵] کا کلام ہوا:

''حاکم سوم لاروا[۶] مارے رے گئے۔

واللہ! اس کا رسالہ اعمال دھلے ہوئے رومال کی طرح ہوا۔''

دوسرے کئی ہمدموں[۷] کا رو رو کر حال دوگر ہوا۔

حاکم سوم کا لہو آلود حلہ اور اس کی گھر والی کی کٹی ہوئی مٹھی، رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے سالے کے آگے اس کے ملک لائی گئی، اس کا مطالعہ کر کے لوگ دھاڑ دھاڑ روئے اور صلہ، صلہ کی صداؤں سے ماحول معمور ہوا۔[۸]

---

۱ صنعائے یمن کے والی، ثمامہ بن عدیؓ۔ ۲ ابوحمید ساعدی۔ ۳ عبداللہ بن سلامؓ۔ ۴ عرب۔ ۵ سیدہ عائشہ صدیقہؓ۔ ۶ ناجائز۔ ظلماً ۷ حضرت زید بن ثابتؓ کی آنکھوں سے مسلسل آنسو جاری تھے اور حضرت ابوہریرہؓ کا یہ حال تھا کہ جب اس سانحے کا ذکر آجاتا تو دھاڑیں مار مار کر روتے۔ (سیر الصحابہ، ج:۱، ص:۲۲)

۸ (ایضاً)

اللہ کے اسم سے کہ وہ عمومی رحم و کرم والا ہے

مطالعہ

دامادِ رسول، مسلم اول[۱]، ولد عم رسول، حاکم اہل اسلام، درِ علم[۲]، اسامہ[۳]، اسد اللہ[۴]، علی کرمہ اللہ۔

اسم و اسرہ

دامادِ رسول کا اسم، علی (کرمہ اللہ) ہے۔ دامادِ رسول علی کرمہ اللہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے ولد عم[۵] رہے، اس لئے علی کرمہ اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا اسرہ اک ہی ہے۔

اسرۂ علی کرمہ اللہ سرداری اور دار اللہ کے کام کار اور رکھوالی کے کمال کا حامل رہا۔

ہمدم علی کرمہ اللہ کے والد[۶]

علی کے والد مکرم مکہ کے اہل رائے آدمی رہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے والد مکرم کے وصال کے آگے رسول اللہ کو گود لے کر اس عمدہ کمال سے مالا مال ہوئے اور اعلاء اسلام کے لئے سدا رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے حامی رہے، اس لئے ہمدم علی کے والد اور اس کے اسرہ کے لوگوں کو مکہ کے گمراہوں سے دکھ اور الم ملے۔

وہ اک گھاٹی[۷] کے محصور کئے گئے اور ہر طرح سے ماء و طعام سے محروم کئے گئے، مگر محال ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کی مدد سے روگرداں ہوئے ہوں۔

رسول اللہؐ کی دلی آس رہی کہ عم مکرم[۸] والد علی اسلام لا کر دار السلام کے حصہ دار ہوں، مگر وہ وصول اسلام سے محروم رہے کہ لمحہ وصال آ گا، اس لمحے رسول اللہ صلی اللہ علی کل

---

۱ روایت ہے کہ بچوں میں سب سے پہلے حضرت علیؓ ایمان لائے۔ (سیر الصحابہ، ج:۱،ص: ۲۵۰) ۲ آپؐ نے ارشاد فرمایا: انا مدینۃ العلم وعلی بابھا. میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے۔ ۳ حیدر، شیر۔ ۴ اللہ کا شیر، یہ آپؓ کا لقب ہے۔ ۵ چچا کے لڑکے۔ ۶ آپؓ کے والد محترم کا نام عبد مناف ہے اور بعضوں نے عمران لکھا ہے، لیکن آپ اپنی کنیت، ابو طالب کے ساتھ مشہور ہیں (سیرت علیؓ، ص:۲۱) ۷ شعب ابی طالب۔ ۸ ابو طالب۔

رسلہ وسلم عم مکرم، والدعلی کے آگے آئے اور کہا: اے عم! لا الہ الا اللہ کہہ دو! دارالسلام کے حصے دار ہو گے۔

مگر والدِعلی کا ردکلام ہوا کہ اے ولدام[1] کے لڑکے! ہماری دلی آس اسی طرح ہی ہے کہ اسلام لاؤں، مگر ہم کو ڈر رہے کہ مکہ کا ہر آدمی کہے گا کہ وصال کے ڈر سے والد اور داداؤں کے مسلک سے روگرداں ہو کر ولدام کے لڑکے کے مسلک کا راہ رو ہوا۔[2]

اس لئے والدِعلی، وصول اسلام سے محروم رہے۔

والدہ[3] علی کرمہ اللہ

ہمدم علی کی والدہ کا رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم سے ماؤں کی طرح کا سلوک رہا۔

علماء سے مروی ہے کہ وہ اسلام لائی اور وداع مکہ کے اکرام سے مالا مال ہوئی اور اس کے وصال کے لمحے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم اک حلہ لائے اور حلہ اوڑھا کر اس کو مٹی دی اور کہا:

''والدِعلی کے علاوہ ہم کو سارے لوگوں سے سوا والدہ علی سے لگاؤ رہا۔''

عالم مادی کو آمد

علی کرمہ اللہ رسول اکرم صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے امر وحی سے دس سال آگے مولود ہوئے۔

رسول اللہ ؐ کی ہمراہی

علی کرمہ اللہ کے والد کی مالی آلودگی سے محرومی کو محسوس کر کے رسول اللہ صلی اللہ علی کل

[1] بھائی [2] (سیر الصحابہ، ج:۱،ص:۲۴۹) [3] حضرت علیؓ کی والدہ کا نام حضرت فاطمہ بن اسد تھا، ان کو بھی رسول اللہ کی پرورش کا شرف حاصل ہے۔ (ایضاً)

رسلہ وسلم کا اک دوسرے عمؓ[1] سے کلام ہوا: اے عم! والدِ علی کی مدد کرو! وہ اس طرح کہ اس کے اک لڑکے کو گود لے لو!

وہ آمادہ ہوگئے اور والدِ علی کے اک لڑکے کو گھر لے آئے اور علی کرمہ اللہ کو رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم گھر لے آئے۔

اس طرح علی کرمہ اللہ کو رسول اللہؐ کی ہمراہی کا دائمی کمال حاصل ہوا[2]۔

اسلام

داماد رسول علی کرمہ اللہ کی عمر دس سال کی ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کو امر وحی عطا ہوا۔ علی کرمہ اللہ رسول اللہؐ ہی کے گھر کے آدمی رہے، اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم سے سارے احوالِ اسلامی مطالعہ ہوئے۔

اک سحر رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم اور عروس مکرمہ کی عماد اسلام کا مطالعہ کر کے سائل ہوئے کہ کس عمل کے عامل ہو؟[3]

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم اٹھے اور کہا:

''اے علی! اللہ کا رسول ہوں۔ اے علی! اسلام لے آؤ!''

ہمدم علی کے لئے وہ اک الگ راہ رہی، اس لئے کہا:

''اس کے لئے والد مکرم سے رائے لوں گا۔''

مگر رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا کلام ہوا:

''اے علی! اس لمحے اس سے دور ہی رہو کہ ہمارے اس عمل کی اطلاع کسی کو کرو!''[4]

---

[1] حضرت عباسؓ۔ [2] (سیر الصحابہ، ج:۱،ص:۲۵) [3] حضرت علیؓ نے آپؐ اور ام المؤمنین حضرت خدیجہؓ کو مصروف عبادت دیکھا تو پوچھا آپؐ دونوں کیا کر رہے تھے۔ (سیر الصحابہ، ج:۱،ص:۲۵) [4] چونکہ آپؐ کو ابھی اعلان منظور نہ تھا، اس لئے فرمایا کہ اگر تمہیں تامل ہے تو خود غور کرو، لیکن کسی سے اس کا تذکرہ نہ کرنا۔ (سیر الصحابہ، ج:۱،ص:۲۵)

اگلی سحر کو علی کرمہ اللہ رسول اللہؐ کے آگے آئے اور اسلام لائے۔[1]

مکی دور

ہمدم علی اسلام لاکر سہ کم سولہ سال مکہ مکرمہ رہے اور ہر دم ہر محل رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے ہمراہ رہے۔

عمر مکرم کے وصول اسلام سے آگے اہل اسلام اس سے محروم رہے کہ وہ کھل کر احکام اسلام کے عامل ہوں، اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم اور ہمدم علی کرمہ اللہ اور دوسرے اہل اسلام لک لک کر اعمال اسلام کے عامل رہے۔

اک سحر علی کرمہ اللہ کے والد ادھر آئے اور علی کرمہ اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے احوال[2] اسلام کا مطالعہ کر کے سائل ہوئے کہ کس عمل کے عامل ہو؟ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم اٹھے اور اسلام کے اساسی امور آگے رکھے اور وصول اسلام کا کہا۔

علی کرمہ اللہ کے والد کا ردکلام ہوا کہ گو کہ عمدہ راہ ہے، مگر ہم اس کی راہ روی سے دور ہوئے۔

موسم[3] احرام کے لمحے علی کرمہ اللہ گاہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے ہمراہ رہے اور گاہ رسول اللہ کے ہمراہ دار اللہ وارد ہو کر مٹی کے الٰہوں کے ٹکڑے کئے۔

اہم امور[4] کی حوالگی

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کو امر وحی عطا ہوئے سہ سال کا عرصہ ہوا، ہادی اکرم کھلم کھلا اعلائے اسلام سے دور رہے[5] اگلے سال حکم الٰہی ہوا کہ کھلم کھلا اعلائے اسلام کرو! کلام

---

[1] آپؓ کی پرورش سے فطرت سنبھل چکی تھی، اس لئے زیادہ غور وفکر کی ضرورت پیش نہ آئی اور دوسرے ہی دن بارگاہ نبوت میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہو گئے۔ (ایضاً) [2] آپؐ اور حضرت علیؓ مصروف عبادت تھے، ابوطالب نے پوچھا کہ کیا کر رہے ہو؟ (سیر الصحابہ، ج:۱، ص:۲۵۱) [3] ایام حج۔ [4] انتظام دعوت۔ [5] ابھی تک کھلم کھلا تبلیغ اسلام کا حکم نازل نہیں ہوا تھا۔

الٰہی ہے:

''اور اسرہ کے لوگوں کو اللہ سے ڈراؤ۔''[۱]

اس حکم کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم اک کوہ کے سرے آئے اور اسرہ کے لوگوں کو صدا دی، لوگ آ گئے، رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم آگے ہوئے اور لوگوں کو وصول اسلام کا کہا، مگر وہ لوگ وصول اسلام سے محروم رہے۔

اس کے آگے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا ارادہ ہوا کہ لوگوں کو طعام کے واسطے اکٹھا کر کے وصول اسلام کا کہوں۔

اس لئے دہرا کر اسرہ والوں کو کہا:

''وہ محمد کے گھر آ کر طعام سے مالا مال ہوں!''

لوگ اکٹھے ہو گئے، اس لمحے لوگوں کو طعام رسائی کے امور علی کرمہ اللہ کے حوالے ہوئے گو کہ علی کرمہ اللہ کم عمر رہے مگر طعام رسائی کے سارے امور عمدہ طور سے مکمل کئے۔

سارے لوگ طعام کھا کر مالا مال ہوئے، اس لمحے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کھڑے ہوئے اور کہا:

''لوگو! اللہ کا رسول ہوں اور ہر دو عالم کے کاموں سے عمدہ کام کا داعی ہوں۔ کوئی ہے کہ وہ اللہ کے رسول کا مددگار رہو؟''

سارے لوگ رد کلام سے رکے رہے، مگر ہمدم علی کھڑے ہوئے اور کہا:

''گو کہ کم عمر ہوں، مگر اللہ کے رسول کا مددگار رہوں۔''

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا علی کے لئے کلام ہوا کہ ہاں!

لوگوں سے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا دہرا کر اسی طرح کا کلام ہوا۔ مگر لوگ رد کلام سے محروم رہے اور ہمدم علی کرمہ اللہ کا اسی طرح کا رد کلام ہوا۔

---

[۱] وانذر عشیرتک الاقربین۔ الشعراء:۲۱۴ (سیر الصحابہ، ج:۱، ص:۲۵۲)

اس حال کا مطالعہ کر کے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم مسرور ہوئے اور کہا کہ ہاں! علی ہمارا اولدام ہے اور حصہ دار ہے۔[1]

وداع مکہ[2]

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کو امروحی ملے سہ کم سولہ سالہ ہوئے۔ رسول اکرم صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم اور رسول اللہؐ کے ہمدموں کی مسلسل مساعی سے اردگرد کے لوگوں کو راہ ھدی ملی۔

اس حال سے گمراہوں کے دلوں سے حسد کا دھواں اٹھا، وہ اہل اسلام کے اور سوا عدو ہو کر اہل اسلام کی رسوائی اور الم دہی کے لئے ہر ہر گام ساعی ہوئے۔

اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے ہمدموں کے لئے مکہ مکرمہ کی وادی، آلام اور دکھوں کا گھر ہو کر رہ گئی۔[3]

اس لئے اللہ کا حکم ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کو وحی آئی کہ مکہ مکرمہ کے ہمدم اور اہل اسلام معمورۂ احد کو اک اک کر کے رواں ہوں۔

اہل اسلام کو اس حکم کی اطلاع دی گئی، وہ اس حکم الٰہی اور رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے حکم کے عمل کے لئے آمادہ ہوئے۔

مکہ کے لوگ اہل اسلام کے ہر طرح آڑے آئے، مگر مکہ مکرمہ کے اہل اسلام اک اک کر کے معمورہ رسول راہی ہوئے اور مکہ مکرمہ کے صدہا گھر مالکوں سے محروم ہو گئے۔

وہی معدودے لوگ مکہ مکرمہ رہ گئے کہ وہ گمراہوں کے مملوک رہے اور مال سے محروم۔

مکے کے سردار اس حال سے کمال ملول ہوئے اور دل مسوس کر رہے۔

---

[1] آپؐ نے فرمایا علی بیٹھ جاؤ تو میرا بھائی اور میرا وارث ہے (سیر الصحابہ، ج:۱،ص: ۲۵۲، طبری ص :۲:۱۲۷۲، مسند احمد ج:۱،ص:۱۵۵) [2] ہجرت [3] (ہادی عالم، ص:۹۴)

رسول اکرم صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم، علی کرمہ اللہ اور ہمدم مکرم، اللہ کے حکم سے مکہ مکرمہ ہی رکے رہے۔

مکے کے سرداروں کو اس حال سے کمال دکھ ہوا اور احساس ہوا کہ رسول اللہ کے سارے ہمدم مکہ مکرمہ سے راہی ہوئے، اسی طرح کسی لمحے محمدؐ مکہ مکرمہ الوداع کہہ کر راہی ہوں گے اور معمورۂ رسول اسلام کا اک حصار ہو کر گمراہوں کی راہ کھوٹی کرے گا۔ اس ڈر کو لے کر وہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کی روح کے عدو ہو گئے۔ اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کی ہلاکی کی رائے ہوئی، مگر اللہ کا حکم دوسرا ہی رہا اور وحی الٰہی سے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کو گمراہوں کے ارادے کی اطلاع ملی اور وداع مکہ کا حکم ہوا۔[1]

علی کرمہ اللہ کی دلدادگی

ادھر سارے سردار طے کردہ معاملے کی رو سے مسلح ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے گھر کے اردگرد اکٹھے ہو گئے اور رسول اللہؐ کے گھر کو محصور کر کے کھڑے ہوئے کہ کس لمحے سارے سردار مل کر حملہ آور ہوں۔

اللہ کی درگاہ سے ہادی اکرمؐ کو اس امر کی اطلاع دی گئی، رسول اکرمؐ اٹھے اور علی کرمہ اللہ کو حکم ہوا:

> ''اے علی! اللہ کے رسول کو حکم ہوا ہے کہ وہ ہمدم مکرم[2] کو لے کر سوئے معمورہ رسول راہی ہو اور حرم مکہ کو الوداع کہے۔ مکے کے سرداروں کا گروہ گھر کے ادھر اس ارادے سے کھڑا ہے کہ وہ اللہ کے رسول کو مار ڈالے، اس لئے ہماری رائے ہے کہ مکہ مکرمہ ہی رکے رہو اور اہل مکہ کے رکھوائے ہوئے اموال ہم سے لے لو! مالکوں کو اموال لوٹا دو اور معمورۂ رسول آ کر ہم سے ملو اور اے علی! ہماری ہری ردا اوڑھ کر سو رہو! اللہ کا وعدہ ہے کہ سرداروں کے آلام سے دور رہو گے۔''

---

[1] (ہادی عالم، ص: ۱۲۷) [2] سیدنا ابوبکر صدیقؓ۔

علی کرمہ اللہ کو اس طرح مامور کر کے رسول اللہؐ گھر سے آگے آئے اور ہمدم مکرم کے گھر آ گئے اور سارے احوال کہے اور گھر کی کھڑکی کی راہ سے ہمدم مکرم کو ہمراہ لے کر رواں ہوئے[۱]

اللہ کے حکم سے سارے سردار حواس گم کردہ کھڑے کے کھڑے رہ گئے۔

سحر ہوئی مکہ کے گمراہ سردار رسول اللہؐ کی ہلاکی کا ارادہ لے کر رسول اللہؐ کے گھر آئے اور اس حال کا مطالعہ کر کے رسوا ہوئے کہ رسول اللہؐ کے محل علی ردا اوڑھ کر سوئے رہے اور رسول اللہؐ کو اک عرصہ ہوا کہ وہاں سے رواں ہو گئے۔

اس لئے مکہ کے لوگ ساعی ہوئے کہ کسی طرح رسول اللہؐ اور ہمدم مکرم کو اس رحلے سے روک کر کامگار ہوں۔

مگر اللہ کا حکم سدا حاوی ہے اور سدا حاوی رہے گا گمراہوں کے سارے ارادے مکر و حسد کے سارے ولولے مٹی ہو کر رہے۔

علی کرمہ اللہ دو، سہ سحر رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے حکم سے مکہ مکرمہ ہی رہ گئے۔ سارے اموال مکہ والوں کو لوٹا کر اولا دعمرو کے گاؤں آ کر رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم سے ملے۔

رسول اللہؐ کے حکم سے ہمدموں اور مددگاروں کا عمدہ سلوک کا معاہدہ[۲] ہوا، اس لمحے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے ولد ام، ہمدم علی ہوئے۔[۳]

---

[۱] (ہادی عالم، بالاختصار، ص: ۱۳۰، ۱۳۱) [۲] بھائی چارہ۔ [۳] آپؐ نے حضرت علیؓ کو اپنا بھائی بنایا۔ (سیر الصحابہ، ج: ۱، ص: ۲۵۴)

اللہ کے گھر کے معماری[۱]

معمورۂ رسول اسلام کا حصار ہوا اور اہل اسلام کھل کر احکام اسلام کے عامل ہوئے، اس لئے اک اک کر کے اہل اسلام کا عدد سوا ہوا۔

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کی رائے ہوئی کہ اللہ کا اک گھر ہو کہ لوگ وہاں آ کر کھڑے ہوں اور اللہ واحد کی حمد کے لئے اکٹھے ہوں۔

اس لئے وداع مکہ کو اک کم آٹھ سال ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے حکم سے اللہ کے گھر کی اساس رکھی گئی۔ رسول اکرمؐ کے ہمراہ سارے ہمدم و مددگار، روح و دل سے اللہ کے گھر کی معماری کے کام سے لگے رہے۔ اس لمحے ہمدم علی گارا اور مٹی کے ڈلے لا لا کر اللہ کے گھر کی معماری کے حصے دار ہوئے اور کمال ولولے سے اس طرح کے مصرعے کہے۔[۲]

''وہ آدمی کہ دکھ والم کو سہہ کر ہر حال اللہ کے گھر کی معماری کرے اور وہ کہ دھول مٹی سے معصوم رہ کر اس کام سے دور رہے، اک طرح کے کہاں؟''[۳]

۱؎ تعمیر مسجد ۲؎ دوران تعمیر حضرت علی رجز پڑھ رہے تھے۔ ۳؎ حضرت علی یوں کہہ رہے تھے: لایستوی من یعمر المساجد یدائب فیه قائما وقاعدا ومن یری عن الغبار حائدا۔ ترجمہ: جو مسجد تعمیر کرتا ہے کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر اس مشقت کو برداشت کرتا ہے اور جو گرد وغبار کے باعث اس کام سے جی چراتا ہے وہ برابر نہیں ہو سکتے۔ (سیر الصحابہ، ج:۱، ص:۲۵۴)

معرکوں اور مہموں کے احوال

اسلام کا معرکہ اول[1] اور ہمدم علی کرمہ اللہ

اس معرکے کے معدود احوال اس طرح ہوئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کو اطلاع ملی کہ مکے کا اک سردار مکے والوں کا اک کارواں لے کر مکہ مکرمہ کے لئے معمورہ رسول ہی کی راہ سے آ رہا ہے اور اموال واملاک کا حامل ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے حکم سے ہمدم ومددگار اکٹھے ہوئے اور رسول اکرمؐ کا حکم ہوا کہ لوگو! مکے والوں کا اک کارواں اموال واملاک لے کر سوئے مکہ مکرمہ راہی ہے، اس لئے اگر اہل اسلام اس کارواں کے لئے راہی ہوں، اللہ کے کرم سے آس ہے کہ وہ اہل مکہ کے اموال واملاک اہل اسلام کو عطا کرے گا۔

رسول اللہ کے حکم سے سہ صد اور دس سے سوا لوگ اس کارواں کے لئے راہی ہوئے۔

اس مہم کا مدعا اس کارواں کی راہ روک کر اس کے اموال کا حصول ہی رہا معرکہ آرائی اور لڑائی کے ہر ارادے سے اہل اسلام دور ہی رہے، اسی لئے معرکہ آرائی کے لئے اسلحہ اور دوسرے املاک کم رہے[2]۔

ہادی اکرمؐ، مال واملاک اسلحہ وسواری سے محروم، اللہ والوں کا محدود گروہ لے کر سوئے کارواں راہی ہوئے۔ سہ صد سے سوا لوگوں کے لئے دو گھوڑے اور ساٹھ اور دس دوسری سواری، اس کے علاوہ دو دو آدمی ہر سواری کے سوار ہوئے[3]۔

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کی سواری کے حصے دار، علی کرمہ اللہ اور اس کے اک اور ہمراہی ہوئے[4] گاہ رسول اکرم صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم اس سواری کے سوار ہوئے اور گاہ

---

[1] غزوہ بدر [2] (ہادی عالم، ص: ۱۷۷) [3] اہل اسلام کی تعداد تین سو تیرہ تھی، جبکہ ان کے پاس صرف دو گھوڑے، ستر اونٹ تھے اور دو آدمی ایک اونٹ پر باری باری سوار ہوتے تھے۔ [4] حضر ابولبابہؓ۔ (ایضاً)

دوسرے دو حصہ دار۔

اس طرح اللہ والوں کا محدود گروہ معمورۂ رسول سے راہی ہو کر دو مرحلے ادھر اک محل روحاء آ کر رکا۔ اس عسکر اسلام کا اک علم علی کرمہ اللہ کو ملا۔

راہ کے اک مرحلے آ کر رسول اللہؐ کا علی کرمہ اللہ کو حکم ہوا کہ اے علی! اک گروہ کو لے کر آگے رواں ہو اور مکے والوں کے کارواں کے احوال سے مطلع کرو!

علی کرمہ اللہ گئے اور کمال عمدگی سے اس کام کو مکمل کر کے لوٹے[1]

اسلامی صدی کے دوسرے سال کے ماہ صوم کی سولہ ہے، اسلحہ و عدد سے محروم، ماہ صوم کے احکام کی رو سے اکل و طعام سے دور، مگر اللہ اور اس کے رسول کے سہارے کو اصل سہارا کئے ہوئے اور اللہ کی مدد کے احساس سے مسلح، اللہ والوں کا گروہ معمورۂ رسول سے ساٹھ کوس دور اک کہساری حصے آ کر رکا، اہل اسلام کو مٹی والا حصہ ملا اور وہی عسکر اسلامی کی ورود گاہ ہوا۔

گمراہوں کا عسکر اک کہساری اور عمدہ حصے کو ورودگاہ کر کے وہاں اول ہی سے ٹھہرا رہا اور وہاں آ کر سلسال ماء[2] کا مالک ہوا۔

اس طرح اہلِ اسلام ماءِ سلسال سے محروم ہو گئے، مگر اللہ کا حکم ہوا، اک گھٹا اٹھی اور امطار کرم کا سلسلہ لگا، اہل اسلام اٹھے اور گڑھے کھود کر ماء مطہر کو اکٹھا کر کے اللہ کی حمد کی۔

اس ماء مطہر سے اہل اسلام کی ورودگاہ کی مٹی سوکھ کر محکم ہو گئی کہ اللہ والوں کی راہ روی سہل ہو۔

اگلی سحر ہوئی ہر دو گروہ لڑائی کے لئے آمادہ ہو کر اک دوسرے کے آگے آ کر ڈٹ گئے، مگر رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا حکم ہوا کہ اول حملہ اعداء ہی کے عسکر سے ہو! اس لئے اللہ والے لڑائی سے رکے رہے۔

لڑائی کی رسم کی رو سے اول اول گمراہوں کے سردار الگ الگ عسکر سے آگے آئے

---

[1] (سیر الصحابہ، ج:۱،ص:۲۵۵) [2] چشمہ۔

اور آگے آ کر لڑائی کے لیئے للکار دی[۱]۔

عسکر اسلامی سے اول رسول اکرم صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے مدد گار ولد[۲] رواحہ اور اس کے دو اور ہمراہی[۳] آگے آئے اور سرداروں سے لڑائی کے لیئے آمادہ ہوئے، مگر مکے کے سرداروں کا اصرار ہوا کہ ہم سے لڑائی کے واسطے مکہ والے ہمدموں کو آگے لاؤ![۴] رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے حکم سے وہ مدد گار سوئے عسکر لوٹ آئے اور رسول اللہؐ کے حکم سے علی کرمہ اللہ اور رسول اللہؐ کے عم اسد اللہ[۵] اور رسول اللہؐ کے اک اور ہمدم[۶] آگے آئے۔

عسکر اعداء سے مکہ کا اک سردار[۷] اس کا ولد ام[۸] اور اس کا اک لڑکا[۹] للکار کر آگے آئے سردار کا لڑکا[۱۰] ہمدم رسول علی کرمہ اللہ کے آگے ڈٹا، مگر اس کو حوصلہ کہاں کہ علی کرمہ اللہ کی دلاوری اور حوصلہ وری کے آگے ٹھہر سکے؟

علی کرمہ اللہ آگے آ کر حملہ آور ہوئے اور اس طرح کا کاری وار ہوا کہ اسی اک وار سے اس سردار کا سر کٹ کر گرا اور اس طرح وہ اللہ کا عدو، اللہ کی سلگائی ہوئی آگ کے حوالے ہوا[۱۱]۔

علی کرمہ اللہ اور عم مکرم کے ہمراہی[۱۲] کے لیئے اک سردار[۱۳] حملہ آور ہوا، وہ دلاوری سے اس سردار سے لڑے، مگر اللہ سے وصال کے لیئے اس ہمدم رسول کی دعا مسموع ہوئی، وہ اک کاری گھاؤ کھا کر گرے، علی کرمہ اللہ اور عم مکرم دوڑ کر اس کی مدد کو آئے اور اس سردار کو حملہ کر کے مار ڈالا۔

---

۱ لشکر کفار سے رسم عرب کے موافق اول عتبہ وشیبہ پسران ربیعہ اور ولید بن عتبہ نکل کر میدان میں آگے آئے اور جنگ مبارزہ کیلئے للکار دی۔ (تاریخ اسلام، ج:۱،ص:۱۴۹) ۲ عبداللہ بن رواحہؓ۔ ۳ عوفؓ اور معوذؓ تینوں انصاری صحابی آگے آئے۔ ۴ عتبہ نے کہا کہ ہم سے لڑنے کیلئے ہماری قوم کے آدمی آئیں۔ ۵ حضرت حمزہ بن عبدالمطلبؓ۔ ۶ عبیدہ بن الحارثؓ۔ ۷ عتبہ۔ ۸ شیبہ عتبہ کا بھائی۔ ۹ عتبہ کا بیٹا ولید۔ ۱۰ ولید۔ ۱۱ (تاریخ اسلام، ج:۱،ص:۱۴۹، ہادی عالم، ص:۱۸۸) ۱۲ عبیدہ بن الحارثؓ۔ ۱۳ شیبہ۔

علی کرمہ اللہ اس ہمدم رسول کو اٹھا کر رسول اکرم صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے آگے لائے رسول اکرمؐ اس کے لئے دعا گو ہوئے، اس طرح وہ رسول اللہ کا دلدادہ اللہ کے رسول کی دعا ہمراہ لے کر دارالسلام کی دائمی آرامگاہ کو راہی ہوا (ہم ساروں کا اللہ مالک ہے اور ہر آدمی اسی کے گھر لوٹے گا)[۱]

علم رسول

اس معرکہ کا اک علم علی کرمہ اللہ کو عطا ہوا[۲] اس کے آگے معرکہ عام کا سلسلہ ہوا علی کرمہ اللہ اس طرح دل کھول کر دلاوری اور ولولہ کاری سے لڑے کے اہل مکہ کے سارے ولولے دھرے رہ گئے۔

اللہ کے کرم سے اہل اسلام کو کامگاری حاصل ہوئی گمراہوں کے عسکر طرار کو رسوائی ملی اور ہلاکی گلے کا ہار ہوئی۔

گمراہوں کے کل ساٹھ اور دس لوگ مع سرداروں کے مارے گئے اور اہل اسلام سے کل دو کم سولہ آدمی روح و دل سے اللہ کی گواہی دے اللہ کے گھر کو سدھارے۔

اور ساٹھ اور دس گمراہ، اہل اسلام کے محصور ہوئے۔ مال کامگاری سے علی کرمہ اللہ کو اک حسام، اک لوہے کی صدری اور اک سواری ملی۔[۳]

دامادیٔ رسول کا عالی اکرام[۴]

اسلامی صدی کے دوسرے سال رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے حکم سے علی کرمہ اللہ کی عروسی رسول اللہؐ کی لاڈلی لڑکی، ملکۂ دارالسلام[۵] سے ہوئی۔ اس طرح ہمدم علی کرمہ اللہ رسول اللہؐ کے داماد ہو گئے۔

---

۱ (ہادی عالم ص:۱۸۹) ۲ (سیرت علی ص:۵۳) ۳ (سیرت علی ص:۵۴، ہادی عالم ص:۱۹۲) ۴ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح۔ ۵ حدیث میں ہے کہ حضرت فاطمہؓ جنتی عورتوں کی سردار ہونگی۔

ملکۂ دارالسلام سے عروسی کی آس حاکم اول اور حاکم دوم کو اول ہی سے رہی اور وہ اس کے لئے الگ الگ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم سے ملے، مگر رسول اللہؐ کا ارادہ رہا کہ ملکۂ دارالسلام کی عروسی علی کرمہ اللہ سے ہو۔

اس لئے علی کرمہ اللہ سے عروسی کی آس مسموع کر کے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا علی کرمہ اللہ سے کلام ہوا: ''اے علی! مہر ہے؟''

کہا: ''اک گھوڑا اور اک لوہے کی صدری ہے۔'' رسول اللہؐ کا کلام ہوا کہ گھوڑا لڑائی کے لئے رکھو اور لوہے کی صدری کسی کو مول دے کر دام وصول کرو اور مہر ادا کرو!

علی کرمہ اللہ لوہے کی صدری لے کر اسلام کے حاکم سوم[1] کے آگے گئے اور لوہے کی صدری اس کو دے کر دام وصول کر لائے[2]۔

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا اک ہمدم[3] کو درھم دے کر حکم ہوا کہ عطر مول لے آؤ اور اللہ کی حمد کہہ کر عروسی علی کے سارے امور مکمل کئے اور دعا دی۔

عروسی کو دس ماہ ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا علی کرمہ اللہ کو حکم ہوا کہ اک دوسرا گھر لے لو! علی کرمہ اللہ اس حکم کے عامل ہوئے اور اک دوسرا گھر لے کر ملکۂ دارالسلام کو اس گھر لے آئے[4] اور لوگ علی کرمہ اللہ کے گھر طعام عروسی[5] کے واسطے مدعو کئے گئے۔

---

۱ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ۔ ۲ (سیر الصحابہؓ، ج:۱، ص:۲۵۶) ۳ موذن رسول سیدنا بلالؓ۔ ۴ حضرت حارث بن نعمانؓ نے اپنا مکان ہدیۃً دے دیا اور کہا: یارسول اللہ! میں اور میرا مال اللہ اور اس کے رسول کیلئے حاضر ہیں۔ جو مکان آپؐ مجھ سے حاصل فرمائیں گے وہ میرے لئے اس مکان سے زیادہ پسندیدہ ہوگا جو آپؐ میرے لئے چھوڑیں گے تو آپؐ نے ان کا مکان حضرت علیؓ و فاطمہؓ کیلئے قبول فرمایا اور دعائے خیر کے کلمات کہے۔ (سیرت علی، ص:۵۷)

۵ ولیمہ، جس میں جو کی روٹی کچھ کھجور اور پنیر تھا۔

سبحان اللہ! کیا ہی متبرک ولیمہ تھا، جس میں نہ تکلف تھا نہ تصنع اور نہ ہی قبائلی تفاخر مدنظر تھا۔ (ایضاً ص:۵۸)

معرکہ احد اور داماد رسول علی کرمہ اللہ

اسلامی صدی کے دو سال مکمل ہوئے، اگلے سال معرکہ احد ہوا۔ اس معرکے اول اول اہل اسلام، اعدائے اسلام کے آگے ڈٹ کر حاوی رہے مگر گھاٹی والوں کی حکم عدولی سے اہل اسلام کی کامگاری ادھوری رہ گئی اور اہل اسلام اعدائے اسلام سے گھر گئے اور سارا عسکر اسلامی کئی حصے ہو کر ادھر ادھر ہوا، مگر رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کمال حوصلے اور دلاوری سے اعداء کے آگے ڈٹے رہے اور اعداء سے معرکہ آراء رہے۔

گمراہوں کے مسلسل حملے ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کی داڑھ ٹوٹ کر گری اور روئے مسعود گھائل ہوا اور رسول اللہؐ لڑ اکھڑا کر گر گئے۔

گمراہوں کے لوگ مسلح ہو کر ادھر آئے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کو حملہ آور ہوں مگر علمدار[1] اسلام آڑے آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے آگے کمال حوصلے سے لڑے اور لڑ کر گھائل ہوئے اور مآل کار رسول اکرم ہی کے آگے اللہ کے گھر کو سدھار لے (ہم ساروں کا اللہ مالک ہے اور ہمارا ہر آدمی اللہ ہی کے گھر لوٹے گا) علمدار اسلام کے وصال کے آگے علی کرمہ اللہ آگے آئے اور علم اٹھا کر اعداء اسلام کے آگے ڈٹ گئے۔ اسی لمحے والد سعد[2] آگے ہوا اور لڑائی کے واسطے للکار دی۔

علی کرمہ اللہ آگے آ کر حملہ آور ہوئے اور اک کاری وار مارا کہ وہ اللہ کا عدو، گھائل ہو کر گرا اور مٹی آلود ہوا اور وہ حواس گم کردہ حلے سے محروم ہوا۔ رحم کھا کر علی کرمہ اللہ اس کو اسی حال رکھ کر لوٹ آئے۔

علی کرمہ اللہ اور ہمدم طلحہ اور دوسرے ہمدم آگے آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کو سہارا دے کر کھڑے ہوئے اور احد کی اک کھوہ آ گئے کہ اللہ کا رسول ادھر آرام کر لے۔

---

[1] مصعب بن عمیرؓ۔ [2] ابوسعد بن ابی طلحہ۔

علی کرمہ اللہ ڈھال کی مدد سے ماء طاہر لائے اور ملکۂ دارالسلام کی مدد سے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے گھاؤ کو دھو کر مرہم لگائی۔[1]

اس کے آگے گمراہوں کے اک سردار[2] کا اہل اسلام سے مکالمہ ہوا اور اس کا کلام ہوا:

''اگلے سال معرکہ اول کے گاؤں لڑائی کا وعدہ ہے۔''

اور وہ اگلے سال لڑائی کی دھمکی دے کر وہاں سے لوٹا۔ علی کرمہ اللہ کو حکم رسول ہوا کہ معلوم کرو کہ گمراہوں کا عسکر کدھر کو راہی ہوا ہے، اگر وہ معمورہ رسول کے لئے رواں ہو رہا ہے، ہم اس کو روک کر حملہ آور ہوں گے۔

علی کرمہ اللہ گئے اور معلوم کر کے آئے کہ اعدائے اسلام کا سارا عسکر سوئے مکہ مکرمہ راہی ہوا ہے۔

اس لڑائی سے رسول اکرمؐ کے کل ساٹھ اور دس مددگار اللہ کی راہ کے لئے سر کٹا کر دارالسلام کو راہی ہوئے۔[3]

اک اسرائلی گروہ سے معرکہ[4]

اک اسرائلی گروہ کہ وہ اہل اسلام کا معاہد رہا، اس سے سوء عہدی ہوئی۔[5] رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے حکم سے وہ گروہ ملک سے محروم[6] ہوا۔ اس لمحے علی کرمہ اللہ اس کاروائی کے لئے علمدار رہے۔[7]

---

۱ (سیرت علی، ص: ۶۰) ۲ ابوسفیان جو اس وقت مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ ۳ (ہادی عالم، ص: ۲۲۸) ۴ غزوہ بنو نضیر۔ ۵ آپؐ بنو نضیر سے دو افراد کے قتل کی دیت کے معاملے میں گفتگو کرنے ان کے ہاں تشریف لے گئے، اکابر بنو نضیر بظاہر خوش اسلوبی سے پیش آئے مگر درپردہ انہوں نے آپؐ پر سنگ گراں گرا کر آپؐ کو شہید کرنے کی سازش کی۔ (سیرت علی، ص: ۶۵) ۶ آپؐ نے ان کو جلاوطن کر دیا۔ (سیرت الصحابہ، ج: ۱، ص: ۲۵۸) ۷ (سیرت علی، ص، ۶۵)

کھائی[1] والا معرکہ

آگے مسطور ہوا کہ اک اسرائلی[2] گروہ سوء عہدی کرکے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے حکم معمورۂ رسول سے محروم ہوا، وہ وہاں سے دوسو کوس دور اک مصر آکر ٹھہرا۔
اس کی سعی رہی کہ اہل اسلام سے معرکہ آرائی کے لئے لوگوں کو اکٹھا کرے، اس گروہ کا سردار[3] ''حی'' کئی سرکردہ لوگوں کو لے کر مکہ مکرمہ آکر مکہ کے سرداروں سے ملا اور کہا:

''لڑائی کے واسطے آمادہ رہو! ہم طرح مکے والوں کے حامی ومددگار رہوں گے۔''

اسی طرح وہ اسرائلی سردار دوسرے گروہ کے سرداروں سے ملا۔ اس طرح سارا ملک مکے والوں کا حامی ہوکر اٹھ کھڑا ہوا اور گمراہوں کا ٹڈی دل کالی گھٹا کی طرح سوئے معمورہ رسول رواں ہوا۔

اک ہمدم رسول[4] کہ کسریٰ کے ملک سے آکر اسلام لائے، اس کی رائے سے کوہ سلع کے آگے اک گہری کھائی کی کھدائی کی گئی اس سے گمراہوں کے لئے معمورۂ رسول کی ہر راہ مسدود ہوئی۔

گمراہوں کا وہ ٹڈی دل حملے کے ارادے سے کوہ سلع کے آگے وارد ہوا، گمراہوں کے عسکر کو ادھر گہری کھائی دکھائی دی اور اہل اسلام کی اس کارگردگی سے اک ہول سی اٹھی گمراہوں کے عسکر کی ورودگاہ کھائی کے ورے رہی اور کھائی سے ادھر رسول اکرمؐ عسکر اسلامی کے ہمراہ آگئے۔

گمراہوں کا عسکر عسکر اسلام کا محاصرہ کرکے وہاں رہا۔ آدھے ماہ کا عرصہ اسی طرح طے ہوا اور ہر دو عسکر لڑائی سے دور رہے۔[5] مآل کار گمراہوں کے عسکر سے مکے کے کئی سردار کھائی سے

---

[1] غزوہ خندق۔ [2] بنو نضیر۔ [3] حی بن اخطب۔ [4] حضرت سلمان فارسیؓ۔ [5] (ہادی عالم، سیر الصحابہ، ج:۱، ص:۲۵۸)

ہو کر ادھر آئے اور الگ الگ لڑائی کے لئے للکار دی۔

مملوک ودّ[1] کا لڑکا عمرو، کھائی کے ادھر آ کھڑا ہوا، علی کرمہ اللہ اس کے لئے آگے آئے، اس کا کلام[2] ہوا کہ عمرو کو کہاں گوارا کہ وہ علی کو ہلاک کرے؟

علی کرمہ اللہ رد کلام ہوا:

''ہاں! مگر علی کو گوارا ہے کہ وہ عمرو کو ہلاک کرے۔''

اس کلام کو مسموع کر کے وہ کھول اٹھا اور لڑائی کے ارادے سے آگے آ کر حملہ آور ہوا، علی کرمہ اللہ اس کا وار ڈھال سے روک کر ادھر ہوئے، مگر اک معمولی سا گھاؤ علی کرمہ اللہ کو لگا۔ اللہ کا اسم کہہ کر علی کرمہ اللہ حملہ آور ہوئے، اسی حملے سے اللہ اور رسول کے اس عدو کو گھائل کر کے مار ڈالا۔ اللہ احد کی صدا اٹھی اور اہل اسلام کے حوصلے سوا ہوئے۔

اللہ کی مدد آئی اور وہ کڑی ہوا مسلط ہوئی کہ گمراہوں کے دل ڈر سے معمور ہوئے اور گمراہوں کے سارے عساکر حواس گم کر کے اور حوصلے ہار کے رواں ہوئے۔ عسکر اسلامی کامگار ہو کر معمورۂ رسول لوٹا۔[3]

دوسرے اسرائلی گروہ سے معرکہ[4]

اک اسرائلی گروہ کہ وہ اہل اسلام کا معاہد رہا، مگر کھائی والے معرکے کے لمحے وہ گروہ کھلم کھلا معاہدے سے روگرداں ہو کر مکے والوں کے ہمراہ لڑائی کے لئے آمادہ ہوا۔

کھائی والے معرکے سے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم معمورہ رسول لوٹے، مگر اللہ کا حکم ہوا:

''اللہ کا رسول اہل اسلام کو لے کر اسرائلی گروہ کے لئے حملہ آور ہو۔''

اس لئے اہل اسلام کو رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا حکم ہوا کہ مسلح ہو کر اسرائلی محلے کے لئے

---

[1] (عمرو بن عبدود) [2] (سیر الصحابہ، ج:۱، ص:۲۵۸) [3] (ہادی عالم) [4] غزوہ بنو قریظہ۔

راہی ہوں۔

عسکرِ اسلامی کا علم علی کرم اللہ کو ملا۔ علی کرمہ اللہ آگے ہوئے اور رسول اللہؐ کے عہد کی رو سے حصار کی کامگاری حاصل کر کے اس کے عرصہ آ کر عصر کی عمادِ اسلام ادا کی۔[1]

اولادِ سعد[2] کے لئے علی کرمہ اللہ کی مہم

اسلامی صدی کا دو کم آٹھواں سال ہے، رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے حکم سے مہم علی کرمہ اللہ ارسال ہوئی۔

اس کا مکمل حال اس طرح ہے کہ رسول اکرمؐ کو اطلاع ملی کہ اولادِ سعد کے لوگ اردگرد کے گروہوں کو اکٹھا کر کے لڑائی کے لئے آمادہ ہوئے۔ ہادی کاملؐ کا علی کرمہ اللہ کو حکم ہوا کہ وہ دوسو آدمی ہمراہ لے کر اولادِ سعد کے مصر کے لئے رواں ہوں۔

وہ دوسو اہل اسلام کا اک عسکر لے کر اولادِ سعد کے لئے اس طرح رواں ہوئے کہ لوگ اس عسکر کی آمد سے لاعلم ہوں۔

راہ کے اک مرحلے آ کر اک آدمی ملا اس کو ڈرا دھمکا کے معلوم ہوا کہ وہ اولادِ سعد کا آدمی ہے اور اہل اسلام کے احوال کے علم کے لئے ادھر آ رہا ہے، اس سے کہا کہ اگر اولادِ سعد کے احوال اور اس کا محل ہم سے کہو، ہلاکی سے دور رہو گے!

اس سے اولادِ سعد کی راہ اور دوسرے احوال معلوم ہوئے اور اولادِ سعد کے مصر آ کر اہل اسلام حملہ آور ہوئے۔

اولادِ سعد حوصلہ ہار کر معرکہ گاہ سے موں موڑ کر دوڑ گئے، مگر کئی سوسواری اور دوسرے اموال وہاں رہ گئے۔

اہل اسلام سارے گلے اور اموال لے کر وہاں سے سوئے معمورۂ رسول لوٹ آئے۔[3]

---

[1] (سیر الصحابہ، ج:۱ص:۲۵۸) [2] بنوسعد۔ [3] (ہادی عالم ص:۲۸۹، سیر الصحابہ، ج:۱ص:۲۵۸، سیرت علی ص:۶۸)

معاہدہ صلح اور داماد رسول علی کرمہ اللہ

وداع مکہ کو دو کم آٹھ سال ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم دوسو کم سولہ سو اللہ والوں کو ہمراہ لے کر عمرے کے ارادے سے مکہ مکرمہ کے لئے راہی ہوئے۔ راہ کے اک مرحلے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کو معلوم ہوا کہ مکے والے ہر طرح سے لڑائی کے لئے آمادہ ہوئے، مگر رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم اور اہل اسلام کا ارادہ لڑائی سے دور رہ کر عمرے ہی کا رہا۔ اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے حکم سے داماد رسول اسلام کے حاکم سوم مکہ مکرمہ گئے کہ وہ اہل مکہ کو اہل اسلام کے ارادے سے آگاہ کرے، وہ مکہ آئے اور ادھر روک لئے گئے۔

اہل اسلام کو کسی طرح اطلاع ملی کہ داماد رسول مارے گئے، اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے آگے اہل اسلام کا عہد ہوا کہ ہمارا ہر آدمی رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے ہمراہ اعداء اسلام سے لڑے گا۔

اس لمحے علی کرمہ اللہ کا اسی طرح کا عہد ہوا، مگر اک عرصہ ہوا کہ اہل اسلام کو اطلاع ملی کہ ہمدم دامادِ رسول ہلاکی سے دور رہے اور وہ اہل اسلام کی ورود سے آگاہ آ گئے۔

مآل کار مکے والے صلح کے لئے آمادہ ہو گئے اور داماد رسول علی کرمہ اللہ کو حکم رسول ہوا کہ وہ معاہد کے سارے امور لکھ لے!

اس طرح علی کرمہ اللہ معاہدے کی لکھائی کے لئے مامور ہوئے اور سارے امور سے اول اللہ کے اسم کا حامل وہ کلمہ لکھا کہ اہل اسلام ہر کام سے اول اس کلمے کے عادی رہے وہ کلمہ اس طرح ہے:

''اللہ کے اسم سے کہ عام رحم والا کمال رحم والا ہے۔''

ولد عمرو کھڑا ہوا اور کہا: ہمارے لئے وہ کلمہ لامعلوم ہے، اس لئے'' اسمک اللھم''

کا کلمہ لکھو کہ وہی کلمہ ہمارا معمول رہا۔

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا علی کرمہ اللہ کو حکم ہوا کہ اسی طرح لکھ لو سو وہ کلمہ اسی طرح لکھا اور رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا اسم گرامی مع رسول اللہ کے لکھا ولد عمرو کھڑا ہوا اور کہا:

''اہل اسلام سے ہماری ساری لڑائی کی اساس وہی کلمہ ہے کہ محمد، اللہ کا رسول ہے اور اسی کلمے کے لئے عمرے سے روکے گئے ہو، اس لئے معاہدے سے اس کلمہ کو مٹا کر ''محمد'' کا اسم اس کے والد کے حوالے سے لکھو!''

علی کرمہ اللہ کو حکم ہوا کہ اس کلمہ کو محو کر دو! علی کرمہ اللہ کو اس امر سے دکھ ہوا اور اس کو مکروہ معلوم ہوا کہ وہ کلمہ ''رسول اللہ'' کو محو کرے، اس لئے سرورِ عالمؐ اٹھے اور اس کلمے کو محو کر کے علی کرمہ اللہ سے کہا:

''ہمارا اسم مع والد کے اسم کے لکھو!''

اس طرح سارا معاہدہ مکمل طور سے مسطور ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم اہل اسلام کو لے کر معمورہ رسول لوٹ آئے۔[1]

اسرائلی گروہ سے اک اہم معرکہ[2]

وداع مکہ کو اک کم آٹھ سال ہوئے، اس سال اک اسرائلی گروہ سے اہل اسلام کا معرکہ ہوا۔

اس کا حال اس طرح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کو حکم ہوا کہ وہ معمورہ رسول سے دو سو کوس ادھر اسرائلی لوگوں کے مصر آکر حملہ آور ہوں! وہ اسرائلی گروہ کئی محکم حصاروں کا مالک رہا۔ عسکر اسلام، اسرائلی حصاروں کے آگے وارد ہوا۔

سارے اسرائلی حصاروں کے کواڑ لگا کر محصور ہو گئے۔ اہل اسلام کے مسلسل حملوں سے اک محکم

---

[1] (ہادی عالم، ص: ۲۹۹) [2] غزوہ خیبر۔

حصار[1] ٹوٹا اور معمولی لڑائی سے اہل اسلام اس حصار کے مالک ہوئے۔

اہل اسلام کو حصار اول سے کامگاری ملی، ہادی کاملؐ کا اہل اسلام کو حکم ہوا کہ دوسرے حصار کے لئے حملہ آور ہوں اور اس مہم کے لئے سسر رسول، ہمدم مکرم کو علم عطا ہوا۔

ہمدم مکرم اہل اسلام کو لے کر حملہ آور ہوئے اور کمال سعی کی کہ وہ حصار محکم ٹوٹے مگر کامگاری سے محروم لوٹے۔

دوسری سحر کو عمر مکرم کو حکم ہوا کہ وہ اہل اسلام کے علمدار ہو کر حملہ آور ہوں! عمر مکرم کمال حوصلے اور ولولے سے حملہ آور ہوئے، مگر کامگاری سے محروم رہے۔

رسول اکرمؐ سارے احوال سے مطلع ہوئے اور کہا کہ کل عسکر اسلامی کا علم اس آدمی کو ملے گا کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کا دلدادہ ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس کا دلدادہ ہے۔ اسی کے حملے سے وہ حصار ٹوٹے گا اور اہل اسلام کو کامگاری حاصل ہوگی۔

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے اس کلام سے سارے لوگوں کے دل دھڑک اٹھے اور اک دوسرے سے کہا کہ اللہ ہی کو معلوم ہے کہ وہ اہم اکرم کس کو حاصل ہوگا۔[2]

الحاصل اگلی سحر ہوئی ہر آدمی کی دلی آس رہی کہ وہ اہم اکرام اسے ہی ملے۔

ہادی کاملؐ کا سوال ہوا:

''علی کہاں ہے؟''

لوگ علی کرم اللہ کے لئے دوڑے کہ رسول اکرمؐ کا حکم ہوا ہے کہ آکر ہم سے ملو۔ وہ رسول اللہؐ کے آگے آئے رسول اکرم کا حکم ہوا:

> ''اے علی! اللہ کی مدد کا آسرا لے کر علم اٹھاؤ اور اس محکم حصار کے لئے حملہ آور ہو، مگر اول اس گروہ کے لوگوں کو اسلام کی راہ دکھاؤ! اے علی! اگر اس

---

[1] اس قلعہ کا نام ناعم تھا۔ (ہادی عالم، ص ۳۲۹) [2] (ایضاً)

طرح اک آدمی اسلام لے آئے وہ ہر کامگاری سے اعلیٰ کامگاری ہے۔''

علی کرمہ اللہ اہل اسلام کو لے کر راہی ہوئے ،اس حصار کا مالک[۱] اس گروہ کے سارے لوگوں سے سوا دلاور اور حوصلہ ور رہا۔اس کو معلوم ہوا کہ علی کرمہ اللہ لڑائی کے لئے آمادہ ہو کر آ گئے وہ آگے ہوا اور للکار کر کہا:

''لڑائی کا ماہر ہوں، دل اور حوصلے والا ہوں، اگر حوصلہ ہو آ کر لڑو!''

اور اکڑ سے معمور مصرعوں والا کلام کہا[۲] علی کرمہ اللہ اسی طور سے رد کلام کر کے اس سردار کے آگے آ ڈٹے اور دوڑ کر اس کے لئے حملہ آور ہوئے۔علی کرمہ اللہ کا وار اس طرح کاری ہوا کہ اس سردار کا سر کٹ کر وہاں گرا اور وہ اسی دم ہلاک ہو کر واصل دار الآلام ہوا۔

الحاصل اس محکم حصار کے لئے آدھے ماہ سے سوا عسکر اسلامی عسکر محاصرہ کر کے وہاں رہا اور لڑائی کا سلسلہ رہا۔

مآل کار اہل اسلام کی حوصلہ وری اور علی کرمہ اللہ کی دلاوری سے وہ حصار ٹوٹا اور اہل اسلام اس کے مالک ہوئے۔[۳]

---

[۱] مرحب۔ [۲] مرحب بڑے جوش و خروش سے یہ رجز پڑھتا ہوا نکلا: قد علمت خیبرانی مرحب، شاکی السلاح بطل مجرب، اذا الحروب اقبلت تلهب. خیبر مجھ کو جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں، سلح پوش ہوں، بہادر ہوں، تجربہ کار ہوں، جب کہ لڑائی کی آگ بھڑکتی ہے۔ فاتح خیبر اس متکبرانہ رجز کا جواب دیتے ہوئے بڑھے: انا الذی سمتنی امی حیدره، کلیث غابات کریه المنظره، او فیهم بالصاع کیل السدره. میں وہ ہوں میرا نام میری ماں نے حیدر رکھا ہے، جھاڑی کی شیر کی طرح مہیب اور ڈراونا، میں دشمنوں کو نہایت سرعت سے قتل کر دیتا ہوں۔(سیر الصحابہ، ج:۱،ص:۲۶۰) [۳] (ہادی عالم،)

معرکہ مکہ مکرمہ[1]

اسلامی صدی کا آٹھواں سال ہے، اہل مکہ سے سوءعہدی ہوئی[2] اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا ارادہ ہوا کہ مکہ حملہ آور ہوں۔

اہل اسلام کو حکم ہوا کہ لڑائی کے واسطے آمادہ رہو! اہل اسلام لاعلم رہے کہ کدھر کا ارادہ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کو وحی سے اطلاع ملی کہ اک مادام سارہ اہل اسلام کے حملے کی اطلاع سے معمور اک مراسلہ لے کر سوئے مکہ راہی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا علی کرمہ اللہ، ولد عوام[3] اور ولد اسود[4] کو حکم ہوا کہ دوڑ کر مادام سارہ کو روک کر اس سے وہ مراسلہ لے آؤ!

علی کرمہ اللہ دوسرے ہمدموں کو ہمراہ لے ادھر گئے اور مادام سارہ کو روک کر کہا:

''وہ مراسلہ ہمارے حوالے کر دو!''

وہ مکر گئی اور کہا: کس مراسلے کا کہہ رہے ہو؟ وہ مراسلے کی حامل کہاں؟ علی کرمہ اللہ کا کلام ہوا: ''محال ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کی اطلاع کھوٹی ہو'' اور اس کو ڈرا دھمکا کر کہا کہ وہ مراسلہ دے دو! ہمارا ہر اک آدمی وہ مراسلہ ٹٹول کر ہی رہے گا۔ وہ ڈر گئی اور موئے سر کی گرہ کھولی اور مراسلہ لے کر علی کرمہ اللہ کے آگے رکھا۔

علی کرمہ اللہ اس مراسلہ کو لے کر معمورہ رسول آئے اور اس مراسلے کو رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے آگے رکھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے حکم سے وہ مراسلہ کھلا، معلوم

---

[1] فتح مکہ۔ [2] قریش کے دو قبیلے بنوخزاعہ اور بنوبکر ایک دوسرے کے دشمن تھے صلح حدیبیہ میں بنوخزاعہ مسلمانوں کے حلیف ہو گئے اور بنوبکر اہل مکہ کے حلیف ہو گئے بنوبکر نے مسلمانوں کے حلیف بنوخزاعہ پر اچانک حملہ کیا اور اہل مکہ نے ان کی مدد کی۔ [3] حضرت زبیر بن عوام۔ [4] مقداد بن اسود۔

ہوا کہ اس مراسلے کا محرر معرکۂ اول والا اک معلوم ہمدم رسول ہے۔[۱]

رسول اللہؐ کا اس سے کلام ہوا:

''اے ہمدم! وہ مراسلہ اسی کا ہے؟ اور کس لئے لکھا ہے؟''

ہمدم رسول آگے ہوئے اور کہا:

''اے اللہ کے رسول! مسلم ہوں اور اسلام کی روگردی سے دور ہوں۔ معاملہ اس طرح ہے کہ ہر ہر ہمدم کا اہل مکہ سے اسروی[۲] واسطہ ہے اس سے واسطے کی رو سے معرکہ مکہ کے لمحے ہر ہر ہمدم کی اولاد و گھر والوں کی رکھوالی ہوگی، مگر وہ اس طرح کے اسروی واسطے سے محروم ہے، دل سے کہا کہ اگر اس کے واسطے سے اہل مکہ کو معرکہ مکہ مکرمہ کی اطلاع ملے گی، لامحالہ معرکہ کے لمحے اس کے گھر والے معصوم ہوں گے۔ واللہ! اس کے علاوہ ہر طرح کے ارادہ سے دور ہوں۔''

عمر مکرم حسام لئے اٹھے اور کہا:

''اے اللہ کے رسول! اگر حکم ہو اس مکار کا سر اڑا دوں۔''

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا کلام ہوا:

''اے عمر! معلوم ہے کہ وہ ہمدم معرکہ اول والا ہے[۳] اور معرکہ اول والوں کے سارے معاصی محو ہوئے۔

الحاصل! وداع مکہ کو آٹھ سال ہوئے، ماہ صوم کی دس کو رسول اللہؐ کے حکم سے دس دس سو کے دس گروہ اکٹھے ہو کر رسول اکرمؐ کے ہمراہ مکے کے لئے رواں ہوئے۔

اک علمدار اسلام، مددگار رسعد کا اس طرح کا کلام ہوا:

''وہ لمحہ معرکہ آرائی کا لمحہ ہے، اس لمحے دار اللہ کے احاطے لوگوں کی ہلا کی روا ہے۔''

---

۱ حضرت حاطب بن ابی بلتعہ ۲ خاندانی تعلق ہے۔ ۳ آپؐ نے فرمایا: اے عمر! یہ بدری ہے۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ بدریوں کے تمام گناہ معاف ہیں؟ (سیر الصحابہ، ج:۱، ص:۲۶۱)

مدد گار سعد سے اس طرح کا کلام مسموع کر کے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا کلام ہوا:

''اے سعد! اس طرح کہو کہ وہ لمحہ دار اللہ کے علو کا لمحہ ہے۔''

اور علی کرمہ اللہ سے کہا کہ ہمدم سعد سے علم لے لو! علی کرمہ اللہ علم لے کر محلّہ کداء سے مکہ وارد ہوئے اور اہل اسلام مکہ کے مالک ہوئے[1]

دار اللہ کا احاطہ سہ صد اور ساٹھ مٹی[2] کے الٰہوں سے اٹا رہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم ادھر گئے اور اک لکڑی مٹی کے الٰہوں کو لگا لگا کر کلام الٰہی کا اک حصہ کہا[3] اس سے وہ مٹی کے الٰہ گر گئے۔ لوہے کی سل لگا مٹی کا اک الٰہ دوسرے الٰہوں سے سوا محکم رہا، رسول اللہ صلی اللہؐ کا علی کرمہ اللہ کو حکم ہوا:

''اے علی! اللہ کے رسول کو اٹھاؤ کہ وہ مٹی کے اس الٰہ کو گرائے!''

علی کرمہ اللہ محروم رہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کو اٹھا سکے[4] اس لئے رسول اللہؐ آگے ہوئے اور علی کرمہ اللہ کو اٹھا کر کہا کہ اس مٹی کے اس الٰہ کو گرا دو!

علی کرمہ اللہ حکم رسول کے عامل ہوئے اور اس مٹی کے الٰہ کو لوہے کہ سل سے اکھاڑا۔

اس طرح دار اللہ مٹی کے الٰہوں سے طاہر ہوا۔

مہم حسام[5] اللہ اور علی کرمہ اللہ

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا اک ہمدم کہ وہ حسام اللہ کے اسم سے موسوم ہے اس کو حکم ہوا کہ وہ اعلائے اسلام کے لئے اک گروہ کے آگے راہی ہو!

---

۱ (سیر الصحابہ، ج:۱ص ۲۶۲:) ۲ بت۔ ۳ آپؐ: جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا. پڑھتے جاتے، خانہ کعبہ کے گرد رکھے گئے بتوں کو لکڑی سے اشارہ کرتے جاتے۔ (حوالہ بالا) ۴ حضرت علیؓ بار نبوت نہ اٹھا سکے، اس لئے آپؐ نے حضرت علیؓ کو شانہ اقدس پر چڑھا کر اس بت کو گرانے کا حکم دیا۔ (سیر الصحابہ، ج:۱ص:۲۶۲)

۵ خالد بن ولیدؓ۔

حسام اللہ گئے اور اس گروہ کو وصول اسلام کا کہا۔ وہ گروہ اسی لمحے مسلم ہوا، مگر لاعلمی سے اس طرح کا کلمہ کہا کہ حسام اللہ کو لگا کہ وہ گروہ اسلام سے روگردی کر رہا ہے، اس لئے حسام اللہ کے حکم سے اس گروہ کے کئی لوگ ہلاک اور کئی محصور کئے گئے۔

رسول اللہؐ کو اس کی اطلاع ملی اس اطلاع سے رسول اکرم صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کو گہرا دکھ ہوا، اسی لمحے علی کرمہ اللہ کو حکم ہوا:

''اے علی! دوڑ کر ادھر راہی ہو اور ہلاک کئے گئے ہر ہر آدمی کا مال دم ادا کرو اور محصوروں کو رہا کردو!''

علی کرمہ اللہ ادھر گئے اور اسی طرح کر کے لوٹے۔[1]

معرکہ وادی واوطاس[2]

اس معرکے اہل اسلام کے دس دس سو کے دس اور دو گروہ[3] ماہ صوم کی آٹھ کو رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے ہمراہ رواں ہوئے۔

عسکر اسلام کے اس سواعدد سے مسحور ہو کر عسکر کا کوئی آدمی کہہ اٹھا کہ محال ہے کہ عسکر کی کمی کی رو سے ہم کو رسوائی ملے۔ اللہ کو وہ کلمہ مکروہ لگا، اسی لئے اول اول اہل اسلام کی اس معرکے سے ہوا اُکھڑ گئی اور وہ اس حد گراں حال ہوئے کہ سرور عالمؐ کے گرد کوئی دس آدمی رہ گئے؛ ہمدم مکرم، عمر مکرم، علی کرمہ اللہ، ہمدم اسامہ، اور رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے عم مکرم رسول اللہؐ کے ہمرا رہے۔[4]

علی کرمہ اللہ حوصلہ وری اور دلاوری سے حملہ آور ہوئے اور اعداء کے سالار کو حملہ

---

[1] (سیر الصحابہ، ج:۱،ص:۲۶۲) [2] غزوہ حنین۔ حنین طائف اور مکہ کے درمیان اک وادی ہے اور اوطاس ایک مقام کا نام ہے جہاں غزوہ حنین میں ابو عامر اشعریؓ دشمنوں کے تعاقب میں گئے اور ان کو زیر کر کے لوٹے (ہادی عالم،ص:۳۷۰) [3] غزوہ حنین میں مسلمانوں کی تعداد بارہ ہزار تھی، دس ہزار تو وہی صحابہؓ تھے جو مدینہ سے آئے تھے اس کے علاوہ مکہ مکرمہ کے دو ہزار آدمی جن کو معافی دی گئی وہ بھی ساتھ ہوئے۔ [4] (سیرت ابن ہشام، ج:۲،ص:۲۶۴)

کر کے مار ڈالا۔

مآل کار اہل اسلام کامگار ہوئے اور گروہ اعداء کے حد سے سوا اموال اہل اسلام کو ملے[1]

معرکہ عسرہ[2] اور علی کرمہ اللہ کا اکرام

اس معرکے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا علی کرمہ اللہ کے لئے حکم ہوا: اے علی! معمورۂ رسول رہ کر ہمارے گھر والوں کی رکھوالی کرو!

علی کرمہ اللہ اس معرکے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کی ہمراہی سے محروم رہ کر دکھی ہوئے، مگر رسول اللہؐ کے حکم کی رو سے رسول اللہؐ کے گھر والوں کی رکھوالی کے لئے معمورہ رسول رک گئے۔

ادھر مکاروں[3] کی مکروہ کلامی سے گہرا دکھ ہوا اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے آگے آئے اور سارا حال کہا۔ رسول اللہؐ کا علی کرمہ اللہ کی دلداری کے لئے کلام ہوا:

اے علی! مسرور ہو کہ اللہ کے رسول کے لئے علی اس طرح ہے کہ موسیٰ رسول کے لئے اس کا ولد ام۔؟ ہاں مگر محال ہے کہ رسول اللہؐ کے سوا امر وحی کسی اور کو عطا ہو۔[4]

---

[1] (سیر الصحابہ، ج:۱،ص: ۲۶۲،تاریخ اسلام) [2] غزوہ تبوک کو سخت آزمائشی حالات کی وجہ سے غزوہ عسرہ بھی کہتے ہیں۔ عسرہ کے معنی تنگی اور تکالیف کے ہیں۔ [3] منافقوں نے علیؓ کی نسبت یہ کہنا شروع کیا کہ آنحضرت کو علیؓ کی کچھ پرواہ نہیں، اس لئے ان کو مدینہ میں چھوڑ دیا ہے۔ حضرت علیؓ سے یہ برداشت نہ ہوا وہ مسلح ہو کر مدینہ سے چل دیئے اور مقام الجرف میں مدینہ سے کوس بھر کے فاصلے پر آپؐ سے ملے اور منافقوں کی طعنہ زنی کے بارے میں بتایا۔ آپؐ نے فرمایا: اماترضیٰ ان تکون منی بمنزلة هارون من موسیٰ الاانه لانبی بعدی (مشکوۃ شریف، ص: ۵۶۳) یعنی اے علی! کیا آپ پسند نہیں کرتے کہ آپ میری طرف سے اس مرتبہ پر ہوں جس مرتبہ پر حضرت ہارون حضرت موسیٰؑ کی طرف سے تھے مگر بات یہ کہ میرے بعد کسی کو منصب نبوت نہیں ملے گا۔[4] (سیرت علی، ص: ۹۵)

ہمسائے[1] ملک کے لئے مہم علی کرمہ اللہ

وداع مکہ کو دسواں سال ہوا اس سال سرورِ عالمؐ کے حکم سے کئی ہمدم و مددگار اردگرد کے امصار کے لئے مہم لے کر گئے اور اللہ کے کرم سے کامگار لوٹے۔

اسی طرح علی کرمہ اللہ کو حکم ہوا کہ وہ ہمسائے ملک کے لئے اہل اسلام کے اک گروہ کو لے کر راہی ہو اور وہاں کے لوگوں کو کلمہ اسلام کا حکم کر کے ساروں کو راہ ھدیٰ دکھائے!

وہ اس مہم کے لئے رواں ہوئے اور کئی گروں سے صلح کر کے اور کئی لوگوں کو مسلم کر کے اور اموال واملاک لے کر لوٹے۔

گروہ طے کے لئے مہم علی

علی کرمہ اللہ سرورِ عالمؐ کے حکم سے اک مہم گروہ طے کے لئے لے کر گئے وہاں کے سردار عدی ولد طائی کو معلوم ہوا کہ اہل اسلام کی کوئی مہم ادھر آ رہی ہے وہ ڈر کر وہاں سے دوڑا اور ملک روم آ کر ٹھہرا علی کرمہ اللہ اول، کلمہ اسلام کہہ کر مصر ہوئے کہ اسلام لے آؤ!

مآل کار معمولی معرکہ آرائی کا سلسلہ ہوا اور اس گروہ کے کئی لوگوں کو محصور کر کے لائے۔ اس ملک کا اک سرکردہ گروہ علی کرمہ اللہ کی سا عی سے مسلم ہوا اور اس گروہ کے واسطے سے وہاں کے کئی گروہ اسلام لائے۔[2]

احکام الٰہی کی اطلاع رسائی

اس سال کے موسم احرام[3] کی آمد آمد ہوئی، گروہوں کی آمد کا سلسلہ حد سے سوا رہا، اس لئے رسول اللہؐ کے لئے محال ہوا کہ وہ اس سال عمرہ و احرام کے لئے مکہ مکرمہ راہی ہوں۔

اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا حکم ہوا کہ ہمدم مکرم اہل اسلام کو لے کر سوئے مکہ راہی ہوں اور وہی سارے امور عمرہ و احرام کے معلم ہوں۔ اس طرح سہ صد اہل اسلام ہمدم مکرم

---

[1] ملک یمن [2] (ہادی عالم ص: ۳۹۳) [3] حج۔

کے ہمراہ سوئے مکہ راہی ہوئے۔

ادھر سرورِ عالمؐ کو کلام الٰہی کی اک سورۃ[1] وحی کی گئی۔ اللہ کا حکم ہوا کہ گمراہوں کو اطلاع کردو:

''اللہ کا حکم وارد ہوا ہے کہ اس سال کے علاوہ سارے گمراہ سدا کے لئے حرم سے دور ہوں۔''

اس کے علاوہ عمرہ و احرام کے دوسرے کئی امور کا حکم ہوا۔

ہمدم علی کرمہ اللہ کو حکم ہوا کہ دوڑ کر راہی ہو اور عمرہ و احرام کے سارے احکام ادا کر کے گمراہوں کو اطلاع کردو کہ اللہ کا حکم اس طرح ہوا ہے۔ ہمدم علی کرمہ اللہ معمورۂ رسول سے راہی ہو کر راہ کے اک مرحلے آ کر ہمدم مکرم سے ملے اور سارا حال کہا اور کہا کہ مامور ہوں کہ احکام احرام ادا کر کے گمراہوں کو اکٹھا کروں اور کلام الٰہی کا وہ حصہ سارے لوگوں کے آگے کہوں۔

اس طرح علی کرمہ اللہ ہمدم مکرم اور دوسرے اہل اسلام کے ہمراہ مکہ مکرمہ راہی ہوئے اور سارے احکام ادا کر کے لوگوں سے کہا کہ گمراہوں کے سارے گروہ اکٹھے ہوں۔

مکے اور اردگرد کے گروہ اکٹھے ہو گئے۔ ہمدم علی کرمہ اللہ آگے آئے اور کلام الٰہی کا وہ سارا حصہ لوگوں کے آگے کہا۔

اس طرح سارے لوگوں کو حکم الٰہی سے مطلع کر کے علی کرمہ اللہ اور ہمدم مکرم اہل اسلام کو ہمراہ لے کر معمورہ رسول لوٹ آئے۔[2]

احرام الوداع[3] اور علی کرمہ اللہ

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم احرام و عمرہ کے لئے سوئے مکہ راہی ہوئے، علی

---

[1] سورہ توبہ کی وہ آیات نازل ہوئیں جن میں یہ حکم تھا کہ اس سال کے بعد مشرکین مسجد حرام کے قریب نہ جائیں گے اور ننگے ہو کر بیت اللہ کا طواف نہ کریں وغیرہ (ہادی عالم ص: ۳۹۵) [2] (ایضاً) [3] حجۃ الوداع۔

کرمہ اللہ کو اس کی اطلاع ملی، وہ ہمسائے ملک سے مکہ مکرمہ آ کر رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم سے ملے اور عمرو احرام کے امور کے علاوہ دوسرے کئی اہم امور ادا کیے[1]

رسول اللہ ؐ کا وصال مسعود اور علی کرمہ اللہ

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم مکہ مکرمہ سے لوٹ کر معمورۂ رسول آئے، وداع مکہ کا دسواں سال مکمل ہوا، اگلے سال کے ماہ محرم سے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کو درد سر کا سلسلہ ہوا اور اسی سے محموم[2] ہوئے، گاہے گاہے درد کی کمی محسوس ہوئی، عماد اسلام کی ادائے گی کے واسطے عم رسول[3] اور علی کرمہ اللہ کے سہارے حرم رسول آئے۔

مآل کار درد حد سے سوا ہوا اور سرور عالم ؐ کے لئے محال ہوا کہ وہ حرم رسول آ کر عماد اسلام کے لئے کھڑے ہوں۔

اک سحر علی کرمہ اللہ، رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے گھر سے آ کر لوگوں سے ملے، لوگوں کا سوال ہوا کہ:

''اے علی! رسول اللہ ؐ کا حال کس طرح ہے؟''

علی کرمہ اللہ کا ردکلام ہوا:

''الحمد للہ! عمدہ ہے۔''

عم رسول[3] اٹھے اور علی کرمہ اللہ کے موں کا مطالعہ کر کے کہا:

''واللہ! ہم کو اس رہ کے لوگوں کے موں سے ہی معلوم رہا ہے کہ وہ لمحہ وصال

---

[1] حضرت علی ؓ کو جس وقت رسول اللہ ؐ کے حجۃ الوداع کی اطلاع ملی تو آپ ؓ اس وقت یمن میں تھے فوراً وہاں سے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ حج کے ارادے مکہ پہنچے اور آنحضرت ؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے ادائیگی حج کے بعد آپ ؐ نے ۶۳ اونٹ اپنے دست مبارک سے ذبح کئے، اس کے بعد حضرت علی ؓ کو ارشاد فرمایا کہ بقایا اونٹوں کو آپ ذبح کریں! چنانچہ انہوں نے اس پر عمل درآمد کیا۔ (مشکوۃ شریف، ص: ۲۲۵، سیرت علی، ص: ۱۱۲) [2] بخار والا۔ [3] حضرت عباس ؓ۔

کالمحہ ہے، اس لئے ہمارے ہمراہ رسول اللہؐ کے آگے آؤ کہ ہم رسول اللہؐ سے ولی عہدی کے سائل ہوں۔"

علی کرمہ اللہ کا رد کلام ہوا:

"وہ اس امر سے دور ہی رہے گا۔ واللہ! اگر رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے حکم سے ولی عہدی سے محرومی ہوئی، معلوم رہے کہ سدا کے لئے محرومی ہوگی۔"[1]

مآل کار کئی سحر محموم رہ کر رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم دار السلام کو راہی ہوئے اور اللہ واحد سے آملے اور اللہ کا رسول، اللہ کے حکم سے اس عالم مادی سے سدھارا۔

(ہم ساروں کا اللہ مالک ہے اور ہمارا ہر آدمی اسی کے ہاں لوٹے گا)[2]

علی کرمہ اللہ رسول اکرمؐ کے اسرہ اور گھر والے رہے، اس لئے سارے امور لحد[3] علی کرمہ اللہ سے ہی مکمل ہوئے۔

حاکم اول ہمدم مکرم اور علی کرمہ اللہ

وصال رسول کے آگے سارے لوگوں کا حاکم اول سے عہد ہوا۔ علی کرمہ اللہ، رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے لحد کے امور مکمل کر کے آئے اور اسی لمحے اس کا ہمدم مکرم سے عہد ہوا[4] اور ساری عمر ہمدم مکرم، عماد اسلام کے لئے علی کرمہ اللہ کے امام رہے۔[5]

ہمدم مکرم سے علی کرمہ اللہ کا لگاؤ

حاکم اول کی رائے ہوئی کہ صحرائی لوگوں[6] سے معرکہ آرائی ہو، وہ سواری لے کر اٹھے

۱؎ (بخاری باب مرض النبیؐ، مستدرک حاکم، ج:۳، ص:۱۱۱) ۲؎ ہادی عالم، بالاختصار والتغییر۔ ۳؎ تجہیز و تکفین۔ ۴؎ بعض روایات میں ہے کہ حضرت علیؓ نے چھ ماہ تک بیعت نہیں کی یہ بالکل غلط ہے اور راویوں کی طرف سے روایت میں ادراج ہے ہرقبول نہیں تفصیل کیلئے ملاحظہ فرمائیں رحماء بینھم۔ (حصہ صدیقی باب دوم، ص: ۲۴۸ تا ۲۶۲ اور سیرت علی المرتضی مولفہ محمد نافع مدظلہ ص:۱۳۱) ۵؎ (سیرت علی، ص:۱۵۱) ۶؎ جنگلی قبائل۔

اور صحرائی لوگوں سے لڑائی کے واسطے سوئے وادی[1] راہی ہوئے۔

علی کرمہ اللہ کو معلوم ہوا وہ دوڑ کر آئے اور حاکم اول کی سواری کی لگام لے کر کہا:

''حاکم اول سے ہمارا کلام اسی طرح کا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا معرکہ احد کو ہوا۔''[2]

اے حاکم اسلام! حسام کو ڈھک لو اور اہل اسلام کو ہر طرح کی الم رسائی سے دور رکھو! واللہ! اگر ہلاک ہو گئے، اسلامی کارواں ٹکڑے ٹکڑے ہوگا۔ علی ہر طرح کی مدد کے لئے آمادہ ہے۔

علی کرمہ اللہ کے اس کلام سے حاکم اول معمورہ رسول لوٹ آئے اور دوسرا عسکر سوئے وادی رواں ہوا۔

اسی طرح دوسرے اہم اسلامی امور کے واسطے علی کرمہ اللہ حاکم اول کے ہمراہ رہے۔[3]

عمر مکرم اور علی کرمہ اللہ

حاکم اول کے وصال کا لمحہ آ لگا، ولی عہدی کا اک مراسلہ لکھوا کر حاکم اول کا لوگوں سے کلام ہوا:

''لوگو! ہم سے کہو کہ ہمارے اس عہد کے عامل ہو گے؟

لوگوں کا رد کلام ہوا: ہاں! عامل ہوں گے۔

علی کرمہ اللہ کا کلام ہوا:

''اگر اولوالامر عمر ہوں گے ہم کو وصول ہے۔''

---

[1] وادی القصہ [2] حضرت علیؓ نے فرمایا میں آپؓ کو وہی بات یاد دلاتا ہوں جو رسول اللہؐ نے احد کے دن فرمائی تھی، آپؓ اپنی تلوار نیام میں کریں اور اپنی ذات کے متعلق ہمیں کسی پریشانی میں نہ ڈالیں، اللہ کی قسم! اگر ہمیں آپؓ کی ذات کے متعلق کوئی مصیبت پہنچی تو آپؓ کے بعد اسلام کیلئے کوئی صحیح نظم قائم نہ رہ سکے گا۔ (سیرت علی، ص: ۱۵۳) [3] تقسیم اموالِ خمس، اہم دینی مسائل میں مشاورت اور تدوین قرآن وغیرہ۔

اور وہ عہد عمر مکرم ہی کے لئے رہا[1]

عہد عمر اور عہدۂ علی کرمہ اللہ

عمر مکرم کے دور کو علی کرمہ اللہ لوگوں کے واسطے اک عمدہ حکم[2] رہے۔

اہم امور کے لئے علی کرمہ اللہ سے رائے

عمر مکرم اہم امور کے لئے علی کرمہ اللہ سے رائے لے اس رائے کے عامل رہے۔[3]

عمر مکرم کی ولی عہدی[4]

عمر مکرم کے ہاں علی کرمہ اللہ سدا اہل رائے رہے، اس لئے اگر کسی لمحے عمر مکرم کا ارادہ کسی محل کے رحلہ کا ہوا، علی کو ولی عہد کر کے گئے،

علی کرمہ اللہ عمر مکرم کے سسر

علی کرمہ اللہ کا عمر مکرم اسروی واسطہ رہا، علی کرمہ اللہ کی اک لڑکی[5] کی عروسی، علی کرمہ اللہ کے حکم سے عمر مکرم سے ہوئی۔

اس طرح عمر مکرم، علی کرمہ اللہ کے داماد ہو گئے اور علی کرمہ اللہ عمر مکرم کے سسر ہو گئے اور اللہ کے کرم سے عمر مکرم کو اس لڑکی سے اولاد عطا ہوئی۔[6]

۱؎ سبحان اللہ! سیدنا علیؓ بھی ابوبکر صدیقؓ کے بعد عمر فاروقؓ کی خلافت کے قائل تھے۔ (سیرت علی، ص: ۱۶۷) ۲؎ قاضی۔ ۳؎ یہ درست ہے کہ عہد فاروقیؓ میں حضرت علیؓ کے مخلصانہ مشوروں کو ہمیشہ اہمیت دی گئی اور بیشتر ان کی رائے کی موافقت میں فیصلے کئے گئے مثلاً: (۱) حاصل شدہ اموال میں وقتی طور پر صدقہ ادا کرنے کے متعلق مشورہ۔ (۲) دیت میں مشورہ۔ (۳) بدفعلی کی سزا میں احراق کا مشورہ۔ (۴) شراب خوری کی سزا میں اضافے کا مشورہ۔ (۵) تیسری چوری کی سزا کا مشورہ۔ (۶) فاروق اعظمؓ کے مشاہرہ اور تعین کا مشورہ۔ (۷) سن ہجری کے اجراء کے بارے میں مشورہ۔ (۸) علاقہ نہاوند کی طرف اقدام کرنے میں خروج خلیفہ کے بارے میں مشورہ۔ (۹) غزوہ روم میں خلیفہ ثانی کے بذات خود تشریف نہ لے جانے کے متعلق مشورہ۔ (۱۰) مال غنائم کی تقسیم کے بعد بقایا مال کو پس انداز کرنے کا مشورہ۔ (حوالہ بالا) ۴؎ نیابت فاروقیؓ۔ ۵؎ ام کلثوم جن کی والدہ سیدہ فاطمہؓ ہیں۔ ۶؎ ایک لڑکا زید اور ایک لڑکی رقیہ۔

وصال عمر اور ولی عہدی کے لئے اسم علی کرمہ اللہ

عمر مکرم کے وصال کا لمحہ آ لگا، عمر مکرم کے حکم سے اہل رائے لوگوں کا اک گروہ ولی عہدی کے لئے طے ہوا، اس گروہ کو حکم ہوا کہ وہ رائے سے کسی اک کو حاکم اسلام طے کر لے۔

علی کرمہ اللہ اسی گروہ کے آدمی رہے۔

عمر مکرم کی علی کرمہ اللہ کو داد و عطا

عمر مکرم کے عہد کو عمر مکرم کے حکم سے علی کرمہ اللہ کو مٹی کا اک عمدہ حصہ ملا وہ حصہ ماء طاہر کا حامل رہا اور علی کرمہ اللہ کے لئے کمائی کا واسطہ ہوا[۱]

علی کرمہ اللہ کے موں سے عمر مکرم کے رسالہ[۲] اعمال کی مدح سرائی

عمر مکرم کا وصال ہوا، اس کو اک ردا اوڑھائی گئی، علی کرمہ اللہ آئے اور کہا:

"عمر مکرم سے عمدہ ہمارے آگے اور کوئی کہاں؟ اللہ کرے، علی کا رسالۂ اعمال، عمر مکرم کے رسالہ اعمال کی طرح ہو۔"[۳]

لحدِ عمر مکرم کے لئے علی کرمہ اللہ کی مددگاری

عمر مکرم کے وصال کے آگے امور لحد کے لئے علی کرمہ اللہ دوسرے ہمدموں[۴] کے ہمراہ رہے۔

دورِ عمر کے واسطے علی کرمہ اللہ کا کلام

عمر مکرم کے دور کے لئے علی کرمہ اللہ کا کلام ہوا:

"دورِ عمر کے سارے امور کمال عمدہ رہے اور عمر مکرم اک اعلیٰ حاکم رہے۔

واللہ! ہم اس سے دور ہوں گے کہ عمر مکرم کے لاگو کردہ امور محو ہوں۔"

---

[۱] (سیرت علی، ص:۱۶۷) [۲] نامہ اعمال۔ [۳] (سیرت علی ص:۱۸۱) [۴] عبداللہ بن عمرؓ، حضرت عثمان غنیؓ حضرت زبیرؓ وغیرہم۔

دامادِ رسول حاکم سوم[1] اور علی کرمہ اللہ

اسروی واسطہ

حاکم سوم، علی کرمہ اللہ کی سگی عمہ مکرمہ[2] کی لڑکی اروی کا لڑکا ہے اور ولد[3] علی کرمہ اللہ کی لڑکی[4] کی عروسی حاکم سوم کے لڑکے کے لڑکے[5] سے ہوئی اور دوسری[6] لڑکی کی عروسی حاکم سوم کے دوسرے لڑکے کے لڑکے[7] سے ہوئی۔

حاکم سوم سے عہد

اہل رائے کی رائے سے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے دہرے داماد حاکم اسلام ہوئے۔ اک آدمی کے سوا سارے لوگوں سے اول ہمدم علی کرمہ اللہ کا حاکم سوم سے عہد ہوا۔[8]

علی کرمہ اللہ، حاکم سوم کے مددگار

اہم امور کے لئے علی کرمہ اللہ سدا حاکم سوم کے مددگار رہے۔[9] کلام اللہ کے مسئلے کے لئے علی کرمہ اللہ کا لوگوں سے کلام ہوا:

''لوگو! کلام الٰہی کے معاملے کے واسطے حاکم سوم راہ ھدیٰ کا رہرو ہے اس کے حکم کی روگردی سے دور رہو۔''[10]

محاصرۂ حاکم سوم اور علی کرمہ اللہ کا کردار

روگردوں[11] کا گروہ حاکم سوم کے گھر کا محاصرہ کر کے کھڑا ہوا، علی کرمہ اللہ صلح کے لئے

---

[1] حضرت عثمان غنیؓ۔ [2] ام حکیم البیضاء بنت عبدالمطلب جو حضرت علیؓ کی سگی پھوپھی تھیں۔ [3] حضرت حسینؓ۔ (سیرت علی، ص:۱۸۶) [4] سکینہ بنت حسینؓ۔ (ایضاً) [5] زید بن عمرو بن عثمانؓ، حضرت عثمانؓ کا پوتہ۔ (ایضاً) [6] حضرت فاطمہ بنت حسینؓ۔ (ایضاً) [7] عبداللہ بن عمرو بن عثمانؓ، حضرت عثمانؓ کا پوتہ۔ (ایضاً) [8] حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے خلافت عثمانؓ کا اعلان کر کے اول خود بیعت کی اس کے بعد حضرت علیؓ نے۔ (طبقات ابن سعد، ص: ۴۲، ۴۳، بخاری شریف، ص: ۵۲۵) [9] سیرت علی، ص: ۱۸۸) [10] (ایضاً ص: ۱۸۹) [11] باغیوں۔

ہر طرح سے ساعی رہے، مگر محال ہوا کہ روگر دوں کا محاصرہ ٹوٹے، اس لئے علی کرمہ اللہ کا لڑکوں[1] کو حکم ہوا کہ وہ رکھوالی کے لئے حاکم سوم کے گھر آ گے کھڑے ہوں۔

حاکم سوم کی گواہی اور علی کرمہ اللہ کا ردعمل

حاکم سوم روگر دوں کے حملے سے اللہ کے گھر کو سدھارے، علی کرمہ اللہ کو اس کی اطلاع ہوئی، اسی لمحے کہا:

''اے اللہ! علی حاکم سوم کی ہلاکی کے معاملے سے الگ ہے۔''

اور آ کر لڑکوں کو مارا کہ کس طرح کی رکھوالی کی کہ حاکم سوم ہلاک کر دئے گئے۔[2]

حاکم سوم کے امور لحد علی کے حکم سے

حاکم سوم کے وصال کو دو سحر سے سوا عرصہ ہوا، روگر دوں کے ڈر سے لوگ حاکم سوم کے امور لحد سے محروم رہے، مگر علی کرمہ اللہ اٹھے اور اس کے حکم سے حاکم سوم کو مٹی دی گئی۔[3]

عہد علوی

حاکم سوم کے وصال کے آگے سہ سحر لوگ حاکم اسلام سے محروم رہے، اس عرصے لوگوں کا علی کرمہ اللہ سے اصرار رہا کہ وہ اہل اسلام کے لئے ''اولوالامر'' ہوں، مگر علی کرمہ اللہ اس سے روگر دواں رہے۔

مآل کار ہمدموں اور مددگاروں کی رائے سے طوعاً و کرھاً اولوالامری کے لئے آمادہ ہو کر حرم رسول آئے اور لوگوں کا علی سے عہد ہوا۔[4]

اول معاملہ

اولوالامر ہو کر علی کرمہ اللہ کے لئے اہم معاملہ وہ رہا کہ وہ حاکم سوم کے مہلکوں[5]

---

[1] حضرات حسنین رضی اللہ عنہما۔ [2] (سیر الصحابہ، ج:۱، ص:۲۶۸) [3] (تاریخ اسلام، ج:۱، ص:۴۱۵) [4] (سیرت علی، ص:۲۲۸، ص:۲۲۹) [5] قاتلوں۔

کومعلوم کر کے صلہ دم[1] کی وصولی کرے، مگر معاملہ اس لئے گراں ہوا کہ حاکم سوم کی گواہی کے لئے اک حاکم سوم کی گھر والی ہی گواہ ہوئی۔[2]

حاکم سوم کی گھر والی سے معلوم ہوا کہ حاکم سوم کی گواہی کے لئے محمد ولد ہمدم مکرم اور دو اور لا معلوم آدمی گھر آئے۔

علی کرمہ اللہ کا محمد ولد ہمدم مکرم سے سوال ہوا:

"اے محمد! ہم سے کہو کہ وہ حاکم سوم کا مہلک[3] ہے"؟

محمد کا ردکلام ہوا:

"واللہ! وہ حاکم سوم کے گھر گھسا، مگر حاکم سوم کا کلام مسموع کر کے عار آئی اور وہ وہاں سے لوٹا، اس لئے وہ لاعلم ہے کہ حاکم سوم کا مہلک کس اسم سے موسوم ہے؟"

حاکم سوم کی گھر والی محمد ولد ہمدم مکرم کے اس کلام کی گواہ ہوئی۔ اس طرح حاکم سوم کے مہلک لامعلوم رہے اور علی کرمہ اللہ کے لئے گراں ہوا کہ وہ کوئی کاروائی کرے۔[4]

عمال وحکام کی معطّلی

علی کرمہ اللہ کو معلوم رہا کہ لوگوں کی حاکم سوم سے روگردی اور حاکم سوم کی ہلاکی کی راہ حاکم سوم کے طے کردہ عمال کی سوءِ راہ روی سے ہموار ہوئی،[5] اس لئے اولوالامر ہو کر علی کرمہ اللہ کے حکم سے حاکم سوم کے دور کے کئی عامل معطل ہوئے اور دوسرے عامل طے کئے گئے۔

---

[1] قصاص۔ [2] قاتلوں کے علاوہ اس وقت گھر میں صرف سیدنا عثمان غنیؓ کی اہلیہ حضرت نائلہؓ ہی تھیں۔ [3] حضرت علیؓ نے محمد بن ابی بکر سے پوچھا کہ آیا وہ بھی قاتلین عثمانؓ میں شامل تھا، اس نے انکار کیا، جس کی تائید سیدنا عثمان غنیؓ کی اہلیہ حضرت نائلہؓ نے کی۔ (سیر الصحابہ، ج:۱، ص:۲۶۹) [4] کیونکہ تحقیق وتفشیش کے باوجود بھی قاتلوں کا پتہ نہ چلا تھا۔ [5] حضرت علیؓ کے نزدیک شہادت عثمانؓ کا اصلی سبب عمال کی بے اعتدالیاں تھیں، اس لئے آپؓ نے تمام عثمانی عمال کو معزول کر کے دوسرے لوگوں کو طے کیا۔

سہل کو حکم ہوا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے سالے[۱] محرر وحی[۲] کے ملک[۳] کا عامل ہو کرادھر راہی ہو!

وہ علی کرمہ اللہ کے حکم سے ادھر رواں ہوئے، مگر راہ کے اک مرحلے محرر وحی کے سوار آڑے آئے اور اس کو روکا، اس لئے سہل معمورہ رسول لوٹ آئے اور آ کر سارا حال علی کرمہ اللہ سے کہا۔

اس اطلاع کو مسموع کر کے علی کرمہ اللہ کو معلوم ہوا کہ اس کا عہد معرکہ آرائی سے معمور ہوگا[۴]

علی کرمہ اللہ کے حکم سے محرر وحی کو اک مراسلہ ارسال ہوا اس کا ماحاصل اسطرح ہے:

"سارے ہمدموں اور مددگاروں کا ہم سے عہد ہوا ہے، اس لئے آ کر ہم سے عہد کرو اور روگردی سے دور رہو! روگردی کرو گے، معرکہ آرائی ہوگی۔"

محرر وحی کا ردِ کلام ہوا:

"اے علی! اول حاکم سوم کے مہلکوں سے صلۂ دم وصول کرو اس کے اس کے آگے ہمارا عہد ہوگا۔"

مگر علی کرمہ اللہ کا اصرار رہا: اول ہم سے عہد کرو! اس کے آگے دادرسی کے لئے ہم سے کہو! اللہ کے حکم سے حاکم سوم کے مہلکوں سے صلۂ دم لے کر رہوں گا۔

علی کرمہ اللہ، محرر وحی کے ہاں

اہل مطالعہ کو معلوم رہے کہ محرر وحی اولوالامری کے ارادے سے دور رہے اور اس کو معلوم رہا کہ علی کرمہ اللہ ہی اولوالامری کا اہل ہے، مگر عہد علی سے روگرداں اسی لئے رہے کہ اس کا مدعا رہا کہ علی کرمہ اللہ اول حاکم سوم کا صلۂ دم لے۔

اللہ کا حکم اسی طرح رہا کہ علی کرمہ اللہ سے طوعاً و کرھاً کئی امور اس طرح کے صادر ہوئے کہ لوگ اک اک کر کے علی کرمہ اللہ سے روگرداں ہوئے۔ امر اول: حاکم سوم کے

---

[۱] سیدنا امیر معاویہؓ۔ [۲] کاتب وحی۔ [۳] شام۔ [۴] (سیر الصحابہ، ج:۱، ص:۲۶۹)

مہلک لامعلوم رہے۔ امر دوم: حاکم سوم کے اعداء اور مہلک، علی کرمہ اللہ کے عسکر کا حصہ ہو کر اس کے مددگار رہوئے۔ امر سوم: حاکم سوم کے طے کردہ عمال وحکام کی معطلی۔[۱] اسی لئے اہم اہم لوگوں کے دل وساوس سے معمور ہوئے۔

ہمدم طلحہ وولد عوام کا مکے کا ارادہ

ہمدم طلحہ وولد عوام علی کرمہ اللہ سے عہد کر کے عمرہ واحرام کی ادائے گی کے لئے سوئے مکہ راہی ہوئے۔ عروس مطہرہ[۲] کہ اول ہی سے احرام کی ادائے گی کے لئے مکہ رواں رہی، اس سے آ کر ملے اور سارا حال کہا۔

ہمسائے ملک[۳] کا اک والی کہ وہ حاکم سوم کے دور کو اس ملک کا والی رہا اور علی کرمہ اللہ کے حکم سے معطل ہوا، وہ اسی لمحے مکہ وارد ہوا اور مسطورہ لوگوں سے ملا اور اس کی سعی سے مسطورہ لوگ حاکم سوم کے صلۂ دم کے لئے آمادہ ہوئے اور رائے آئی کہ سارے لوگ اک گروہ ہو کر دوسرے اسلامی ملک[۴] راہی ہوں کہ وہاں کے لوگوں کو ہمراہ کر کے اکٹھے صلۂ دم کے لئے آمادہ ہوں۔ اس طرح حاکم سوم کے مہلکوں سے صلۂ دم کی وصولی سہل ہوگی۔ اس طرح طے کر کے سارے لوگ عروس مطہرہ کے آگے آئے اور کہا کہ اے اہل اسلام کی ماں! ہمارے ہمراہ اس ملک کے لئے راہی ہو کہ کسی طرح اہل اسلام دہرا کر اک ہوں اور ہر طرح کی لڑائی سے دور ہوں۔[۵]

عروس مطہرہ اصلاح احوال کے ارادہ سے ہمراہ ہوئی

عروس مطہرہ اصلاح احوال کے لئے اس گروہ کی ہمراہی کے لئے آمادہ ہوئی اور وہ اس اسلامی ملک رواں ہوئے۔[۶]

---

[۱] یہ وہ امور تھے کہ ان کی وجہ سے لوگوں کے دلوں میں طرح طرح کے خیالات آنے لگے تھے۔ (سیر الصحابہ، ج:۱،ص: ۲۷۰) [۲] سیدہ عائشہؓ۔ [۳] یمن کا والی، یعلیٰ بن امیہ (خلافت راشدہ، ص:۱۷۵، تاریخ اسلام، ج:۱، ص:۴۴۰، سیرت سیدنا علی المرتضی، ص:۲۳۷) [۴] بصرہ۔ [۵] (سیرت سیدنا علی المرتضی، ص:۲۳۸) [۶] (ایضاً)

اسی ملک کے لئے رحلۂ علی کرمہ اللہ

علی کرمہ اللہ کو اسی حال کی اطلاع ملی، لوگوں سے کہا کہ آمادہ رہو! ہمارا اسی ملک کا ارادہ ہے۔

کئی ہمدم و مددگار آمادہ ہوئے، اسی طرح روگرداں کا وہ گروہ کہ حاکم سوم کا مہلک اور سطحی طور سے علی کرمہ اللہ کا مددگار اور دراصل عدو اسلام رہا، وہ گروہ علی کے ہمراہ ہوا۔

کئی ہمدم موں[1] کا علی سے کلام ہوا کہ وہ اس ارادے سے دور رہے اور معمورۂ رسول رہ کر ہی لوگوں کو حکم کرے! لوگ معرکہ آرائی کے واسطے راہی ہوں گے۔ مگر علی کرمہ اللہ سارے لوگوں کو ہمراہ لے کر رواں ہو گئے۔

راہ کے اک مرحلے علی کرمہ اللہ کا لڑکے[2] اور ہمدم عمار کو حکم ہوا کہ وہ والد موسیٰ[3] کے ملک راہی ہوں اور کہا کہ وہاں کے لوگوں کو ہماری مدد کے لئے آمادہ کرو!

والد موسیٰ کی اس معاملے، رائے اس طرح کی رہی کہ لوگ گھروں کے کواڑ لگا کر ہر طرح کی لڑائی سے الگ ہوں۔

ولد علی اور ہمدم عمار ادھر آئے اور لوگوں سے کہا:

''وہ علی کرمہ اللہ کی مدد کے لئے کھڑے ہوں!''

کئی لوگ آمادہ ہو گئے۔

---

[1] حضرت عبداللہ بن سلامؓ حضرت علیؓ کی سواری کی باگ پکڑ کر فرمانے لگے، امیر المؤمنین آپؓ مدینہ طیبہ کی اقامت ترک نہ فرمائیں اگر آپؓ مدینہ طیبہ سے باہر چلے گئے تو کوئی مسلمانوں کا خلیفہ مدینہ طیبہ کی طرف عود نہ کر سکے گا۔ (ایضاً ص: ۲۴۶) اسی طرح حضرت عقبہ بن عامرؓ نے جو بڑے پایہ کے صحابی اور غزوہ بدر میں رسول اللہؐ کے ساتھ شریک تھے انصار کی طرف سے گزارش کی اور حضرت علیؓ کو روکا کہ دار الخلافہ چھوڑ کر جانا کسی طرح مناسب نہیں۔ (سیر الصحابہ، ج:۱ ص: ۲۷۱) [2] حضرت حسنؓ۔ [3] ابوموسیٰ اشعریؓ کوفہ کے گورنر تھے۔ (سیرت سیدنا علی المرتضیٰ، ص: ۲۴۷، سیر الصحابہ، ج:۱ ص: ۲۷۱)

عروس مطہرہ کا اکرام

وہاں ہمدم عمار سامع ہوئے کہ اک آدمی عروس مطہرہ کے لئے مکرہ کلامی کر رہا ہے۔

اسی لمحے اس کو ردکا اور کہا کہ او مردود! عروس مطہرہ کے لئے مکروہ کلامی سے دور رہو!

واللہ! عروس مطہرہ، رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کی ہر دو عالم کی عروس ہے[1]

ولد علی اور ہمدم عمار کوئی دس دس سو کے دس گروہ[2] ہمراہ لے کر عسکر علی کرمہ اللہ سے آملے۔

علی کرمہ اللہ سارے عسکر کے ہمراہ اسی[3] ملک کے لئے رواں ہوئے کہ عروس رسول، ہمدم طلحہ، اور ولد عوام آکر ٹھہرے۔

علی کرمہ اللہ اور عروس رسولؐ کی دلی آس رہی کہ کسی طرح اہل اسلام لڑائی سے دور ہوں اور کسی طرح صلح ہی سے سارا معاملہ طے ہو، اس لئے عسکر علی سے ولد عمرو[4] صلح کے ارادہ سے عروس رسول کے آگے آئے اور کہا:

''اے اہل اسلام کی ماں! اس ملک کس ارادے سے آئی ہو''؟

عروس رسول کا رد کلام ہوا:

''اصلاح احوال کے لئے آئی ہوں''۔

اسی طرح کا مکالمہ ہمدم طلحہ و ولد عوام سے ہوا۔[5] ولد عمرو کا کلام ہوا:

''اگر ارادہ اصلاح احوال کا ہے، وہ اسی طرح سہل ہوگا کہ علی کرمہ اللہ سے عہد کرلو! سارے لوگ لڑائی سے دور ہوں گے''۔

اس کلام سے عروس مطہرہ ہمدم طلحہ، ولد عوام، عہد علی کے لئے آمادہ ہوگئے۔[6]

---

[1] اس واقعہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور ان متبعین کے دل کس قدر صاف تھے۔ [2] ساڑھے نو ہزار آدمی کوفے سے چل کر حضرت علیؓ کے لشکر میں شامل ہوگئے۔ (سیر الصحابہ، ج:۱، ص:۲۷۲) [3] بصرہ۔ [4] حضرت قعقاع بن عمرو التمیمی صحابی رسولؐ۔ (سیرت علیؓ، ص: ۲۵۰) [5] (ایضاً ص: ۲۵۱) [6] افہام و تفہیم کے اس بیان کے بعد حضرت طلحہؓ حضرت زبیرؓ اور سیدہ صدیقہؓ نے ارشاد فرمایا: اصبت واحسنت فارجع الخ یعنی آپ نے درست بات کی اور بہتر چیز بیان کی ہے، ہم لوگ اس بات پر آمادہ ہیں۔ (ایضاً)

لوگوں کواس کی اطلاع ہوئی، سارے اہل اسلام اس سے مسرور ہوئے۔

روگردوں مکاروں کی مکروہ کاروائی

روگردوں اور حاکم سوم کے مہلکوں کواس اطلاع سے اک دھکا لگا اور ڈرے کہ اگر صلح ہوگئی، سارے کے سارے ہلاک ہوں گے۔

اس لئے طے ہوا کہ اُس لمحے کہ سارے لوگ سورہے ہوں گے، ہمارے آدمی ہردوعسکر کے لئے حملہ آور ہوں گے، اس طرح لڑائی کا سلسلہ ہوگا اور ہم معصوم ہوں گے اور اسی طرح ہوا کہ سحر مکمل ہوئی سارے لوگ سوگئے، روگردوں کا گروہ اٹھا اور اٹھ کر دوسرے عسکر کے لئے حملہ آور ہوا، ہراک عسکر کولگا کہ دوسرا عسکر دھوکہ دہی کی راہ لگ کر حملہ آور ہوا ہے، اس لئے اک دوسرے سے معرکہ آراء ہوگئے۔[1]

عروس رسول کے لئے اک سواری لوہے کی ڈولی[2] سے مرصع کی گئی، عروس رسول اسی سواری کی سوار ہوئی، اسی لئے اس معرکہ کا اسم "سواری والا معرکہ" ہوا۔[3] عروس رسول کی سعی رہی کہ لوگ لڑائی سے دور ہوں، اسی طرح علی کرمہ اللہ ساعی رہے کہ کس طرح لڑائی رکے، مگر روگردوں، مکاروں کی سعی کامگار ہوئی اور لڑائی کی آگ سلگ اٹھی۔[4]

سواری والا معرکہ

اس سے اول کہ معرکہ عام ہو، علی کرمہ اللہ آگے آئے اور ولد عوام سے کہا:

"اے ولد عوام! معلوم ہے کہ اک سحر رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا اس سے کلام ہوا: اے ولد عوام! علی سے دلی لگاؤ ہے؟ رد کلام ہوا: ہاں! رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا کلام ہوا: اے ولد عوام! اک سحر آئے گی کہ راہ ھدیٰ سے ہٹ کر علی سے لڑو گے"۔

---

[1] (سیرت علی، ص:۲۵۳، ۲۵۶، سیر الصحابہ، ج:۱، ص:۲۷۳، تاریخ اسلام، ج:۱، ص:۴۵۵، خلافت راشدہ، ص:۱۸۱)

[2] ہودج۔ [3] جنگ جمل، جمل عربی میں اونٹ کو کہتے ہیں۔ [4] (خلافت راشدہ، ص:۱۸۱)

ولدعوام کا کلام ہوا:

''ہاں! ہم کواسی لمحے معلوم ہوا ہے''۔

علی کرمہ اللہ کے اس کلام سے ولدعوام لڑائی سے الگ ہو گئے اور لڑکے سے کہا:

''اے لڑکے! ہمدم علی، راہ ھدیٰ کا رہرو ہے، اس لئے لڑائی سے الگ رہو!''

مگر وہ وصول کلام سے دور رہا، اس حال کا مطالعہ کر کے ہمدم طلحہ کا ارادہ ہوا کہ وہ لڑائی سے الگ ہو، مگر عسکر علی سے کسی مردود کا سم آلود سہم ہمدم طلحہ کو لگا، اس سے وہ دار اسلام کو راہی ہوئے[1] (ہم ساروں کا اللہ مالک ہے اور ہر آدمی اسی کے ہاں لوٹے گا)[2]

اس کے آگے معرکہ عام کا سلسلہ ہوا۔

عروس رسول کی سواری کی رکھوالی کے لئے صد ہا صد لوگ کٹ مرے۔ علی کرمہ اللہ کو محسوس ہوا کہ اگر عروس رسول کی سواری کھڑی رہے گی، لڑائی کا سلسلہ اسی طرح رہے گا، اس لئے اک آدمی کو ہلکے[3] سے کہا:

''عروس رسول کی سواری کو گھائل کر کے گرادو! کہ لڑائی رکے۔ وہ آدمی اٹھا اور حسام[4] لے کر حملہ آور ہوا، اس حملے سے وہ سواری گھائل ہو کر گری اور معاً لڑائی رک گئی اور عسکر علی کامگار رہا۔

محمد ولد حاکم اول کو ہمدم علی کا حکم ہوا کہ والدہ کی لڑکی[4] کو اک عمدہ اور الگ محل لے کر راہی ہو اور عسکر کو حکم ہوا:

''دوسرے عسکر کا کوئی آدمی دوڑ رہا ہو، اس کی ہلاکی سے دور رہو!

گھائل لوگوں کی ہلاکی سے دور رہو اور اموال کامگاری[5] سے دور رہو!''

اور آگے آکر عروس رسول سے احوال معلوم کئے[6]

---

[1] (سیر الصحابہ، ج:۱، ص:۲۷۳) [2] یہ انا للہ وانا الیہ راجعون کا مفہوم ہے۔ [3] اشارہ کیا [3] تلوار [4] بہن یعنی سیدہ صدیقہؓ۔ [5] مال غنیمت۔ [6] مزاج پرسی کی۔

عروس رسولؐ کا اکرام

علی کرمہ اللہ، سلام کر کے عروس رسول کے آگے آئے، اک آدمی سے اطلاع ملی کہ دو آدمی عروس رسول کو گالی دے کر مکروہ عملی کے عامل ہوئے۔

علی کرمہ اللہ کا اسی لمحے عمرو کو حکم ہوا کہ ہر دو کو لاؤ اور کوڑے لگا کر اسلامی حد مکمل کرو اور کھڑے ہو کر لوگوں سے کہا:

''لوگو! عروس رسول اسی طرح اکرام والی ہے کہ لڑائی سے اول رہی۔''[1]

عروس رسول کا ارادہ ہوا کہ سوئے معمورۂ رسول راہی ہو، اس لمحے عروس رسول کو علی کرمہ اللہ سے حد سوا اکرام ملا، سواری عطا ہوئی۔

عروس رسول، ولد ام محمد کے ہمراہ، معمورہ رسول کو رواں ہوئی اور علی کرمہ اللہ عروس رسول کی سواری کے ہمراہ اکرام کے واسطے کئی کوس آئے اور دارالسلام کے سرداروں[2] کو حکم ہوا کہ وہ عروس رسول کی سواری کے ہمراہ رواں ہوں۔[3]

اس لمحے عروس رسول کا کلام ہوا:

''اے لڑکو! علی کی حسد سے دور ہوں۔ ہماری لڑائی لاعلمی سے ہوئی، اس سے اول ہم اک دوسرے کی حسد سے سدا دور رہے''۔

علی کرمہ اللہ کا کلام ہوا:

''ہاں اسی طرح ہے اور کہا: عروس رسول رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کی گھر والی اور ہماری ماں ہے اور مکرمہ ہے۔''[4]

اس کے آگے علی کرمہ اللہ اس ملک کو رواں ہو گئے کہ وہ علی کے لئے دارالامارہ رہا،[5] وہاں کے لوگوں کا ارادہ ہوا کہ علی کرمہ اللہ اک اعلیٰ و اولیٰ محل آ کر ٹھہرے، مگر علی کرمہ اللہ کا کلام ہوا کہ

---

[1] (سیرت سیدنا علی المرتضیٰؓ ص:۲۶۷) [2] حضرت حسن، حضرت حسین رضی اللہ عنہما۔ [3] (سیرت علی، ص:۲۷۰)
[4] (سیر الصحابہ، ج:۱، ص:۲۷۵) [5] حضرت علیؓ دار الخلافہ کوفہ لوٹ آئے۔

عمر مکرم کے لئے سدا اس طرح کے محل مکروہ رہے، اس لئے علی اس طرح کے محل سے دور رہے گا[۱]
اس لئے اللہ کے گھر سے ملے ہوئے اک عام سے محل آکر ٹھہرے[۲] اور عماد اسلام کی ادائے گی کی
اور لوگوں سے ہمکلام ہو کر کہا:

''لوگو! راہِ ھدیٰ کے رہرو رہو! مکروہ عملی سے دور رہو۔''

اور اس ملک کے لوگوں کی مدح سرائی کی۔

اور ساری عمر اسی ملک[۳] کو دارالامارہ کر کے رہے اور ملکی امور کی عمدگی کے لئے سرگرم ہوئے۔[۴]
ارد گرد کے ملکوں کے امور مکمل کر کے علی کرمہ اللہ کا ارادہ ہوا کہ محرر وحی[۵] اور اس کے ملک کے
لوگوں کو عہد کا کہے، اس لئے محرر وحی کو صلح اور عہد کا کہا۔ محرر وحی کا رد کلام ہوا کہ اول حاکم سوم کے
مہلکوں سے صلۂ دم لو کرو! اس کے آگے ہمارا عہد ہوگا، اس کے علاوہ ہم ہر طرح کے عہد سے
دور ہوں گے۔

سوئے معرکہ گاہ

اس اطلاع کو مسموع کر کے علی کرمہ اللہ، محرر وحی کے ملک کا ارادہ کر کے اٹھے اور دس
دس سو کے اسی گروہ[۶] ہمراہ لے کر ادھر راہی ہوئے اور ماءِ طاہر سے معمور اک محل آکر ٹھہرے۔[۷]
محرر وحی کو اس کی اطلاع ہوئی وہ اک عسکر طرار کے ہمراہ ملکی سرحد آ لگے۔

---

[۱] سبحان اللہ! سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کو اتباع عمر فاروقؓ کا کس قدر اہتمام تھا۔ (از مؤلف) [۲] اہل کوفہ نے قصر امارت میں مہمان نوازی کا اہتمام کیا، مگر آپؓ نے میدان میں قیام فرمایا۔ (سیر الصحابہؓ، ج:۱،ص:۲۷۶) [۳] کوفہ۔ [۴] حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو بصرہ کی ولایت سپرد کی، مدائن پر یزید بن قیس، اصفہان پر محمد بن سلیم، کسکر پر قدامہ بن عجلان ازدی، بجستان پر ربعی بن کاس اور تمام خراسان پر خلید بن کاس کو مامور کر کے بھیجا۔ (سیر الصحابہ، ج:۱،ص:۲۷۶) [۵] کاتب وحی سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ۔ [۶] اسی ہزار۔ [۷] حضرت علیؓ اپنے عساکر سمیت ارض شام کی طرف روانہ ہوئے اور دریائے فرات کے قریب ذوالحجہ ۳۶ھ میں قیام فرمایا۔ (سیرت علیؓ،ص:۳۰۴)

مدعائے علی ومحرروحی (اللہ ہردو سے مسرور ہوا)

مدعائے علی کرمہ اللہ اس طرح رہا: مددگاروں، ہمدموں کا علی سے عہد ہوا ہے، اس لئے عائد ہے کہ محرروحی اور اس کے ملک کے لوگوں کا عہد ہو، اس کے آگے وہ دادرسی کے لئے ہمارے آگے وارد ہوں۔ اس طرح اللہ کے حکم سے حاکم سوم کے مہلکوں سے صلۂ دم کی وصولی سہل ہوگی۔

مگر محرروحی کا مدعا رہا: اول صلہ دم وصول ہو، اس کے آگے عہد ہوگا۔

اہل اسلام سے معرکہ دوم[1]

عسکر علی کرمہ اللہ، محرروحی (اللہ اس سے مسرور ہوا) کے ملک کی سرحد طے کر کے ادھر وارد ہوا۔

ادھر محرروحی (اللہ اس سے مسرور ہوا) کے عسکر سے والد دعور سلمی آگے ہوئے اور معرکہ آراء ہوکر عسکر علی کرمہ اللہ کو روکا۔ سحر مکمل ہوئی، عسکر علی کے لئے کمک آگئی۔ اس حال کا مطالعہ کر کے والد دعور ادھر سے ہٹ گئے اور سارے احوال کی اطلاع محرروحی کو دی، محرروحی کے حکم سے معرکہ گاہ طے ہوا۔

محرروحی کا عسکر ادھر رواں ہوا اور وہاں کے گھاٹ کا مالک ہوا اس طرح عسکر علی کرمہ اللہ ماء طاہر سے محروم ہوا ادھر حصول ماء کے لئے معرکہ آرائی ہوئی، عسکر علی حاوی ہوکر گھاٹ کا مالک ہوا۔

علی کرمہ اللہ کا حکم ہوا کہ ہردو عسکر ماء طاہر سے مالا مال ہوں گے اور اس سے دور رہو کہ کسی کو ماء طاہر کی وصولی سے محروم کرو![2]

---

[1] معرکہ صفین [2] (سیر الصحابہ، ج:۱، ص:۲۸۰)

صلح کے لئے علی کرمہ اللہ کی اک اور سعی

علی کرمہ اللہ کے حکم سے صلح کی اک اور سعی کی گئی ولد عمرؓ[1] کو حکم ہوا کہ دو آدمی ہمراہ لے کر ادھر راہی ہو اور صلح کی سعی کرو! وہ گئے مگر محروم لوٹے۔

ہر دو عسا کر کے اہل علم لوگ ساعی رہے کہ اہل اسلام لڑائی سے دور رہوں اس لئے سہ ماہ کا عرصہ ہوا کہ لڑائی رکی رہی، مگر سہ ماہ کے آگے لڑائی کا سلسلہ ہوا اور مسلسل رہا کہ ماہ حرام[2] کی آمد ہوئی اور ماہ حرام کے اکرام کے واسطے ہر دو عسکر لڑائی سے الگ رہے۔

ماہ حرام مکمل ہوا، دہرا کر لڑائی کا سلسلہ ہوا کہ صدہا لوگ مارے گئے اور صدہا لڑکے والد کے سائے سے محروم ہوئے، مگر ہر دو عسکر اک دوسرے کے آگے ڈٹے رہے۔

اس حال کا مطالعہ کر کے علی کرمہ اللہ کا لوگوں سے اس طرح کا کلام ہوا کہ لوگوں کا حوصلہ اور سوا ہوا اور وہ عسکر محروحی سے اس طرح معرکہ آراء ہوئے کہ اس عسکر کے کئی سورما ڈر کر دوڑے۔

علی کرمہ اللہ کے ہمراہی ہمدم عمار اسی معرکے اللہ کے گھر کو سدھارے۔ اس سحر عسکر علی حاوی رہا۔

اک ہمدم رسول[3] ہمراہئ علی کا معاملہ

معرکے کے لمحے اک ہمدم رسول، ہمراہئ علی کا الگ ہی معاملہ رہا، وہ اس طرح کہ اس کا معمول رہا کہ لڑائی اور عماد اسلام کے لمحے علی کرمہ اللہ کے ہمراہی رہے اور طعام کے لمحے محروحی کے مطعم آکر طعام سے مالا مال ہوئے۔ کسی کا سوال ہوا: کس طرح کے آدمی ہو؟ کہ لڑائی اور عماد اسلام کے لمحے علی کرمہ اللہ کے ہمراہی رہے اور طعام کے لمحے محروحی کے؟ کہا: عماد اسلام علی کرمہ اللہ کی عمدہ ہے اور وہی حاکم اسلام ہے۔ اس لئے لڑائی اور عماد اسلام کے

---

[1] حضرت بشیر بن عمرو بن حصن انصاری، سعید بن قیس ہمدانی اور شیث بن ربعی کو صلح کیلئے بھیجا۔ (ایضاً) [2] وہ مہینہ جس میں لڑائی حرام ہے یعنی محرالحرام۔ (تاریخ اسلام، ج:۱، ص:۴۷۴) [3] حضرت ابو ہریرہؓ۔

لمحے اس کی ہمراہی کا معمول ہے، مگر طعام محرروحی کے ہاں کا عمدہ ہے، اس لئے طعام کے لمحے ادھر آمد کا معمول ہے۔ اس کلام کو مسموع کر کے محرروحی کمال مسکرائے۔[1]

دو حکموں[2] کا مسئلہ

اس معرکے محرروحی کے عسکر کے حد سے سوا لوگ کام آئے، اس لئے محرروحی کے عسکر سے رائے آئی کہ کسی طرح لڑائی رکے۔

اس لئے عمرو ولد عاص کی رائے سے لوگ کلام الٰہی اٹھا کر لائے اور کہا کہ ہم کو کلام الٰہی کا حکم وصول ہوگا۔

اس طرح لڑائی رکی اور طے ہوا کہ ہر دو عسکر سے اک اک آدمی حکم ہوگا اور دو سو اور دو سو لوگ اس کے ہمراہی ہوں گے۔ حکموں کی رائے سے مسئلہ حل ہوگا اور حکموں کا ہر حکم سارے لوگوں کو وصول ہوگا۔

اس لئے طے ہوا کہ عسکر علی سے والد موسیٰ حکم ہوں گے اور محروحی کے عسکر سے عمرو ولد عاص حکم ہوں گے اور صدور حکم کے لئے دومہ کا محل طے ہوا۔[3]

"الحکم للہ" کی صدا

سارے احوال کا مطالعہ کر کے عسکر علی سے اک گروہ[4] اس دو حکموں والی رائے سے روگراں ہوا کہ وہ رائے، کلام اللہ سے ٹکرا رہی ہے، اس لئے کہ اللہ کا کلام ہے:

"حکم اک اللہ ہی کے لئے ہے"۔[5]

اس طرح کہہ کر وہ گروہ کہ اس کا عدد دس سو کے دس اور دو دو سالے رہا، عسکر علی سے الگ ہوا اور مروراء آ کر ٹھہرا۔

---

[1] (سیرت خلفائے راشدین، ص: ۲۵۲) [2] تحکیم حکمین۔ [3] طے ہوا کہ دومۃ الجندل آ کر حکمین اپنا فیصلہ سنائیں گے۔ (سیرت علی المرتضیٰؓ، ص: ۳۱۸) [4] خارجی۔ [5] یہ اس آیت کا مفہوم ہے۔ ان الحکم الا للہ: (یوسف: ۴۰)

ہر دو عسکر حکموں کو طے کر کے گھروں کو لوٹ گئے، مگر عسکرِ علی دو ٹکڑے ہوا اور محروحی کا عسکر اسی طرح رہا۔

اس طرح کئی ماہ ہو گئے کہ حکموں کے حُکم کا لمحہ آ گا، اس لئے ہر دو حَکم اور صد ہا لوگ طے کردہ محل ''دومہ'' آ گئے۔

محروحی (اللہ اس سے مسرور ہو) کئی لوگوں کے ہمراہ ادھر آئے مگر علی کرمہ اللہ ''دومہ'' آمد سے دور رہے اور ہمدم رسول[1] ولد عم کو حکم ہوا کہ وہ دومہ راہی ہو اور سارے احوال کی اطلاع لائے۔

مآل کار ہر دو حَکم اکٹھے ہوئے اور ہر دو کی رائے ہوئی کہ علی کرمہ اللہ اور محروحی (اللہ اس سے مسرور ہو) ہر دو کو معطل کر کے اولوالامری کا معاملہ اہل اسلام کی رائے سے حل ہو اور اہل اسلام کا حاکم کوئی اور آدمی ہو۔

کئی علماء سے مروی ہے کہ والد موسیٰ کی رائے ہوئی کہ عمر مکرم کا لڑکا[2] حاکم اسلام ہو اور عمرو ولد عاص کی رائے ہوئی کہ اسی کا لڑکا[3] والی ہو کہ وہ علم و عمل کے عالی عہدے کا حامل ہے۔

والد موسیٰ کا کلام ہوا کہ ہاں معاملہ اسی طرح ہے، مگر وہ اہل اسلام سے لڑائی کے واسطے محروحی کا ہمراہی رہا ہے، اس لئے محال ہے کہ وہ حاکم اسلام ہو۔

دوسرے کئی علماء سے اس طرح مروی ہے کہ عمرو ولد عاص کی رائے ہوئی کہ محروحی حاکم اسلام ہو، مگر والد موسیٰ اس سے دو رائے ہو کر اس رائے کو رد کر گئے۔

مآل کار ہر دو حَکم محروم رہے کہ اک رائے اکٹھے ہوں، اس لئے اس وہ مسئلہ ادھورا رہا

---

[1] حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو اپنا قائم مقام بنا کر بھیجا۔ (سیرت سیدنا علی المرتضیٰؓ، ص:۳۲۱) [2] عبداللہ بن عمرؓ۔ (ایضاً ص:۳۲۲) [3] حضرت عمرو بن العاصؓ کی رائے اپنے لڑکے عبداللہ بن عمروؓ کو والی بنانے کی ہوئی حضرت ابوموسیٰؓ نے فرمایا کہ وہ آدمی تو صادق اور صحیح ہیں مگر آپؓ نے اپنے فرزند کو ان فتن میں ملوث کر دیا ہے۔ (سیرت علی، ص:۳۲۲)

اور ہر دو حکم دوسرے سے الگ ہوئے[1]

اس کے آگے محروحی کے لوگوں کا محروحی سے اولوالامری کا عہد ہوا، حالاں کے اس سے اول لوگ اس طرح کے عہد سے دور رہے۔

اس طرح اعداء اسلام کی سعی کامگار ہوئی اور اہل اسلام کئی ٹکڑے ہوگئے۔

مراسلہ علی کرمہ اللہ

اس کے آگے علی کرمہ اللہ کا اک کھلا ہوا مراسلہ ممالک محروسہ کے عمال کے لئے ارسال ہوا۔ لکھا:

> ''معلوم رہے کہ ہماری محروحی سے لڑائی ہوئی، حالاں کہ سارے لوگوں کو معلوم ہے کہ ہمارا اللہ، رسول، اسلام اک ہی ہے۔ ہر اک مسلم ہے اور اسلام کی رو سے کوئی کسی سے آگے کہاں؟ ہاں! حاکم سوم کی گواہی کے مسئلے کے لئے ہم دورائے ہوئے، مگر ہم حاکم سوم کی ہلاکی سے الگ ہی رہے[2]''

محروحی کا کلام (اللہ اس سے مسرور رہوا)

محروحی اور علی کرمہ اللہ کے دل اک دوسرے کے حسد سے طاہر رہے، اس لئے اہل

---

[1] تحکیم کے موقع پر مؤرخین اور ان کے بعض رواۃ نے جو تعبیریں اختیار کی ہیں، وہ حقائق و واقعات کے خلاف ہیں، کیونکہ ان میں حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کے متعلق یہ تاثر دیا جاتا ہے کہ وہ معاملات میں ظاہر بین تھے اور سیاسی بصیرت کے حامل نہیں تھے نیز وہ معاملہ فہمی میں زیرک نہیں تھے اور کئی مؤرخین حضرت عمرو ولد عاصؓ کو واقعہ ھذا میں خداع اور مکار شخص کی صورت میں پیش کرتے ہیں یہ سب بیان کرنے والوں کی اپنی قبیح تعبیریں ہیں یہ روایات کسی صورت میں صحیح نہیں۔ (سیرت علی، از مولانا محمد نافع مدظلہ) [2] حضرت علیؓ کے اسی خط سے واضح ہوگیا کہ اہل صفین وحضرت علیؓ کا اختلاف مذہبی نہ تھا، بلکہ دونوں جماعتوں کا مذہب ایک تھا، دونوں جماعتیں مسلمان ومؤمن تھیں، دونوں کی دعوت دینی ایک تھی، تصدیق ایمانی میں دونوں میں سے کوئی ایک دوسرے سے فائق نہیں تھا، دونوں کامل ایمان تھے، صرف ایک سیاسی مسئلہ باعث اختلاف تھا یعنی دمِ عثمانؓ کے معاملہ میں باہمی وقتی نزاع درپیش تھا۔ (ایضاً)

اسلام کے اس معرکے کے لیے حاکم روم کا ارادہ ہوا کہ وہ اسلامی ملکوں کے لئے حملہ آور ہو، محرروحی کو اس کی اطلاع ہوئی اسی لیے اس کو لکھا کہ او رومی مردود! اسلامی ملکوں کے حملے کے ارادے سے دور ہی رہ! اگر اس طرح کا ارادہ ہوا، واللہ! ہماری اولادِ عم سے صلح ہوگی اور ہم مل کر روم حملہ آور ہوں گے کہ گھر سے محروم ہوگے[1] اس سے حاکم روم ڈرا اور وہ مکروہ ارادے سے دور رہا۔

"الحکم للّٰہ" والوں[2] کا معاملہ

آگے لکھی گئی سطور سے معلوم ہوا کہ مسئلہ حَکَم سے روگراں ہو کر عسکرِ علی سے اک گروہ "الحکم للّٰہ" کہہ کر الگ ہوا اور حروراء آکر ٹھہرا، علی کرمہ اللہ ساعی ہوئے کہ وہ گروہ کسی طرح راہ ھدیٰ لگے، اس لئے علی کرمہ اللہ کا ولدِ عم کو حکم ہوا کہ اس گروہ سے ملو اور اس کو راہ ھدیٰ کی رہروی کا کہو!

وہ اسی حکم کے عامل ہوئے۔ اس گروہ کے معمولی لوگ راہ ھدیٰ لگے، مگر کئی لوگ محروم ہی رہے۔

عمدہ کلمہ کھوٹی مراد[3]

اک سحر علی کرمہ اللہ لوگوں کے آگے اللہ کی حمد کے لئے کھڑے ہوئے کہ "الحکم للّٰہ" والوں کا اک آدمی کھڑا ہوا اور کہا:

"اے علی! اللہ کا کلام ہے: "حکم اللہ ہی کے لئے ہے"[4] اور لوگوں کو حَکَم کر کے کلامِ الٰہی سے روگرداں ہوئے ہو۔ دوسرے کئی لوگ اس کے ہم رائے ہوئے اور مل کر "الحکم للّٰہ" کی صدا لگائی۔ علی کرمہ اللہ کا ردِ کلام ہوا: "کلمہ عمدہ ہے مگر مراد کھوٹی ہے"۔

---

[1] (سیرت علیؓ ص: ۳۳۵) [2] خوارج۔ [3] کلمة حق اریدبه الباطل۔ [4] ان الحکم الا لله: (یوسف: ۴۰)

"الحکم للّٰہ" والوں سے علی کرمہ اللہ کا معاملہ اولاً ہلکا رہا، اس سے اس گروہ کو حوصلہ ملا اور وہ حد سے سوا مکروہ کاموں کے عامل ہوئے۔ علی کرمہ اللہ کو اطلاع ملی کہ "الحکم للّٰہ" والوں کا گروہ لوٹ مار کی راہ لگا ہے اور اسلامی محارم کو حلال کئے ہوئے ہے، اس لئے علی کرمہ اللہ کا اس گروہ سے لڑائی کا ارادہ ہوا۔

معرکہ آرائی سے اول

علی کرمہ اللہ ساعی رہے کہ وہ گروہ لڑائی سے الگ رہ کر ہی راہ ھدیٰ لگے، اس لئے ولد سعد[1] اور اک دوسرے مددگار کو حکم ہوا:

"دھرا کر اس گروہ سے ملو اور ہر طرح سے سعی کرو کہ وہ گروہ راہ ھدیٰ کا راہرو ہو"۔

وہ گئے اور اس گروہ کے سرکردہ لوگوں سے ملے، مگر اس گروہ کے دلوں کو مہر لگی رہی، اس لئے ہر دو مددگار سوئے علی کرمہ اللہ لوٹ آئے۔[2]

"الحکم للّٰہ" والوں سے معرکہ

علی کرمہ اللہ کی سعی رہی کہ لوگ لڑائی سے دور ہی ہوں، اس لئے علی کرمہ اللہ کے حکم سے اک آدمی علم اٹھا کر کھڑا ہوا اور علی کرمہ اللہ کا کلام ہوا:

"ہر وہ آدمی کہ "الحکم للّٰہ" والوں سے الگ ہو کر اس علم کے گرد آئے گا، ہلاکی سے معصوم رہے گا، اس طرح وہ آدمی کہ کسی دوسرے ملک کی راہ لے گا، معصوم رہے گا"۔

اور عسکر سے کہا:

"حملے سے رکے رہو! ہاں! اس لمحے کہ "الحکم للّٰہ" والوں کا حملہ ہو، حملہ کر دو!"

اس لئے اول "الحکم للّٰہ" والوں کا حملہ ہوا، اس کے آگے معرکہ عام ہوا، اس گروہ کے

---

[1] قیس بن سعد بن عبادہ ابو ایوب انصاریؓ [2] (سیرت علی المرتضیٰ، ص: ۴۰۰)

حد سے سوا لوگ مارے گئے، کئی دوڑ لگا گئے۔

لوگوں کا وسوسہ اور اس کا حل

عسکرِ علی کے کئی لوگوں کے دل اس وسوسے سے معمور ہوئے کہ "الحکم للہ" والوں کی ہلاکی روا ہے کہ لا روا؟[1] اس کی اطلاع علی کرمہ اللہ کو ہوئی، اسی لمحے کھڑے ہو کر کہا:

"رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا کلام ہے: لوگوں کا اک گروہ، اسلام سے اسی طرح الگ ہوگا کہ سہم، کماں سے اور وہ گروہ، اسلام سے روگرداں ہی رہے گا، اس گروہ کا اک آدمی اس طرح کا ہوگا کہ اس کے دودھ مادام[2] کے دودھ کی طرح اٹھے ہوئے ہوں گے اور اس کے گرداگرد اک کم آٹھ کالے کالے اعلام[3] ہوں گے"۔

علی کرمہ اللہ کا حکم ہوا کہ اس آدمی کو ٹٹولو! اس کو ٹٹولا۔ وہ مُردوں سے اٹا ہوا اور اس کے گلے گماں لٹکی ہوئی ملی۔ اس کا مطالعہ کر کے علی کرمہ اللہ مسرور ہوئے اور اللہ کے اسم کی صدا لگا کر کہا:

"اللہ اور اس کے رسول کا کہا، سدا کھرا رہا"[4]

ملکی امور

آگے لکھی گئی سطور سے معلوم ہوا کہ علی کرمہ اللہ حاکم ہوئے اور اس کے حکم سے حاکم سوم کے طے کردہ کئی عمال معطل ہوئے، اسی لئے والی مصر ولد والد سرح[5] معطل ہوئے اور علی کرمہ اللہ کے حکم سے ولد سعد[6] والی مصر ہوئے، مگر کئی عوامل اس طرح کے ہوئے کہ علی کرمہ اللہ کا ارادہ ہوا کہ ہمدم سعد کو معطل کر کے والیٔ مصر، محمد ولد حاکم اول کو طے کرے، اس لئے حکم علی سے اک محدود عرصہ والیٔ مصر رہ کر ہمدم سعد معطل کیے گئے اور محمد ولدِ حاکم اول، والیٔ مصر ہوئے، مگر کم

---

[1] بعض لوگوں کے دل میں ان کے مقتول ہونے کی وجہ سے شبہ پیدا ہوا تو حضرت علیؓ نے نبی اکرمؐ کا فرمان نقل کیا۔ (سیرت علی، ص:۴۰۱) [2] عورت۔ [3] تل۔ [4] آپؐ کی پیشن گوئی حرف بہ حرف درست ثابت ہوئی۔ (ایضاً)

[5] عبداللہ بن ابی سرح۔ [6] قیس بن سعدؓ۔

عمری کی رو سے ملکی امور سے لاعلم رہے اور محروم رہے کہ اہل مصر کے لئے ملکی امور کو محکم کر سکے۔

اس حال کی اطلاع علی کرمہ اللہ کو ہوئی اسی لمحے مالک[1] کو حکم ہوا:

''محمد ولد حاکم اول کی مدد کے لئے راہی ہو''!

وہ مصر کے ارادے سے رواں ہوئے، مگر راہ کے اک مرحلے اس کا لمحہ موعود آ لگا اور وہ راہی ملک عدم ہوئے[2]

محروحی کو اس حال کی اطلاع ملی، عمرو ولد عاص کو مصر کی حملہ آوری کا حکم دے کر کہا:

''اے عمرو! اللہ کے ڈرو، ہمدردی اور حوصلہ وری کے عامل رہو''!

وہ مصر آئے اور محمد ولد حاکم اول کے عسکر سے معرکہ آراء ہوئے۔ محمد ولد حاکم اول اس معرکے ہلاک ہوئے[3] اور علی کرمہ اللہ اس سے کوسوں دور رہے، اس لئے اس کی امداد سے محروم رہے اور اس طرح عمرو ولد عاص مصر کے عامل ہو گئے۔

کسروی روگردوں سے معرکے[4]

اس عرصے ملک کرماں اور اس سے ملے ہوئے ملک[5] کے لوگ روگرد ہوئے اور مال صلح کی ادائے گی سے مکر گئے۔

علی کرمہ اللہ کے حکم سے اک عمدہ رائے والے سالار[6] اک گروہ کے ہمراہ ادھر راہی

---

[1] مالک، اشتر النخعی۔ [2] یہاں پر مؤرخین (طبری وغیرھم) نے الاشتر النخعی کے انتقال کے اسباب بیان کرتے ہوئے تحریر کیا ہے: حضرت امیر معاویہؓ نے ان کی موت کی خاطر حیلہ گری کی تھی اور الاشتر کو شہد کا شربت پلانے والے شخص کو انعامات کے وعدے دے کر زہر دینے پر مامور کیا تھا، پھر اس نے اشتر کو مسموم شربت پلا کر ہلاک کر دیا، اس واقعے کے متعلق حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ فی ھذا نظر یعنی یہ واقعہ قابل تأمل ہے اور اس کی صحت میں شک وشبہ ہے۔ (سیرت علی، ص: ۴۰۷) [3] اسی طرح محمد بن ابی بکر جو معاویہ بن خدیج کے ساتھ معارضہ میں مقتول ہوئے تھے، اس کے بارے میں لکھا ہے کہ ان کی میت کو گدھے کی کھال میں لپیٹ کر جلا دیا تھا یہ سب حضرت معاویہؓ پر الزام تراشی ہے اور داستان کو ہولناک بنانے کی سعی ہے اور ان کے حق میں تنفر اور نفرت نشر کرنے کی تدبیریں ہیں۔ (ایضا) [4] عجمی باغی۔ [5] خراساں۔ [6] زیاد بن امیہ۔

ہوئے اور معرکہ آرائی کر کے ادھر کے لوگوں کو محکوم کر آئے اور علی کرمہ اللہ کا کسروی لوگوں سے اس طرح عمدہ سلوک رہا کہ سارے کسروی لوگ علی کرمہ اللہ کے دلدادہ ہوئے۔

عہد علی کرمہ اللہ کا سارا حصہ اسی طرح کی لڑائی سے اٹا رہا اور اگلے ملکوں کی کامگاری معمولی رہی۔[1]

مکہ اور معمورۂ رسول

آگے لکھی گئی سطور سے معلوم ہوا کہ اولوالامر ہو کر علی کرمہ اللہ معمورہ رسول کو وداع کر کے اک دوسرے ملک[2] راہی ہوئے اور سدا اسی ملک کو دارالامارہ کر کے رہے، اس لئے معمورہ رسول حاکم اسلام سے محروم ہوا۔

ادھر محرروحی کئی امصار وممالک کے مالک ہوگئے اس لئے محرروحی کے حکم سے ولدارطاط[3] اک عسکر کے ہمراہ مکہ اور معمورۂ رسول کی کامگاری کے لئے ادھر وارد ہوا۔

ادھر کے لوگ ہر طرح کی معرکہ آرائی سے دور رہے، اس لئے ولدارطاط معرکہ آرائی کے علاوہ ہی مکہ مکرمہ اور معمورۂ رسول کا مالک ہوا اور لوگوں سے محرروحی کے لئے عہد لے کر آگے ہمسائے ملک کے لئے راہی ہوا۔

ہمسائے ملک آکر معمولی معرکہ آرائی سے ہی اس ملک کا مالک ہوا۔

اس طرح اک اک کر کے علی کرمہ اللہ کئی ملکوں سے محروم ہوئے۔ اس کا اصل محرک عسکر علی کی ہٹ دھرمی اور حکم علی سے روگردی رہا۔

---

[1] چنانچہ سیستان اور کابل کی سمت میں بعض عرب خودمختار ہو گئے تھے، ان کو قابو میں کر کے آگے قدم بڑھایا۔ اور ۳۸ھ میں بعض مسلمانوں کو بحری راستے سے ہندوستان پر حملے کی اجازت دی اس وقت کوکن بمبئی کا علاقہ سندھ میں شامل تھا، مسلمان رضا کار سپاہیوں نے سب سے پہلے اس عہد میں کوکن پر حملہ کیا۔ (سیر الصحابہ، ج:۱ص:۲۹۶) [2] کوفہ۔
[3] (بسر بن ارطاط، تاریخ اسلام، ج:۱ص۵۰۴)

علی کرمہ اللہ دوملکوں[1] کے اولوالامر

اس طرح علی کرمہ اللہ دوملکوں کے حاکم رہ گئے۔ گوکہ محررِوحی اک اک کرکے کئی ملکوں کے مالک ہوگئے، مگر وہ سدا علی کرمہ اللہ کی ہمسری کے دعوے سے دور رہے۔

ولدام[2] اور ولدعم[3] روٹھ گئے

اسی عرصے کہ وداع مکہ کودس سال کم آدھی صدی ہوئی، دواہم آدمی علی کرمہ اللہ سے روٹھ گئے۔

اول: ولدعم کہ وہ علی کرمہ اللہ کے حکم سے اک مصر کے عامل رہے، اک حاسد سے علی کرمہ اللہ کو اطلاع ملی:

''اس کا ولدعم دارالمال کا مال اڑارہا ہے''۔

علی کرمہ اللہ کا ولدعم سے کلام ہوا کہ:

''مال کا معاملہ ہم سے کہو''!

اس کا ردکلام ہوا:

''وہ مال اسی کا ہے، دارالمال کا کہاں''؟

علی کرمہ اللہ کا دہرا کرسوال ہوا:

''ہم سے کہو کہ وہ مال کہاں سے حاصل ہوا''؟

ولدعم کا ردکلام ہوا:

''اس طرح کی عمالی سے دور ہی رہوں گا''[4]

اس طرح کہہ کر وہ مکہ مکرمہ آگئے۔

دوم: اسی طرح علی کرمہ اللہ کا ولدام علی کرمہ اللہ کے کسی کلام سے روٹھ کر محرروحی کے ملک راہی

---

[1] عراق اور ایران [2] عقیل بن ابی طالبؓ [3] عبداللہ بن عباسؓ [4] حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ میں ایسی گورنری سے باز آیا۔ (تاریخ اسلام، ج:۱،ص ۵۰۵)

ہوا، محر روحی سے اس کو کمال اکرام و مال ملا، اس سے علی کرمہ اللہ کو گہرا ملال ہوا[1]
اس لئے علی کرمہ اللہ کا ارادہ مصمم[2] ہوا کہ محر روحی سے دہرا کر معرکہ آرائی ہو اس لئے کھڑے ہو کر لوگوں سے ہمکلام ہوئے اور کہا:

''لوگو! محر روحی سے معرکہ آرائی کے لئے آمادہ رہو''!

علی کرمہ اللہ کے کلام سے دس دس سو کے ساٹھ گروہ[3] معرکہ آرائی کے لئے آمادہ ہوئے اور سارے لوگوں کا علی کرمہ اللہ سے عہد ہوا کہ سدا علی کرمہ اللہ کے ہمراہ ہی ہوں اور محال ہے کہ اک لمحے کے لئے علی کرمہ اللہ سے الگ ہوں۔

علی کرمہ اللہ اسلحے اور دوسرے لوگوں کے حصول کے لے سرگرم ہوگئے کہ آں مکرم کی گواہی[4] کا لمحہ آ لگا اور آں مکرم دارالسلام کو راہی ہوئے۔

گواہیٔ علی کا حال

گواہی علی کا مکمل حال اس ہے کہ ''الحکم للہ''[5] والوں سے علی کرمہ اللہ کی لڑائی ہوئی۔ اس گروہ کے کئی لوگ ہلاک ہوئے اور کئی دوڑ لگا گئے، اسی گروہ کے سہ آدمی[6] مکہ آ کر اکٹھے ہوئے اور علی کرمہ اللہ سے معرکہ آرائی اور گروہ کے لوگوں کی ہلاکی کو دہرا دہرا کر دکھی ہوئے اور حسد کی آگ سے ساروں کے دل سلگ اٹھے۔ ہر آدمی کی رائے ہوئی کہ اٹھو اور سہ سرداروں[7] کو کہ وہ عالم اسلام کو دکھی کر کے رہے، ہلاک کر ڈالو اور طے ہوا کہ مرادی مصری، علی کرمہ اللہ کو ہلاک کرے گا اور عمرو سعدی، عمرو ولد عاص کو اور ولد مملوک اللہ[8]، محر روحی کو ہلاک کرے گا اور طے ہوا کہ وہ کاروائی اک ہی سحر اور اک ہی لمحے کو ہوگی۔

۱؎ تاریخ اسلام، ج:۱،ص ۵۰۵) ۲؎ پختہ ارادہ ۳؎ ساٹھ ہزار لوگوں نے حضرت علیؓ سے تا زیست ساتھ رہنے کا عہد کیا۔
۴؎ شہادت ۵؎ خوارج ۶؎ پہلا: عبدالرحمٰن ابن ملجم مرادی مصری، دوسرا: ابرک بن عبداللہ تمیمی اور تیسرا: عمرو بن بکر تمیمی سعدی۔ (تاریخ اسلام، ج:۱،ص:۵۰۶) ۷؎ سیدنا علی کرم اللہ وجہہ، سیدنا امیر معاویہؓ، حضرت عمرو بن العاصؓ۔ (ایضاً)
۸؎ یہ عبداللہ کا مفہوم اور مرادی معنی ہے۔

اس لئے ماہ صوم کی سولہ اور سحر کی عماد اسلام کا لمحہ اس کاروائی کے واسطے طے ہوا اور ہر آدمی طے کردہ آدمی کے ملک راہی ہوا۔

ولد مملوک اللہ محرروحی کے دارالامارہ آکر اس لمحے اللہ کے گھر[1] وارد ہوا کہ محرروحی سحر کی عماد اسلام کے لئے لوگوں کے امام ہوئے، وہ آگے ہوا اور صمصام کا اک وار کر کے دوڑا، اس کو لگا کہ محرروحی اس اک وار سے ہلاک ہوں گے، مگر اللہ کے حکم سے معمولی گھاؤ لگا اور محرروحی ہلاکی سے معصوم رہے، مگر ولد مملوک اللہ محصور ہو کر ہلاک ہوا[2] اسی سحر کے اسی لمحے عمرو سعدی، مصر کے عماد اسلام گاہ[3] وارد ہوا اور ولدِ عامر[4] کو کہ وہ اس سحر، سحر کی عماد اسلام کے لئے لوگوں کے امام ہوئے، حسام کے اک ہی وار سے ہلاک کر ڈالا۔ اس کو دھوکہ لگا کہ لوگوں کا امام عمرو ولد عاص ہی ہے، حالاں کہ عمرو ولد عاص اس سحر روگی[5] رہے، اس لئے وہ عماد اسلام کے لئے اللہ کے گھر آمد سے محروم رہے۔ اس طرح عمرو ولد عاص ہلاکی سے معصوم رہے۔

ادھر مرادی مصری مردود، علی کرمہ اللہ کے دارالامارہ وارد ہوا، وہاں اس کو اک ماہ رو[6] لڑکی سے لگاؤ ہوا اور وہ اس کا دلدادہ ہوا۔

مرادی کا ارادہ ہوا کہ کسی طرح اس لڑکی سے عروسی ہو، اس لئے لڑکی کے گھر آکر لڑکی کو اطلاع دی:

''اس کا عروسی کا ارادہ ہے''۔

اس لڑکی کا ردکلام ہوا:

''ہاں! عروسی کے لئے آمادہ ہوں، اگر مہر ادا کر دو''!

---

[1] مسجد۔ [2] (تاریخ اسلام، ج:۱، ص:۵۰۶) [3] مسجد۔ [4] خارجہ بن ابی حبسہ بن عامر یہ ایک فوجی افسر تھے جو حضرت عمرو بن العاص کی غیر موجودگی میں امامت کے فرائض انجام دے رہے تھے۔ (ایضاً) [5] بیمار۔ [6] حسین وجمیل لڑکی جس کا نام قطام تھا اس کا والد اور بھائی خارجی تھے اور جنگ نہرواں میں حضرت علیؓ کے ہاتھوں ہلاک ہوگئے تھے۔ (تاریخ اسلام، ج:۱ص:۵۰۷)

مرادی مصری سائل ہوا:

''ہم سے کہو! کس طرح کا مہر لوگی''؟

لڑکی کا کلام ہوا:

''اس کا مہر ہے، اول: علی کا کٹا ہوا سر۔ دوم: اک مملوک اور اک مملوکہ۔

سوم: دس دس سو درہموں کی سہ صرہ''[1]

مرادی مصری کا کلام ہوا:

''امر دوم وسوم محال ہے۔ ہاں! امر اول کے لئے آمادہ ہوں''[2]

لڑکی آمادہ ہوگئی اور اس کے حکم سے اس کے اسرے کا اک آدمی ''ورداں'' مرادی کے ہمراہ ہوا۔

ماہ صوم کی سولہ ہے اور سحر کی عماد اسلام کے لئے معمول کی طرح علی کرمہ اللہ لوگوں کو صدا دے کر اللہ کے گھر وارد ہوئے۔ اول ورداں، مردود حملہ آور ہوا، علی کرمہ اللہ اس کے وار سے معصوم رہے۔ اس کے آگے مرادی مردود اٹھا اور صمصام سے علی کرمہ اللہ کے سر کو گھائل کر کے دوڑا، مگر علی کے حکم سے محصور ہوا۔

علی کرمہ اللہ کا اس کے لئے لوگوں سے کلام ہوا کہ اگر گھاؤ مہلک ہو، اس کو صلۂ دم کے لئے ہلاک کر دو! اور اگر ہلاکی سے معصوم رہوں، مرادی سے ہمارا معاملہ وہی ہوگا کہ ہم کو عمدہ لگے گا[3] اور لڑکوں[4] کو حکم ہوا کہ ادھر آؤ! وہ آ گئے۔ لڑکوں سے کہا:

''اک دوسرے سے عمدہ سلوک اور ہمدردی کا معاملہ رکھو''!

اک دلدادہ[5] آگے ہوا اور کہا:

---

[1] تھیلی۔ [2] مرادی تو آیا ہی اس کام کیلئے تھا، اس لئے اس کا ارادہ اب مزید پختہ ہوگیا۔ (ایضاً) [3] ابن ملجم گرفتار ہوکر حضرت علی کے سامنے پیش کیا گیا، آپؓ نے فرمایا اگر میں اس زخم سے مرجاؤں تو تم بھی اس کو قتل کر دینا اور اگر میں اچھا ہوگیا تو خود جو مناسب سمجھوں گا کروں گا (تاریخ اسلام، ج:۱ص:۵۰۸) [4] سیدنا حسنؓ سیدنا حسینؓ اور محمد بن الحنیفہ۔ [5] جندب بن عبداللہ۔

'' اے حاکم اسلام !رائے دو: آں مکرم کے وصال کے آگے آں مکرم کالڑکا حاکم اسلام ہو''؟ علی کرمہ اللہ کا رد کلام ہوا:

'' وہ اہل اسلام کی رائے سے ہی طے ہوگا، اس مسئلے کے لئے علی ہر رائے اور حکم سے دور ہے''۔

مآل کار سہ ماہ کم ساٹھ ماہ[1] حاکم اسلام رہ کر ماہ صوم کی اک کم اٹھارہ[2] کو ساٹھ اور سہ سال کی عمر مکمل کر کے داماد رسول دارالسلام کو راہی ہوئے (ہم ساروں کا اللہ مالک ہے اور ہمارا ہر آدمی اس کے گھر لوٹے گا)

مرادی کا مآل

وصالِ علی کرمہ اللہ کے آگے لوگ مرادی کو اولاد علی کرمہ اللہ کے آگے لائے، اولاد علی کرمہ اللہ سے وہ اس کڑے طور سے ہلاک ہوا کہ اس کے دھڑ کے ٹکڑے کئے گئے، گرم سلائی لگائی گئی اور اس کی لساں کاٹی گئی اور اس کے دھڑ کو آگ لگادی گئی[3]

امور لحد[4]

امور لحد کے لئے دارالسلام کے سردار[5] اور علی کرمہ اللہ کے ولدام کالڑکا[6] آگے آئے اور سارے امور مکمل کئے اور علی کے ولد اول[7] رکوع سے عاری عماد اسلام[8] کے واسطے لوگوں کے امام ہوئے اور وہی ملک کہ وہ علی کرمہ اللہ کا دارالامارہ رہا، اسی ملک اللہ کے گھر سے ملے ہوئے اک محل آ کر علی کرمہ اللہ کو مٹی دی[9]

---

[1] چار سال نو ماہ۔ (سیرت علی، ص: ۵۲۷) [2] (تاریخ اسلام، ج:۱، ص: ۵۰۷) [3] (طبقات ابن سعد اردو حصہ سوم، ص: ۹۵، سیرت خلفائے راشدین، ص: ۲۵۵) [4] تجہیز اور تکفین کے مراحل۔ [5] حضرات حسنینؓ۔ [6] حضرت علیؓ کا بھتیجا، حضرت عبداللہ بن جعفر طیار۔ [7] سیدنا حسنؓ۔ [8] نماز جنازہ۔ [9] آپؓ کا مزار کوفہ میں مسجد الجماعۃ کے قریب الرحبہ کے مقام پر واقع ہے اور روافض لوگ جو یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ آنجنابؓ کی قبر مشہد (نجف اشرف) میں ہے وہ سراسر غلط ہے اور بے بنیاد ہے، اس بات پر ان کے پاس کوئی دلیل نہیں، چنانچہ حافظ ابن کثیرؒ رقمطراز ہیں: وما یعتقدہ کثیر من جھلۃ الروافض من ان قبرہ بمشھد النجف فلادلیل علی ذالک ولا اصل بہ. (سیرت علی، ص: ۵۲۶)

سراسر کھوٹا کلام

کئی لوگوں کا وسوسہ ہے کہ'' الحکم للّٰہ'' والوں کے ڈر سے علی کرمہ اللہ کو وصال کے آگے اک سواری سے کس کر سواری دوڑا دی گئی، وہ سواری لامعلوم محل کو رواں ہو گئی اور لوگ سدا لاعلم رہے کہ وہ سواری کہاں گئی اور لحد علی کہاں ہے؟ حالاں کہ وہ کلام سراسر کھوٹا اور اصل سے دور ہے[1]

الحمدللہ! کہ رسالہ'' دوسسر دو داماد'' مکمل ہوا، دعا گو ہوں کہ اللہ اس رسالے کے واسطے سے عالم اسلام والحاد کے دلوں کو رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے دوسسر دو داماد اور ہر ہر ہمراہی کے لگاؤ سے معمور کر دے۔

اے اللہ! محرر اور اس کے والد مکرم، والدہ مرحومہ، سارے معلموں اور وہ لوگ کہ اس رسالے کے لئے کسی طرح ہی سہی مددگار رہے، ساروں کے معاصی محو کر دے اور ساروں کو ہر دو عالم کا سرور و کامگاری عطا کر دے۔ (اللہ اسی طرح کرے)

اے اہل علم! رائے دو

محرر کا ہر علم والے سے سوال ہے کہ اس رسالے کے واسطے ہر طرح کی رائے دے! اہل علم کی عمدہ آراء مسموع ہوں گی اور وصول ہوں گی۔

محرر

والد محمد رائی

سوموار دس مئی سال اٹھارہ سو اور دو سو دس

---

[1] (سیرت علی، ص:۵۲۶)

اردوئے معرا سے عام اردو کلمے

کلمے	عام اردو	کلمے	عام اردو
(ا)		اوطاس	مقامِ وادیٔ حنین
آدمِ دوم	نوحؑ	اہلِ کہسار	اہلِ طائف
آس	امید	امراء	بڑے لوگ
آگاہ کرو	اطلاع دو	امرِ محال	مشکل معاملہ
اسرائلی	یہودی	امرِ وحی	نبوت
اطوار	طریقے	الم رسائی	تکلیف پہنچانا
الحاد	کفر	(ح)	
اساس	بنیاد	حاکم اول	سیدنا ابوبکر صدیقؓ
اسماء	اسم کی جمع	حاکم دوم	سیدنا عمر فاروقؓ
اسراء سماوی	معراج	حاکم سوم	سیدنا عثمان غنیؓ
اسلامی صدی	سن ھجری	حکام	حاکم کی جمع
اسرہ	خاندان	حلم	برداشت
اطوارِ محمودہ	عمدہ طور طریقے	حصار	قلعہ
اصحمہ	نجاشی بادشاہ کا نام	حاوی	غالب
اعلائے اسلام	اسلام کی ترقی	حسام	تلوار
اعلام	اعلان ۔ علامتیں	حرم رسولؐ	مسجد نبویؐ

کلمے	عام اردو	کلمے	عام اردو
حمام صحرائی	جنگلی کبوتر	﴿ر﴾	
حکم	فیصلہ کرنے والا	رائی کا کہسار	بات کا بتنگڑ بنانا
حر	آزاد	راعی	چرواہا
حامی	مددگار	ردی کام	گھٹیا کام
﴿د﴾		رداء	چادر
داعی	بلانے والا	ردکلام	جواب
دارالآلام	جہنم	روح اللہ رسول	حضرت عیسیٰؑ
داراللہ	بیت اللہ	رحلہ	ہجرت۔سفر
دارالسلام	جنت	راہوار	گھوڑا۔سواری
دال	دلالت کرنے والا	رواں	جاری
دم سادھے ہوئے	چپ	رحلہ کے آگے	سفر آخرت کے بعد
دارالامارہ	دارالخلافہ	رہرو	مسافر
دھڑ	جسم	روئداد	واقعہ
دوحکم	دوفیصلہ کرنے والے	روگ	بیماری
دل سے دہراؤ	یادکرو	رکوع سے عاری	نماز جنازہ
دارالمطہر	بیت المقدس	روا	جائز
دکھوں والا صلہ	عذاب	روگردی	نافرمانی،حکم عدولی
دور	زمانہ۔طواف	☆☆	☆☆

کلمے	عام اردو	کلمے	عام اردو
س		ص	
سائی	کوشش کرنے والا	صاع	۲۳۴ تولے، وزن کا پیمانہ
سامع	سننے والا	صدائے عماد اسلام	اذان
سوا	علاوہ۔ زیادہ	صلۂ دم	قصاص
سوءِ مآل	برا انجام	صلۂ مسلسل	صدقۂ جاریہ
سہام کار	تیر انداز	صمصام	تلوار
سوءِ عملی	بد عملی	صاد	تصدیق کرنا
سہل	آسان	ط	
سر کرے	پار کرے۔ مکمل کرے	طوعاً و کرھاً	مجبوراً
سواری	اونٹ	طور	طریقہ
سوئے اعداء	دشمنوں کی طرف	ع	
سوءِ عہدی	بد عہدی	عاری	خالی۔ ننگا
سواری والا معرکہ	جنگ جمل	عائد	لازم
سردار ملائک، الروح	حضرت جبرئیلؑ	عساکر	عسکر کی جمع۔ لشکر
سراسر	بالکل	عمال	عامل کی جمع
سہو	بھول	عم	چچا
سعی	کوشش	عماد اسلام	نماز
سہم	حصہ	علمدار	جھنڈا اٹھانے والا

کلمے	عام اردو	کلمے	عام اردو
عروس	دلہن	کھڑاؤں	جوتے
عروس مطہرہ	سیدہ عائشہ صدیقہؓ	کھائی	خندق
عمدہ عملی	اچھے کام	کھوٹا	جھوٹا
علی العکس	برعکس	گ	
علّام الاسرار	عالم غیب	گام	قدم
عدوّ	دشمن	گل کدے	باغات
علو	بلندی	گواہی	شہادت
عالی	بلند	گردآلود	مٹی لگا ہوا
عالم مادی	دنیا	گودے دار ڈال	پھل دار درخت
عالم معاد	آخرت	گھاؤ	زخم
ک		گھائل	زخمی
کامگار	کامیاب	ل	
کوہ سلع	مدینہ منورہ کا ایک پہاڑ	لامعدوم	ناختم ہونے والا
کسریٰ	ایرانی بادشاہ کا لقب	لامحدود	بے حساب
کوہ	پہاڑ	لااصل	بے دلیل
کہسار	پہاڑی علاقہ	لاحاصل	فضول
کھوہ	غار	لہو	فضول
☆☆	☆☆	لے لی	بکری

کلمے	عام اردو	کلمے	عام اردو
لاحکم والے	خارجی	معدوم سلسلۂ راوی	منقطع السند
لسان	زبان	مسلّمہ اصولوں	طے شدہ ضابطے
لگاؤ	محبت	محرر	لکھنے والا
لحد	قبر	معمور	آباد
لحم	گوشت	مروی	روایت
لمس	چھونا	مداحوں	تعریف کرنے والے
﴿م﴾		مسرور	خوش
مٹی دی	دفن کیا	مآل کار	آخر کار
مہلِک	قاتل	ملائک	فرشتے
ماء	پانی	معصوم	محفوظ
مطعم	کھانا کھانے کی جگہ	مکروہ عملی	بدعملی
مرگ	موت	مددگار	انصاری۔ مدد کرنے والا
مملوک	غلام	ماءِ طاہر	پاک پانی
مصلح	اصلاح کرنے والا	مامور	تابع
محررِ وحی	کاتب وحی، حضرت معاویہؓ	محکوم	تابع
مساوی	برابر	مسطورہ	لکھا ہوا
ملأ اعلیٰ	فرشتے	محو	مٹنا
معاصی	گناہ	مکرم	باعزت

کلمے	عام اردو	کلمے	عام اردو
مہدی	ہدایت یافتہ	محمود	تعریف کیا ہوا
مُد	دور طل کا پیمانہ	مولودی سلسلہ	شجرۂ نسب
مسموع ہو	سنائی دے	معمر	عمر رسیدہ
معاد	آخرت	ملکِ عدم	دنیا
موسوم	نام رکھا ہوا	مسلمہ حکم	قاضی
معرکہ آرائی	لڑائی	ماءِ سکر	شراب
مردود	لعنتی	مٹی کے الٰہ	بت
مکارہ	برائیاں	ماہرِ کلام	شاعر
ملمع گری	بدعت	مدّاحِ رسول	حضرت حسان بن ثابتؓ
مکروہ گو حاسد	بدزبان	محکم	مضبوط
مرگ	موت	مساہم	شریک
مملوک	غلام	معماری	تعمیر
مسدود	بند	معمور ہو	آباد ہو
مصدر	مأخذ	محصور	قیدی
مطالعہ	غور کرنا	محل	جگہ
ماہِ عالم	دنیا کا چاند	محرم اسرارِ عہدۂ رسول	رازدارِ نبوت
مہرِ عالم	دنیا کا سورج	مہم	سریہ
ہمراہی	ساتھی۔صحبت	موسم احرام	ایام حج

کلمے	عام اردو	کلمے	عام اردو
موعود	مقررہ	وساوس	وسوسہ کی جمع
مادی	مالی	وسط روی	میانہ روی
ملائم	نرم	وداع مکہ	ہجرت
معمورۂ رسول	مدینہ رسول	واہی	فضول
محموم	بخار ولا	وحی سماوی	آسمانی وحی
مادام	عورت	ولدِ ام	بھائی
موئے سر	سر کے بال	وصال رسول	آپ ﷺ کا سفر آخرت
مراسلہ	خط	ہ	
معرکۂ اول	غزوۂ بدر	ہمدم	مہاجر صحابی۔ ساتھی
و		ہمسر	برابر
وصال	انتقال	ہمدم مکرم	حضرت ابوبکر صدیقؓ

رسائل ومصادر

اختلافِ امت اور صراطِ مستقیم
تاریخ اسلام
تاریخ الخلفاء
حیات الصحابہ
جامع اللغات
خلافت راشدہ
سیرت مصطفیٰ
سیرت علی المرتضیٰ
سیرت خلفائے راشدین
سیر الصحابہ
صحابہ کرام انسائیکلو پیڈیا
صحاح ستہ
طبقات ابن سعد
مقامِ صحابہ
فیروز اللغات
لغاتِ کشوری
المنجد
ہادی عالم

محمد رسول الله والذين معه اشدآء على الكفار رحمآء بينهم

قرآن کریم میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عالی مقام

معتبر علمائے کرام کے ترجموں اور تفاسیر کی روشنی میں قرآن کریم کی ان آیات مقدسہ کا مجموعہ جن میں حق تعالیٰ شانہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جانثار ساتھیوں کی تعریف وتحسین فرمائی ہے

مؤلف

ابو محمد

محمد عظیم رائی

ادارہ

اساس العلم کراچی

(عنقریب منصۂ شہود پر ہوگی ان شاء اللہ)

رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ

اولیاتِ صحابہ رضی اللہ عنہم

ان کاموں کا تذکرہ جن کی ابتداء حضراتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ہی فرمائی

مؤلف

ابو محمد
محمد عظیم رائی

ادارہ
اساس العلم کراچی
(عنقریب منصۂ شہود پر ہوگی ان شاء اللہ)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زریں اقوال

دنیا سے بے رغبتی اور فکرِ آخرت پیدا کرنے والے مختلف مواقع پر حضراتِ صحابہ کرام سے منقول، راہنما اقوال کا حسین گلدستہ

مؤلف

ابو محمد
محمد عظیم رائی

ادارہ
اساس العلم کراچی
(عنقریب منصۂ شہود پر ہوگی ان شاء اللہ)

اسلامی مہینے تاریخ کے آئینے میں

مؤلف

ابو محمد

محمد عظیم رائی

ادارہ

اساس العلم کراچی

(عنقریب منصہ شہود پر ہوگی انشاء اللہ)